

معارف شمس تبریز

مستقیم اُمت مولانا روم کے شیخ

حضرت شمس تبریزؒ

حقائق و معارف کے لہجہ

کلام کا
اقتباس۔ ترجمہ۔ تشریح

شکستہ اور سلیس انداز

مترجم

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

ناشر

کتاب خانہ مظہری

گشت اقبال لاہور

33



معارف شمس تبریز

متکلم اُمت مولانا رومؒ کے

شیخ حضرت شمس تبریزؒ کے

حقائق و معارف سے لبریز

— کلام مظاہر —

اقتباس — ترجمہ — تشریح

شکفتہ اور سلیس اردو

تالیف

ایشخ مولانا حکیم محمد اختر صاحب

مجاز بیعت حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

خادم خاص حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوریؒ

ماہرین بیعت حضرت اقدس حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

ناشر کتب خانہ مظہری گلشن اقبال بلاک کراچی

فہرست معارف شمس تبریزیؒ

ایک قطرہ اگر ہوتا تو وہ چھپ بھی جاتا

کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

آخر

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۳۲	حقارت و ذلت روح غیر عارف	۵	افتتاحیہ
۳۵	مرشد شمس تبریزیؒ	۶	مقدمہ
۳۸	مقام غم عشق و آہ دل	۷ تا ۱۱	تعاریف بزرگان اکابر
۳۹	مشاہدہ انوار در ذکر	۱۲ تا ۱۵	تعارف شمس تبریزیؒ
۴۰	اثبات قیامت از بہار	۱۶	تعارف کتاب
۴۲	حقائق عشق و معرفت	۱۷	در بیان مجاہدات
۴۴	دوائے رومی برائے عاشقان	۱۹	در بیان مرشد
۴۷	حیات سمرمدی جان عاشقان	۲۲	شان کلام عارفین
۴۸	آثار غم محبوب حقیقی	۲۵	شوق سلوک
۵۰	در بیان مقام قرب حقیقی	۲۶	مقام بسط و قبض
۵۵	ثمرہ مجاہدات و عطائے حق	۲۷	گریہ و زاری
۵۶	آثار اسرار عشق	۲۸	غم فراق از مرشد
۵۹	{ ترغیب مجالست مرشد تبریزیؒ	۲۹	عنایت اہل اللہ بر طالبین
		۳۰	ادب طریق

۱۲۳	اطمینان قلب از ذکر حق	۶۰	فوائد تاخیر کامیابی و کلفت انتظار
۱۲۴	مضرات بدنگاہی	۶۴	لذت ذکر اللہ
۱۲۵	حفاظت نظر	۷۰	مقام عاشقان حق
۱۲۷	خالی کردن دل با از اغیار	۷۵	سوز غم عاشقان
۱۳۰	فرق اہل آخرت و اہل دنیا	۷۶	مقام مرشد
۱۳۱	بیان فوائد گریہ و زاری	۷۷	فوائد عشق حق
۱۳۶	حضرت کعبؓ احبار صحابی	۸۱	استغنای مقام عشق
۱۳۷	حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ارشاد	۸۲	عشق مرشد
۱۳۷	حوال عاشقان	۸۶	خواری غافلان و اعزاز عاشقان
۱۴۶	بیان حسن و تجلیات الہیہ	۸۸	ترغیب صحبت اہل دل
۱۵۰	نعرہ مستانہ	۸۹	جذب پنہانی ربانی
۱۵۱	نالہ ندامت	۹۱	در بیان احوال خاصان خدا
۱۵۲	معارف و حقائق	۱۰۰	شان باطنی اہل اللہ
۱۵۷	خطاب از عشق	۱۰۲	تیز رفتاری عشق
۱۵۸	دنیا کے بے ثبات	۱۰۵	ہمت مرد عاشق
۱۵۹	مرتبہ روح عارف	۱۰۶	معارف و حقائق عشق
۱۶۰	آہ بے نوا	۱۰۹	لذت وصال بوقت مرگ
۱۶۱	سبب مجاہدہ راہ سلوک	۱۱۰	بیان عشق از عشق
۱۶۸	فوائد صحبت شیخ	۱۱۱	عذاب عشق مجازی
۱۶۹	معجزہ ادر جادو کافرق	۱۱۷	عاشقی شیوہ مردان ست
۱۷۳	دولت باطنی عارفین	۱۲۰	بدون عشق حقیقی روح انسانی

۲۲۱	کمالات عشق و عاشقان خدا	۱۷۶	لذت جانبازی در مجاہدہ
۲۲۵	بسط بعد القبض	۱۷۸	زندگی در بندگی
۲۲۶	فیضان نسبت باطنی	۱۷۹	بیان عشق
۲۲۸	طلب الطاف و عنایات مرشد	۱۸۰	لذت ذکر
۲۳۰	حقائق و معارف	۱۸۱	ناز عشق بر عاشقان
۲۳۲	فیضان عشق حقیقی	۱۸۲	گر کر کے سنبھلنا
۲۳۶	{ گفتگوئے عاشقان در کار رب	۱۸۳	فوائد گریہ عشق
۲۴۰	قبض ببط کی حکمت	۱۸۳	تزکیہ نفس
۲۴۱	در بیان آثار عشق حقیقی	۱۸۵	عشق امارت کی جہانت
۲۴۵	بیان اصلاح نفس	۱۸۷	علاج عشق امرد
۲۵۱	ترغیب محبت اہل اللہ	۱۸۸	محبت اہل اللہ
۲۵۳	اخلاص دوستی	۱۹۰	سکون قلب
۲۵۶	حلاوت طاعت	۱۹۰	معارف کلمہ لا الہ
۲۵۸	عشق مرشد	۱۹۵	امتحان عاشقان
۲۶۱	تمنائے بقا مرشد	۲۰۰	معارف راہ عاشق
۲۶۳	تفویض و تسلیم	۲۰۴	تلاش دیوانہ حق
۲۶۴	حضور مع الحق	۲۰۶	راہ سلوک
۲۶۱	صحبت مرشد کامل	۲۰۷	بیان کرد فرشان عاشقان
۲۶۲	فیض مرشد کامل	۲۱۲	آداب مرشد
۲۶۳	عشق حقیقی	۲۱۳	ارشاد حکیم الامت
		۲۱۴	معارف و حقائق عشق

۲۲۲	فیوض و برکات	۲۸۰	تین حکایات
	صحبت مرشد	۲۸۱	حقائق و اسرار
۲۲۶	تجلیات پنہانی	۲۸۴	آثار تجلیات در کائنات
۲۲۷	{ خطاب از اہل ظاہر	۲۹۶	{ حکایت اور اسرار
	و طبع یابیں		{ حضرت کھولپوری
۲۲۷	عنایات مرشد	۲۹۹	علامت مناسبت
۲۲۸	{ بیان مقامات عالیہ	۳۰۷، ۳۰۶	نصیحت
	اولیائے کرام	۳۰۸	کلام عبرتناک
۲۲۹	فیوض و برکات مرشد	۳۱۰	دیوانگی و عشق
۲۳۵	در بیان آثار عشق حقیقی	۳۱۲	مناجات عاشق
۲۳۶	شان مقامات اولیائے کرام		{ در بیان درد فراق و طلبِ حال
۲۳۹	{ زاہدان خشک اور دنیا داروں	۳۲۱	{ از خدائے ایزد متعال
	سے خطاب	۳۲۷	حُسن طلب از فیض مرشد
۲۴۰	تجلیات پنہانی	۳۳۸	حُسن طلب اسرار از مرشد
۲۴۱	{ عاشقوں سے خطاب اور	۳۳۹	جلالت شان ایزدی
	ان کو معذور قرار دینا	۳۶۲	درد فراق عاشقان
۲۴۲	علاج تکبر و تعظیم مرشد	۳۸۹	حکایت
۲۴۲	مجاہدات	۳۹۱	حقائق و معارف
۲۴۳	فیضان مرشد	۳۹۲	حکایت
۲۴۵	نصیحت برائے طالبین حق	۴۰۷	حقائق و معارف
۲۴۷	صفات کاملین	۴۰۹	{ حضرت شمس تبریز سے مولانا رومی
			{ کی درخواست غلبہ حال میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ ۶ دفتر ثنوی شریف (ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار) کے علاوہ پچاس ہزار اشعار غزلیات رومی کا مجموعہ تصوف اور عشق حقیقی کے مضامین سے لبریز بنام دیوان شمس تبریز بھی شائع ہوا۔ اور یہ مولانا کا کمال فنائیت ہے کہ ان جملہ اشعار کو اپنے پیرومرشد کے نام سے ظاہر کیا۔ یہ کتاب تقریباً نایاب ہے۔ ایک پُرانا نسخہ نہایت بوسیدہ احقر کو دستیاب ہوا۔ حق تعالیٰ شانہ کی توفیق سے اس کا جستہ جستہ انتخاب مع ترجمہ و تشریح اس زاویہ نظر سے کیا گیا کہ سالکین و عاشقین کے قلوب اور ارواح میں حق تعالیٰ کی محبت و معرفت مزید متصاعد حاصل ہو۔ نیز اصل کتاب میں عنوانات نہیں تھے احقر نے مضامین کی مناسبت سے سہیل فہم کے لئے عنوانات قائم کر دیئے ہیں۔ ناظرین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول اور نافع فرمائیں۔ آمین۔

العارض محمد اختر عفا اللہ عنہ

۴-جی - ۱/۱۶ ناظم آباد - کراچی



تقاریر اکابر و مشائخ

رائے عالی برائے تصانیف حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

از حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی برکاتہم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عنایت فرمائے مولانا حکیم محمد اختر صاحب سلمہ بعد سلام مسنون۔ آپ کی دو کتابیں معارف مشنوی اور دنیا کی حقیقت پہنچکر موجب منت ہوئیں۔ اس سے بہت مسرت ہوئی کہ آپ کا تعلق اولاً مولانا پھولپوری سے اور آخراً مولانا ابرار الحق صاحب سے ہے اللہ تعالیٰ دونوں کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہدیہ سینہ کا دونوں جہان میں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ یہ دونوں کتابیں سن بھی لیں۔ مضامین ما شاء اللہ بہت اچھے ہیں۔ دل پر اثر کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو قبول فرمائے۔ صدقہ جہار یہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ معارف شمس تبریز کی طباعت کا بھی جلد از جلد انتظام فرمائے اور لوگوں کو ان معارف سے زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے۔ آپ کی دیگر تالیفات کی قبولیت کے لئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ ذخیرہ آخرت بنائے اور اپنے وقت پر حسن خاتمہ کی دولت سے نوازے۔

(حضرت شیخ الحدیث) محمد زکریا (دامت برکاتہم)

مدینہ طیبہ ۱۱/۵/۶۷

تقریر: از حضرت اقدس مرشدنا قاری حافظ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب
دامت برکاتہم

خليفة: حضرت حکیم الامت مجدد المہلت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

کتاب معارف شمس تبریز کے سلسلہ میں حضرت مولانا محمد شفیع صاحب

دامت برکاتہم اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم اور

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب دامت برکاتہم نے جو آراء و نظریات فرمائیں ہیں ان

سے بے حد مسترت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بھی مثل معارف مشنوی
باعث نفع بندگان خدائے تعالیٰ و طالبان ہدایت و معرفت بنا دیں اور
قبول فرمادیں آمین

ابرار الحق

ناظم مجلس دعوت الحق ہرودنی یورپی ہند
بعد ظہر یوم الاحد ۲۶ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

از محدث عصر فضیلۃ الشیخ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم
مفتی اعظم پاکستان بانی و مؤسس دارالعلوم (کورنگی کراچی)

باسمہ سبحانہ

جناب مولانا حکیم محمد اختر صاحب سلمۃ اللہ تعالیٰ نے چند سال قبل معارف
مشنوی لکھی تھی جو بہت مقبول ہوئی اور عوام ذخاوص نے اس سے استفادہ
کیا اور اس کے مطالعہ میں روحانی و ایمانی کیف محسوس کیا۔ اب مولانا موصوف
نے صاحب مشنوی مولانا رومؒ کے مرشد حضرت شمس تبریزؒ کے دیوان
کا اختصار کیا ہے اور ان اقتباسات کو مع ترجمہ و تشریح اہل دل کے سامنے پیش
کیا ہے جو بہت ہی مفید ہیں۔ ساکنان راہ طریقت سے خصوصاً اور مسلمانوں سے
عموماً امید ہے کہ اس کتاب معارف شمس تبریزؒ سے پوری طرح مستفید
ہونگے اس کے مطالعہ سے انشاء اللہ تعالیٰ باطن مجلی و مزکی ہوگا۔

وباللہ التوفیق بند محمد شفیع عفا اللہ عنہ

۱۱ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

از حضرت فضیلۃ الشیخ محدث کبیر جناب مولانا محمد یوسف صاحب بنوری

دامت برکاتہم

بانی دموکسس مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

برادر محترم جناب مولانا محمد اختر صاحب کی تالیف لطیف معارف شنوی

پر پڑھ کر موصوف سے اتنی عقیدت مہنی جس کا مجھے تصور بھی نہ ہو سکتا تھا۔ فارسی
اردو میں قدرت شعر۔ حسن ذوق۔ پاکیزگی خیالات۔ درد دل کا بہترین مرقع ہے
اب موصوف نے دیوان شمس تبریزؒ جو عارف رومی متکلم امت کے
شیخ ہیں ان کے حقائق و معارف کا انتخاب اور پھر تشریح و بیان لکھ کر اپنے
حسن ذوق۔ لطافت طبع۔ سلامت فکر کا ایک اور شاہد عدل پیش کیا اور باب
ذوق و فکر انشاء اللہ تعالیٰ انتہائی قدردانی سے دیکھیں گے اور حیرت لیاں
بادہ پیمانہ خوب لطف اندوز ہوں گے اللہ تعالیٰ موصوف کو مزید ترقیات
سے نوازے اور ارباب ذوق کو ان کے شگفتہ تالیفات و انتخابات سے
مزید مستفید فرمائے۔ ۲ میں

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

یوم شنبہ ۸ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

تقریظ :- از حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

برادر محترم مولانا حکیم محمد اختر صاحب نے معارف شمس تبریز پر
تقریظ لکھنے کی فرمائش کی جس نے ساہا سال مصنف کا مطالعہ کیا ہوا سے تقریظ
لکھنے کے لئے تصنیف دیکھنے کی حاجت نہیں،

حضرت پھولپوری قدس سرہ کی طویل صحبت کی برکت سے موصوف

میں حسن انتخاب کے ساتھ حسن بیان کی جو صلاحیت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے وہ آپ کی تصنیف «معارف مثنوی» سے ظاہر ہے:

اللہ تعالیٰ معارف مثنوی کی طرح معارف شمس تبریز کو بھی شرف قبول سے نوازیں اور اپنی معرفت و محبت کا ذریعہ بنائیں، آمین

رشید احمد عفا اللہ عنہ

۲۰۸ . ۹۶ . ۵۵

از حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب کراچی
خلیفہ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مخندۃ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہمارے عزیز محترم مولانا حکیم محمد اختر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا کیف باطن عطا فرمایا ہے جو دوسروں کے لئے بھی کیف آفریں ہے۔

ایں سعادت بزور ہاز و نیت

تانا بخشہ خدائے بخشندہ

عزیز موصوف میں معارف و حقائق کا جو ذوق پایا جاتا ہے یہ سب ان کے بزرگوں کا فیضان ہے کچھ عرصے سے موصوف اسی موضوع کی تالیفات میں والہانہ انداز سے مصروف و مشغول ہیں چنانچہ اس سے قبل انھوں نے مولانا روم کی مثنوی کا اقتباس و شرح معارف مثنوی کے نام سے تالیف کیا ہے جس میں خود اپنے ہی ذوقیات سے معارف و حقائق کو منظوم شرح و بسط بھی کیا ہے یہ کتاب شائع ہو چکی ہے اور اہل ذوق نے بہت پسند کیا ہے اللہم زد فرد اسی ذیل میں یہ تالیف موسوم بہ معارف شمس تبریز آپ کے پیش نظر

ہے اس میں عزیز موصوف کا ذوق وجدانی کار فرما ہے اور ماشاء اللہ بڑے بڑے
حقائق اور معارف غامضہ و عمیق جس سے دیوان شمس تبریز "لبریز ہے بہت
شگفتہ اور سلیس زبان میں اس کی شرح فرمائی ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی شرف
قبولیت خواص و عوام مرحمت فرما ۲ میں تم آمین

دُعَا لُو

احقر محمد عبدالرحمن عفی عنہ

۴ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

تقریظ: از حضرت بابا نجم احسن صاحب نگرانی دامت فیوہم

مجاز بیعت حضرت حکیم الامت سقا نوی

"معارف شمس تبریز"

میں خود تو معارف سے بے خبر ہوں مگر حضرات عارفین سے
متاثر ہونا جو تقاضائے فطری ہے اس سے الحمد للہ بیگانہ و محروم
نہیں ہوں۔ مجھے کبھی اپنی زبان سے نکلا ہوا مصرع یاد آ گیا۔

رومی و شمس ست مارا تھا نوی

عزیز مولانا حکیم محمد اختر سلمہ نے جو کام کیا اہل ہونے کی وجہ سے
ماشاء اللہ ان کے لئے سہل ہو گیا۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ مجذوب
علیہ الرحمۃ کا انداز اختیار کیا۔

۵ اے کچھ تو مجذوب یاروں کا حق بھی

یہ چھپ چھپ کے پینا کیلے کیلے

اللہ اختر کو نجم الثاقب کی طرح چمکائے۔ خوب کیا کہ انہوں نے

بادۂ عرفان شمس کی سبیل لگادی ماشاء اللہ

محمد نجم احسن نگرانی

۲ ج ۱ ۹۶ھ

تعارف

حضرت شمس الدین تبریزی

حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ بابا کمال الدین خجندی کے مرید تھے۔ اور مولانا جلال الدین رومی کے شیخ تھے۔ مشنوی سے مولانا رومی کو عظیم شہرت حاصل ہوئی اور مولانا رومی کا جو دالہانہ اور عاشقانہ تعلق حضرت شمس تبریزی سے تھا چونکہ وہ مشنوی میں جگہ جگہ ظاہر ہوا اس وجہ سے حضرت شمس الدین تبریزی کا کمال فیض بھی روشن ہوا اور یہ شعر تو بہت ہی مشہور ہو چکا ہے۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مولانا رومی اور حضرت شمس الدین تبریزی کی ملاقات

حضرت شمسؒ سوداگروں کی وضع میں سیاحت کیا کرتے تھے۔

سینے میں اپنے درد کا نشتر لئے ہوئے

صحرا و چین دونوں کو مضطر کئے ہوئے (اختر)

سینے میں عشق الہی کی آگ مثل شعلہ رقصاں در بدر اس سوختہ جاں کو

پھرا رہی تھی ایک دن خدائے تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے خدا مجھے اپنا کوئی

بندہ ایسا عطا فرما جو میری آگ کا تحمل کر سکے اور یہ امانت اس کے سینے

میں منتقل ہو۔

اے خدا بندہ کوئی ملتا مجھے
عشق حق سے سینہ اس کا پر کروں
جو صحیح معنوں میں لائق ہوتیرے
اور صدف کو اس کے میں پر ڈر کروں
کوئی بندہ مجھ کو اب یا رب ملے
میرے آتش کا تحمل جو کرے
اختر

یہ دعا قبول ہوئی اور اہام ہوا کہ روم جاؤ۔ اسی وقت چل کھڑے ہوئے اور
تونیہ پہنچے برنج (چاول) فروشوں کی مراٹے میں مقیم ہوئے مراٹے کے
دروازے کے سامنے ایک چبوترہ تھا جہاں شہر کے عمائد و معززین آ بیٹھتے
تھے اسی مقام پر مولانا رومیؒ اور شمس تبریزیؒ کی ملاقات ہوئی۔ پھر دونوں
بزرگوں کی تنہالیوں میں ملاقاتیں شروع ہوئیں کئی کئی روز بند کمرہ میں مجلس
ہوتی۔ جہاں کسی کو اجازت جانے کی نہ ہوتی۔ مولانا کے سینے میں حضرت شمس
نے کیا آگ بھردی وہ ۶ دفتر مثنوی اور غزلیات رومی سے ظاہر ہے۔

اے سوختہ جاں پھونکد یا کیا مرے دل میں

ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں

مولانا رومیؒ درس و تدریس میں مشغول تھے شاہ خوارزم کے
حکایت | نواسے تھے شہر میں ان کے علوم کا غلغلہ بلند تھا۔ حضرت شمسؒ نے

ایک دن اچانک آکر مولانا کی تمام کتابیں قریبی حوض میں ڈال دیں۔ مولانا
گھبرا گئے اور عرض کیا کہ حضرت میرا قیمتی علمی سرمایہ! حضرت شمسؒ نے پھر
نکال کر تمام کتابیں حوالہ کر دیں اور ذرا بھی پانی نہ لگا تھا اس کرامت سے
مولانا پر بڑا اثر ہوا۔ حضرت شمسؒ پہلے بہت گنہام تھے۔ قلندرانہ مذاق
تھا۔ عام لوگ دیوانہ سمجھتے تھے لیکن جب حضرت رومیؒ معتقد ہو کر بیعت
ہوئے تو حضرت شمسؒ کا دور دور شہرہ ہو گیا۔

حکایت | ایک بار حضرت شمسؒ اچانک مولانا سے غائب ہو گئے۔ مولانا نہایت بے چین ہوئے۔ ڈھونڈنے کے لئے سفر کیا کسی سے معلوم کیا کہ بھائی تم نے ہمارے حضرت شمسؒ کو دیکھا ہے ایک شخص نے کہا ہاں میں نے انھیں شام میں دیکھا ہے مولانا پر کیفیت طاری ہو گئی اور ایک آہ کی اور والہانہ فرمایا کہ ہائے اس شام کی صبح کیسی ہوگی جس میں ہمارا شمسؒ رہتا ہے۔

تایخ میں ہے کہ مولانا رومی کی بے چینی دیکھ کر اور بھی لوگ حضرت شمسؒ کو ڈھونڈنے میں نکل گئے اور حضرت شمسؒ کو مولانا کے پاس لے آئے۔

ارشاد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

فرمایا کہ مولانا رومی حضرت شمسؒ پر اس قدر کیوں دیوانے ہو گئے تھے حتیٰ کہ شہر تبریز کے نام پر مولانا کو وجد آ گیا اور کئی شعر شہر تبریز کی تعریف میں فرما گئے بات یہ ہے کہ حضرت شمس تبریزیؒ کے فیض سے مولانا رومی قلیل مدت میں اتنے بلند مقام ولایت اور قوی نسبت مع الحق سے مشرف ہو گئے تھے کہ سیکڑوں برس کے مجاہدات سے بھی وہ مقام نہیں ملتا۔ اسی سبب سے مولانا پر تشکر کا حال طاری ہو جاتا تھا۔

تایخ میں ہے کہ اصل نام حضرت محمد بن ملک داد تھا اور حضرت شیخ شمس الدین تبریزیؒ آپ کا لقب تھا۔ اور یہ بھی منقول ہے حضرت شمسؒ مادر زاد ولی تھے ۶۲۵ھ آپ کو حاسدین نے شہید کر دیا۔ واقعہ شہادت۔ حضرت شیخ شمس تبریزیؒ کی تفصیل یوں ہے کہ

ایک رات مولانا رومی اور حضرت شمس تبریزی ایک حجرہ میں مراقب تھے کہ سات آدمی دروازہ پر آئے آواز دی حضرت کو کشف ہوا اور فرمایا الوداع برائے کشتن خوانند جب باہر نکلے چھری سے حملہ کر دیا۔ حضرت شیخ نے نعرہ مارا سب بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش آیا تو وہاں بجز چند قطرہ خون کچھ نہ تھا۔ اور قاتلان نہایت خراب حالت میں مرے لکھا ہے کہ حضرت شیخ اس وقت کے سلطان العرفا تھے۔

اپنی غزلیات کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ و مرشد حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ملتان میں جو شمس تبریزی کی قبر بتائی جاتی ہے بعض لوگ غلطی سے انھیں کو مولانا رومی کا پیر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات خلاف حقیقت ہے عوام کو دھوکا دیا گیا ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اسی نام کے یہاں بھی کوئی صاحب مدفون ہوں مگر یہ حضرت رومی کے مرشد ہرگز نہیں ہیں اور اس کتاب کا کوئی تعلق ملتان یا تبریزی سے نہیں ہے۔

ناظرین حضرات سے دعا قبولیت کی درخواست ہے۔

العارض احقر طالب دعا
محمد اختر عفی عنہ



”تعارف کتاب از مولف“

پہلے دل کی داستان درد پہاں دیکھئے
پھر عجم آفاق دل پر شمسِ تاباں دیکھئے
شمس تبریزی کے سینے میں جو تھا اک رازِ عجم
اس کتابِ عشق میں وہ درد پہاں دیکھئے



زمینِ سجدہ پہ ان کی نگاہ کا عالم
برس گیا جو برسنا تھا مرا خونِ جگر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معارف دیوان شمس تبریز علیہ رحمۃ اللہ

اقتباس و انتخاب مع ترجمہ و تشریح

در بیان مجاہدات

بسوزانیم سودا و جنوں را

در آشایم ہر دم موجِ خوں را

شعر

ترجمہ | دیوانگی اور جنوں عشق کو ہم سوز اور وارفتگی عطا کرتے ہیں اور
راہ سلوک میں ہر لمحہ موجِ خوں پیتے ہیں۔

تشریح | مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشقِ حق کی روح کو
عالمِ غیب سے جو نغمات کرم عطا ہوتے ہیں اور محبوبِ حقیقی سے

جو خوشبو ان کی روح کو عالمِ غیب سے عطا ہوتی ہے وہ اس قدر مست و
مہرشار کرتی ہے کہ خود سودا (دیوانگی) جنوں (مجنت) جو عام طور عشاق کو
دارفتہ اور سوختہ کندہ ہے وہ ان اللہ کے پروانوں کی مضطر جانوں سے سوختہ
ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ہم ایسے دیوانے ہیں کہ خود سودا اور
جنوں کو اپنی آتشِ مجنت سے جلاتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کے
عشاق اور مجاز پرست تو اپنی خواہشات کی تکمیل چاہتے ہیں اور عاشقانِ حق

اپنی مرضی اور خواہش کو حق تعالیٰ کی مرضی اور خواہش کے تابع رکھنے اور
نفس کو خون آرزو پلانے میں ہر وقت مجاہدات اور دل پر جو غم برداشت
کرتے ہیں اس کے تحمل سے زمین و آسمان بھی کانپتے ہیں اور اس حالت میں
ان کی دعا کا مقام نہ پوچھئے۔

اے لٹے ہوئے دل تری فریاد کا عالم

اے لٹے ہوئے دل پہ نگاہ کرم انداز (اختر)

نشان دل بتایا مجھ کو تیرے درد پہاں نے (اختر)

مگر مجاہدہ کے اس دریائے خون سے عبور پران کے قلب کو انعام قرب بھی
ایسا ملتا ہے جس کی لذت کے لئے لغت کے الفاظ قاصر اور عاجز ہوتے ہیں
میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے جو تجلی دل تباہ میں ہے

بونے آل دلبر چو پیراں می شود

ایں زباں با جملہ حیراں می شود (روحی)

اس محبوب حقیقی کی خوشبو جب اڑ کر عرش اعظم سے عاشقین حق کی جانوں
تک پہنچتی ہے تو اس وقت اس کی لذت کو بیان کرنے کے لئے تمام زباناں
محو حیرت ہو جاتی ہیں۔

جو دل پر ہم ان کا کرم دیکھتے ہیں تو دل کو بہہ از جام جم دیکھتے ہیں

اس شرح کی تائید مولانا کے اس مصرعے سے بھی ہوتی ہے

بادہ از ماست نے کہ ما ازو

(ترجمہ) بادہ مجھ سے مست ہے نہ کہ میں اس سے، اور اس مصرعے سے بھی

بادہ در جوشش گدائے جوش ماست

(ترجمہ) مولانا روحی فرماتے ہیں کہ بادہ عشق اپنے جوش دستی میں میرے

جوش عشق کا غلام وگدا ہے۔

در بیان مرشد

شعر ۲ دیدم ز دور شمس دین را شاہ تبریز فخر دین را
شعر ۳ آں چشم و چراغ آسماں را واں زندہ کنندہ زمین را
ترجمہ ۱ ہم نے دیکھا اپنے شمس الدین مرشد کو شاہ تبریز ہیں اور
فخر دین ہیں۔

ترجمہ ۲ وہ آسمان دین کے چشم و چراغ ہیں اور زمین دین کے زندہ
کرنے والے ہیں۔

ترجمہ ۳ معلوم ہوتا ہے مولانا نے اپنے مرشد کو کہیں دور سے دیکھا
اور بے تابانہ فرط محبت سے یہ اشعار ہو گئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں
کہ ہم نے حضرت شمس دین کو دیکھا اور وہ شاہ تبریز ہیں اور فخر دین ہیں۔
(یہ کلمات محبت و عقیدت سے ناشی ہیں)

ترجمہ ۴ وہ شریعت و طریقت کے آسمان کے چشم و چراغ ہیں اور
زمین کے زندہ کرنے والے ہیں یعنی اللہ والوں کی طاعت کا
نور، آسمان اور زمین کو منور اور زندہ کرتا ہے اور جب یہ نہ ہوں گے قیامت
آجاوے گی۔ پس بقائے عالم کے یہ حضرات موقوف علیہ اور اساس و
ستون ہیں۔

فائدہ | ان اشعار سے شیخ کے ساتھ محبت اور عقیدت کی تعلیم ملتی ہے
مگر بقول شخصے کہ کسی نے پوچھا ہلدی کے کیا دام ہیں کسی نے
جواب دیا کہ جس قدر چوٹ میں درد ہو پس اللہ والوں کی قدر بھی انھیں کو

ہوتی ہے جن کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی طلب کا درد ہوتا ہے۔

”شان نسبت مع اللہ“

شعریہ کنارے ندر دبیابان ما قرآنے ندر ددل و جان ما
 شعریہ صلاح حق و دین نماید ترا جمال شہنشاہ سلطان ما
 شعریہ ہمارا بیاباں (مراد جو لانا نگہ عشق و محبت و معرفت) **ترجمہ و تشریح**
 کنارہ نہیں رکھتا جیسا کہ خواجہ صاحب نے فرمایا

عجب کیا گر مجھے عالم بایں وسعت بھی زنداں تھا
 میں وحشی بھی تو وہ ہوں لامکاں جس کا بیاباں تھا (مجدوب)

اور ہمارے دل و جان طلب اور وصول حق میں بے قرار رہتے ہیں اور یہ وہ
 نعمت عظمیٰ ہے کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اسکے متعلق
 اپنے آخری وصایا میں فرماتے ہیں

اور خدائے تعالیٰ کے لئے ہر وقت بے چین رہے۔

احقر اختر عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ یہ بے چینی صرف اللہ تعالیٰ کے خاص
 مقبول اور محبوب بندوں کی صحبت و تعلق سے عطا ہوتی ہے جن کے قلوب
 حق تعالیٰ کے لئے بے چین ہیں انھیں کے پاس بیٹھنے سے یہ نعمت ہاتھ لگتی
 ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر شے کے لئے معدن
 ہے اور تقویٰ کا معدن عارفین کے قلوب ہیں۔

قریب چلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے

یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

اور یہ کہنا کہ اب اس زمانے میں ایسے لوگ کہاں مسلمانانہ در کتاب اور

مسلماناں درگور تو یہ محض شیطانی دھوکہ ہے۔ جس دن اللہ والے نہوں گے تو یہ زمین و آسمان بھی نہ ہوں گے۔ قیامت تک اہل اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہاں ان کی پہچان سب کو نہیں ہوتی اپنے ماحول کے نیک بندوں سے معلوم کرنے سے ان کا پتہ چل جائے گا۔ جن کی صحبت سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت آخرت کی فکر پیدا ہو دنیا کی محبت کم ہونے لگے اور اخلاق و اعمال کی درستی ہونے لگے تو سمجھ لو کہ وہ اللہ والا ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جس کی صحبت میں دس آدمی بیٹھتے ہوں تو ان میں اگر ۵ یا ۶ آدمی بھی نیک بن گئے تو سمجھ لو کہ یہ صاحب برکت ہے۔ اللہ والا ہے۔

شعریہ حضرت سلطان صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ و تشریح حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے مخلص اور خاص دوست تھے حضرت صلاح الدینؒ پہلے سونے کا ورق بنایا کرتے تھے۔ مولانا رومیؒ کا ان کی دوکان سے گذر ہوا سونے کا ورق کوٹنے کی آواز نے مولانا پر حال طاری کر دیا۔ مولانا کو جب غشی سے افاقہ ہوا تو حضرت صلاح الدین کے قلب کی دنیا بدل چکی تھی۔ عرض کیا کہ اب مجھے اپنی ہمراہی میں قبول فرمائیے۔

اے سوختہ جاں پھونکدیا کیا مرے دل میں
 ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں
 (مجدوبج)
 اب وہ زماں نہ وہ مکاں اب وہ زمین نہ آسماں
 تو نے جہاں بدل دیا آگ کے مری نگاہ میں
 (اصغر)
 کائنات دل کے ہیں کچھ دوسرے شمس و قمر
 (اختر)

۵ گرا کے بجلی مرانشین جلا کے اپنا بنا لیا ہے (اختر)

مولانا کی صحبت سے حضرت صلاح الدین کو وہ فیض ملا کہ اکابر اولیاء سے ان کا شمار ہوتا ہے۔ اور یہ نعمت تو اہل دل کی صحبت ہی سے ملتی ہے۔ ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ ملنے والوں سے راہ پیدا کر

امرو سے محبت ہے تو امر و دوالوں سے ملنا ہی پڑے گا۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا (اکبر)

افسوس کہ اس زمانے میں ہم کو بُری صحبت جلد مل جاتی ہے اور اچھی صحبت کے لئے ہم کو تلاش نہیں ہوتی تو یہ دولت لازوال کیسے ہاتھ لگے۔

صررا گر کلیوں سے کہے کھل جا چمن میں

اس حکم کی تعمیل میں کیا ہونگی شگفتہ

یاں چھیڑ دے گران کو کبھی بادِ سحر تو

پھر کھل کے وہ خوشبو کو لٹادیں گی چمن میں (اختر)

جو تعلق کلی اور بادِ نسیم کا ہے وہی ہماری روح اور صحبت خاصانِ حق کا ہے اللہ والوں پر حق تعالیٰ کی طرف سے وہ ہوائیں آتی ہیں جو ان کو بھی اور ان کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی ہدایت کے نور سے منور کرتی ہیں۔ بدون بادِ نسیم یہ کلیاں باخوشبو ہوتے ہوئے بے خوشبو ہیں کیونکہ ان کی سیل بادِ نسیم ہی توڑتی ہے اسی طرح ہماری روحوں کی کلیوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی جو خوشبو ہے اس کی سیل صرف اللہ والوں کی صحبت سے ٹوٹتی ہے اور پھر یہ خود بھی خوشبو دار ہو جاتا ہے اور دوسروں کو بھی خوشبو دار کرتا ہے انکی برکت کی صحبت سے دوسرے لوگ بھی اللہ والے بننے شروع ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ سلف سے

خلف تک منتقل ہوتا قیامت تک چلا جا رہا ہے۔ علامہ شبلیؒ کا شعر ہے ۷
 بوئے گل سے یہ نسیم سحری کہتی ہے حجرہ غنچہ میں کیا کرتی ہے آسیر کو چل
 جس طرح حجرہ غنچہ سے نسیم سحری بوئے گل کو لے کر اڑ جاتی ہے اسی طرح
 ہمارے دل کے گوشوں میں اللہ کی محبت کا جو درد پنہاں ہے اللہ والوں کی
 صحبت اس کو لے کر اڑ جاتی ہے اور وہ درد پنہاں ظاہر ہو جاتا ہے اور اگر
 بغیر نسیم سحری کے کوئی اپنی انگلیوں سے کلی کو کھول دے تو خوشبو آ جا کر نہیں
 ہوگی اسی طرح اللہ والوں کی صحبت کی بجائے اپنے دل کی سیل کسی غیر فطری
 طریقہ سے تر و داؤگے تو اللہ کی محبت کی خوشبو ظاہر نہ ہوگی اور ہماری جانوں کی
 کلیاں محبت کی صلاحیتیں اپنے اندر لئے ہوئے فنا ہو جائیں گی۔

اللہ والوں کے پاس زبان نہ بنے کان بنے اور اتباع کرے۔ ان کی
 صحبت کے تین حقوق ہیں

شیخ کے ہیں تین حق رکھ ان کو یاد

اطلاع و اتباع و انقیاد (مجزوب)

اپنی حالت بیان کرنا۔ پھر ان کے مشوروں پر عمل کرنا اور اپنی خود رانی
 سے باز رہنا۔

راہبر تو بس بتا دیتا ہے راہ

راہ چلنا راہرو کا کام ہے

تجھ کو مرشد لے چلے گا دوش پر

یہ تر رہو خیال خام ہے

(مجزوب)

نہ کہ حسن کلام سے ہوگی

کامیابی تو کام سے ہوگی

نکر کے اہتمام سے ہوگی (۱)

ذکر کے التزام سے ہوگی

الغرض حضرت صلاح الدین مولانا رومی کی چند روزہ صحبت میں ایسے بافیض

اور ایسی دولت باطنی سے مالا مال ہوئے کہ انکی تعریف میں مولانا فرماتے ہیں کہ حضرت صلاح الدین اپنی معیت اور صحبت اور ارشادات کے انوار میں ہم کو حق تعالیٰ شانہ کا جمال و تجلیات معرفت دکھا رہے ہیں۔

شان کلام عارفین

شعر

بس کن کہ بیچ گرد و دنیا براہل دنیا
گر بشتوند ناگہ ایں گفتگوئے مارا

فرماتے ہیں کہ معرفت و محبت حق کی گفتگو کو فی الحال
توجہ و تشریح | اتنا ہی رہنے دو ورنہ اگر اہل دنیا یہ ہماری گفتگو سن لیں
گے تو ان کو جس دنیا پر فخر و ناز ہے وہ دنیا ان کے اوپر حقیر اور بے قدر
ہو جاوے گی۔

جب مہر نمایاں ہو اسب چھپ گئے تارے
(مجدوح) وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے

جمال اس کا چھپائے گی کیا بہار چمن
(اصغر) گلوں سے چھپ نہ سکی جس کی بوئے پیراہن

صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
(جگر) وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

میرا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگر وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

گرا کے بتلی مرا نشیمن جلا کے اپنا بنا لیا ہے
(اختر) غموں کے پھولوں سے میرے دل کو بے مسکن سجایا ہے

در بیان شوق سلوک

شعرے

دہل بزریر گلیم اے پسر نشاید زد

علم بزن چو دلیراں میانہ صحرا

اے لڑکے اپنے کبل کے اندر اپنی بہادری کا ڈھول نہ

پیٹنا چاہئے جھنڈا اپنی شجاعت کا لہرادے دلیروں کے

مانند میدان میں۔ مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے دینی رنگ کو مخفی رکھتے

ہیں اور شرم و خوف مخلوق سے کھاتے ہیں حالانکہ انھیں اظہار حق میں

اس طرح رہنا چاہئے۔

پیش نظر تو مرضی جانانہ چاہئے

سارا جہاں خلافت ہو پر و انہ چاہئے

پھر اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ

کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے (مجدوب)

لا یخادون لومة لائم الا یہ حق تعالیٰ شانہ نے اپنے خاص بندوں کی

یہی نشانی بیان فرمائی ہے کہ وہ نہیں ڈرتے ہیں کسی ملامت کرنے والے

کی ملامت سے۔

شعرے

اگر در آئی تو در درس شمس تبریزی

بوڈ نتیجہ تحصیل ہر بقات فنا

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ اگر تم میرے مرشد حضرت شمس

تبریزیؒ کے درس علم و معرفت و محبت میں شرکت کرو

گے تو تم کو اس وقت اپنے جن صفات پر ناز و فخر ہے صحیح نور علم عطا ہونے

کے بعد مستعار حق سمجھ کر ان پر شکر کے ساتھ نیاز و فنا نیت و عبادت اختیار کرو گے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت سے تکبر اور نخوت قلب سے نکل جاتی ہے جس سے دل نورانی ہو جاتا ہے۔ پھر یہ دل اللہ تعالیٰ کے تعلق خاص کے قابل ہو جاتا ہے برعکس متکبر شیطان کا خاص قرین ہوتا ہے۔

”مقام بسط بعد القبض“

شعر ۹ باز آمد آں ہے کہ ندیدش فلک خواب
آورد آتشے کہ نمیرد بہ بیج آب

ترجمہ و تشریح رفع قبض باطنی کے بعد مولانا فرماتے ہیں کہ پھر میرا وہ چاند
یعنی محبوب حقیقی کا قرب و حضور دل میں عطا ہوا اور یہ
لذت قرب خداوندی ایسی لذت ہے کہ آسمان نے خواب میں بھی نہ دیکھا۔
اور حق تعالیٰ نے قلب کو اپنی محبت کی ایسی آگ بخشی ہے جس کو
کوئی پانی نہیں بجھا سکتا۔

مولانا نے اپنی مثنوی میں اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

باز آمد آب من در جوئے من باز آمد شاہ من در کوئے من

ترجمہ :- میرے دریا میں پھر میرا پانی آگیا اور میری گلی میں پھر میرا شاہ آگیا
سالکین کو قبض کے بعد جب بسط عطا ہوتا ہے تو یہی کیفیت اور حالت
محسوس ہوتی ہے جس کو شعر مذکور میں بیان فرمایا گیا۔ یہاں بھی دریا سے مراد
سالک کا دل ہے اور پانی سے مراد حق تعالیٰ کی ذات ہے اسی طرح گلی سے
مراد قلب عارف ہے اور شاہ سے مراد ذات حق ہے۔



”در بیان گریہ وزاری“

شعرِ ا
چوں دیدہ شد ز اشک لبالب ندرسید

احسنت اے پیالہ و شاہباش اے شراب

جب عاشقِ حق کی آنکھیں اشکِ محبت سے لبالب بھر
ترجمہ و تشریح | گئیں تو الہام ہوا اے پیالہ (یعنی اے چشمِ پُربا) مبارک

ہو اور اے شرابِ محبت سے بریز آنکھیں تجھے مبارک ہوں

اے خوشا چشمے کہ آں گریاں اوست

اے ہمایوں دل کہ آں بریانِ اوست (شعری روحی)

ترجمہ :- کیا ہی مبارک ہیں وہ آنکھیں جو حقِ تعالیٰ کی یاد میں رونے والی
ہیں اور کیا ہی مبارک ہے وہ دل جو حقِ تعالیٰ کے لئے مضطرب اور بے چین ہے

اس شعر کی تشریح احقر کے چند اردو اشعار سے ملاحظہ ہو۔

۱۔ زمین سجدہ پہ انکی نگاہ کا عالم بریں گیا جو بر سنا تھا مرا خونِ جگر

۲۔ بن گئی عرشِ زمیں سجدہ کس کی آنکھوں سے لہو برسایے

۳۔ آہ سے راز چھپایا نہ گیا منہ سے نکلی مرے مضطرب ہو کر

۴۔ چشمِ نم سے جو چھلک جاتے ہیں ہیں فلک پر وہی اختر ہو کر

۵۔ مری مغفرت کا ساماں مری بندگی کی رفعت

مرانا نہ ندامت ترے سنگ در پہ کرنا

۶۔ چند قطرے اگر ہوتے تو وہ چھپ بھی جاتے

کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

۷۔ تمام عمر ترے دردِ محبت نے مجھے کسی دل نہ لگانے دیا گلستاں میں

۱۴ روح رابا ذات حق آویختہ درود دل اندر دعا آویختہ (اختر)
 ترجمہ - عارفین اپنی روح کو حق تعالیٰ کے ساتھ آویزاں رکھے ہوئے
 اپنے درود کو دعائیں شامل کئے ہوئے ہیں یہ شعر بروزن مثنوی خواجہ
 میں موزوں ہوا جب احقر بیدار ہوا تو لب پر جاری رہا حضرت مخدومی
 ڈاکٹر عبدالحی صاحب دامت برکاتہم نے اس شعر کی بڑی قدر فرمائی اور
 دیر تک اس کا لطف لیا اور فرمایا مصرعہ اولیٰ نعمت ہے اور مصرعہ
 ثانیہ اس کے حصول کا ذریعہ ہے۔

”در بیان غم فراق از شیخ کامل“

شعر ۱۱

شمس کمال مجد بمغرب نہفت رو

اندر پیش رواں نرے چشم خوں ناب

غالباً اس شعر کا تعلق ایک واقعہ سے ہے وہ یہ کہ

جب حضرت شمس تبریزی پر مولانا رومی کے بعض

نادان رفقاء نے یہ اعتراض شروع کیا کہ یہ کیسا قلندر مست فقیر ہے۔ جس نے

مولانا پر وجد سکرا اور نہ بخودی کی کیفیت طاری کر دی۔ چونکہ یہ نادان لوگ

باطنی احوال اور تعلق مع اللہ (معیت خاصہ) کے آثار سے بے خبر تھے اس

لئے انھوں نے حضرت شمس سے عداوت و نفرت کا کچھ اظہار کیا۔ جس کے

سبب حضرت شمس مولانا کو بدون اطلاع کئے ہوئے اچانک شام کی طرف

روپوش ہو گئے۔ جب مولانا کو خبر ہوئی تو عشق شیخ نے بے چین کر دیا اور

دیوانہ وار در بدر تلاش کرنا شروع کیا ہر ایک راہ گیر سے پوچھتے کہ کہیں

ہمارے شمس کو دیکھا ہے ایک دن کسی نے کہا ہاں میں نے ان کو شام میں

دیکھا ہے۔ فرمایا جائے اس شام کی صبح کیسی ہوگی جس میں میرا شمس مقیم ہے۔ اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ملتا ہے فرماتے ہیں میرا مرشد شمس سراپا کمال مغرب میں روپوش ہو گیا مراد شام ہے کہ وہ غالباً مولانا کے وطن کے مغرب کی طرف ہوگا۔ اور دوسری توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شمس کے لغوی مفہوم کی رعایت سے ان کی جدائی کو مغرب میں روپوشی سے تعبیر کیا ہو جیسا کہ آفتاب کے غروب ہونے کے مقام کو مغرب کہتے ہیں۔

اور مولانا فرماتے ہیں کہ ان کی جدائی کے سبب ان کے مریدین صادقین کی آنکھوں سے بسبب شدہ غم فراق خون کے آنسو رواں ہیں۔ مولانا کے اس شعر سے مولانا کا مقام محبت مع الشیخ ظاہر ہوتا ہے۔

شعر ۱۲ عاشقا کمتر ز پر وانه نئی

کے کند پر وانه ز آتش اجتناب

اے عاشق تو پر وانه سے کمتر تو نہیں ہے، پس پر وانه **ترجمہ و تشریح** تو آتش سے اجتناب نہیں کرتا تو تو کیوں مجاہدہ اور انہاء نفس سے خائف ہے۔ یعنی عاشق حق اور طالب حق کو راہ حق کی ہر مشکل سے ہمت نہ ہارنا چاہیے۔

”عنایات اہل اللہ بر طالبین“

شاعر در شہرست و بہر چغد من

می گذارد شہر و می جوید خراب

یہاں شاہ سے مراد مرشد ہے کہ وہ تو اپنے مقام قرب کے **ترجمہ و تشریح** سبب حضور مع الحق کی نعمت کے شہر میں ہیں مگر ہم جیسے

اُوّ خصلت لوگوں کی اصلاح کے لئے وہ اپنے نوافل اور اوراد کو چھوڑ کر
اُوّوستان (خراباباد) میں ہماری تلاش میں مصروف ہیں یعنی اللہ والے
ہماری اصلاح نفس کے لئے اپنے مقام سے نزول فرما کر ہماری طرف متوجہ
ہوتے ہیں کیونکہ وہ اس کام کے لئے مامور من اللہ بھی ہوتے ہیں۔

حکایت | ایک بزرگ نے سفر کیا اور ایک طالب صادق پر توجہ
فرمائی انھوں نے ان کے شکر یہ میں یہ مصرعہ پڑھا۔

شاہبازے بشکارے مگسے می آید

ترجمہ :- ایک شاہباز ایک مکھی کے شکار کے لئے آ رہا ہے اللہ والے کو
مثیل باز شاہی قرار دیا اور خود کو تواضع اور خاکساری سے مکھی قرار دیا۔

”در بیان ادب طریق“

شعر
امت زہدرا ادب صفتے است

امت العشق کلہم آداب

ترجمہ و تشریح | زاہدوں کے لئے تو ادب صرف ایک صفت ہے صفات
حمیدہ سے اور عاشقوں کے لئے حق تعالیٰ کا راستہ

ابتداء تا انتہا ادب ہی ادب ہے۔ مولانا رومی اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں

اے خدا جو نیم توفیق ادب بے ادب محروم ماندا از فضل رب

ترجمہ :- اے خدا ہم آپ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ بے ادب تو
رب کے فضل سے محروم ہی ہوا۔

آداب راہ حق سیکھنے کے لئے حسب ذیل کتب کا مطالعہ مفید ہوتا ہے

قصد السبیل - آداب زندگی - بہشتی زیور کا سا تو اں حصہ

”مقام اہل اللہ“

مرد خدا مست بُو د بے شراب
مرد خدا نیست ز خاک ز آب

شعر ۱۵

خاصانِ حق بے شراب ہی مست رہتے ہیں۔ وہ عالمِ خاکی
و آبی میں رہتے ہوئے اپنے دل کو اس سے بیگانہ اور حق کا

ترجمہ و تشریح

دیوانہ رکھتے ہیں

جہاں میں رہتے ہوئے ہیں جہاں سے بیگانے
بلاکشانِ محبت کو کوئی کیا جانے (اختر)

نشانِ عارف

شعر ۱۶ سببِ اوست اسبابِ جہاں را

چہ باشد پیش او سغراقِ اسباب

حل لغت۔ سغراق۔ بنم السین یہ لفظ ترکی ہے قدح بزرگ (بڑا پیالہ)

غیاث صفحہ ۲۲۷

دنیا کے تمام اسباب کا پیدا کرنے والا سبب حقیقی اللہ

ترجمہ و تشریح | تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ پس عبادِ الاسباب نہ بنو خالقِ اسباب

سے رجوع کرو اور اسباب و تدابیر کو بھیک کا پیالہ سمجھ کر اختیار کر لو مگر بھیک

ملے گی اسی ذات پاک سے اسباب و تدابیر کے پیالے خواہ کتنے ہی بڑے ہوں

مگر حق تعالیٰ کے کرم عام اور لطف عام کے سامنے وہ بے قدر اور حقیر ہیں۔

شعر ۱۷ فتوح اندر فتوح اندر فتوح ست

تو مفتاحی و حق فتاح ابواب

لغت۔ مِفْتَاح۔ کنجی

ترجمہ و تشریح | حق تعالیٰ کی محبت و معرفت کے راستے میں غیبی انعامات کے دروازے ہر قدم پر کھلتے ہی چلے جاتے ہیں۔ اے شمس تبریزی آپ تو مثل کنجی ہیں اور حق تعالیٰ ان دروازوں کے تالوں کو کھولنے والے ہیں۔ مطلب یہ کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے پس کنجی تالہ کو کھولنے کا ذریعہ تو ہے مگر کنجی جب ہی کھولتی ہے جب وہ کسی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ پس شیخ و مرشد واسطہ وصول الی الحق تو ہوتا ہے مگر یہ واسطہ جب ہی کام آتا ہے کہ حق تعالیٰ کا فضل بھی شامل ہو اور عادتہ اللہ ہی ہے کہ ان کے مقبولین کا جو ہاتھ پکڑتا ہے اس پر فضل فرما ہی دیتے ہیں اور ہاتھ پکڑنے سے مراد ان کی اتباع ہے دین کے ادا مرد لوہا ہی میں اور مقبول سے مراد وہ متبع شریعت ہے جس کو کسی بزرگ کی طرف سے اجازت و خلافت عطا ہوئی ہو۔ اور محقق اللہ والا اسی کو اجازت دیتا ہے جو شریعت و طریقت کا جامع ہو۔

بایا فرید الدین عطار فرماتے ہیں ۷

گر ہوائے این سفر داری دلا دامن رہیر بگیر و پس بیا
اے دل اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا راستہ طے کرنا چاہتا ہے تو کسی جامع شریعت و طریقت اللہ والے کا دامن پکڑ لے اور اس کے پیچھے پیچھے چلا آ۔

تنہا نہ چل سکیں گے کبھی آپ اے جناب
میں چل رہا ہوں آپ مرے ساتھ آئیے (مولانا محمد احمد)
جامع شریعت سے مراد یہ ہے کہ بقدر ضرورت احکام شریعت سے واقف ہو

حقارت و ذلت روح غیر عارف

شعر ۱۸
آں روح را کہ عشق حقیقی شعا زلیست
نا بودہ بہ کہ بودن او غیر عازلیست

ترجمہ و تشریح اہل اللہ کی صحبت میں مجاہدات برداشت کر کے جس روح نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد نہ حاصل کیا وہ روح اس قابل نہیں کہ زندہ رہے کیونکہ ایسی روح خود بے روح ہے اور ایسی جان خود بے جان ہے۔ اس کا وجود صفحہ زمین اور صفحہ ہستی پر ننگ و باعث شرم ہے ہے

آن ز جاجے کوندارو نور جاں
بول قارورہ ست قندیش مخواں (شہنوی رومی)
ترجمہ:- جس شیشہ دل میں حق تعالیٰ کا نور نہ ہو وہ قندیل کہنے کے قابل نہیں اس کو قارورہ کہو۔

لغت - بول قارورہ - اضافت مقلوبی ہے قارورہ بول تھا پیشاب کی شیشی ہے
آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل
کچھ نہ پوچھو دل بہت مشکل سے بن پاتا ہے دل
جس دل میں حق تعالیٰ کی محبت ایک ذرہ درد داخل ہوتا ہے اس کے نور کے سامنے نور شمس و قمر شمس و قمر سرنگوں ہوتا ہے کیونکہ اب شمس ساز و قمر ساز کا نور اس کے دل میں ہے۔ انھیں بندوں کو اہل دل بھی کہا جاتا ہے

نشانِ دل بتایا مجھ کو تیرے درد پہاں نے
نہیں معلوم تھا پہلے کہ سیٹھ میں کہاں دل ہے (اختر)

شعر ۱۸ عشق است و عاشق ست کہ باقی ست تا ابد

دل بہ جسد منہ کہ بجز مستعار نیست

عشق حق اور عاشق حق باقی ہے پس اے مخاطب دل کو
ترجمہ و تشریح جسم اور صورت پر مت قربان کر یعنی حسن مجاز سے

اجتناب کر کہ یہ عارضی اور مستعار اور فانی ہے۔ فانی معشوق پر جو بنیاد پڑے گی وہ ایک دن ڈھا جائے گی اور محبوب حقیقی کی ذات پاک سے جو بنیاد وابستہ ہوگی وہ کبھی منہدم نہ ہوگی کیونکہ وہ ایسے باقی ہیں کہ ان کے عاشق بھی باقی (باللہ) ہو جاتے ہیں اور مجاز کا حال یہ ہے

اسکے عارض کو لغت میں دیکھو کہیں مطلب نہ عارضی نکلے (آخر)
مطلب یہ کہ شعراء اور عشاق مجاز اپنے محبوب مجازی کے رخسار کو عارض سے جو خطاب کرتے ہیں تو یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کا ایک عنوان ہے کہ حسن مجاز کا بودہ پن اور اس کا عارضی ہونا ان کے منہ سے نکلے ہوئے لفظ عارض ہی سے ظاہر فرما دیا اور یہ بیچارے بے خبر ہیں کہ اس نقارۃ خلق میں نقارۃ خدا بھی مضمون ہے۔

شعر ۱۹
تاکے کنار گیری تو معشوق مردہ را
جاں را کنار گیر کہ اورا کنار زیست

کب تک مرنے والوں پر مرے گا اور مردہ اجسام کو
کب تک بغلیگر رکھے گا

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
روح سے ہم آغوش ہو کہ روح کا کوئی کنارۃ فنا نہیں۔ مطلب یہ کہ جسم کی چمک دمک مت دیکھو روح کا کمال دیکھو اگر روح عارف باللہ ہے تو اس سے دل لگا لو اور اس سے فیض حاصل کرنے میں عار محسوس نہ کرو اگرچہ وہ غلام حبشی کیوں نہ ہو۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک پر حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سیاہ جسم کے اندر خدا اور رسول پر فدا ہونے

والی روح کا مقام رفیع (بلند تر) جب منکشف ہو گیا تو آپ شرفاء قریش اور اتنے جلیل القدر اور مقرب بارگاہ رسالت صحابی ہوتے ہوئے حضرت بلالؓ کی روایتوں کو قال سیدی بلالؓ سے بیان فرماتے۔

پس حضرت عمرؓ کا سیاہ فام حبشی غلام (بلالؓ) کو میرے سردار سے خطاب کرنا روح عارف سے محبت کرنے اور عشق ابدان کا بے قدر اور بے حقیقت ہونے پر ایک اہم سبق دیتا ہے۔ اور اجسام کا منظر اس شعر سے ملاحظہ ہو۔

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا
جو قبر کہن ان کی اکھڑی تو دیکھا
مشتین بدن تھا معطر کفن تھا
نہ عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا
(نظیر اکبر آبادی)

کھا کے کپڑوں نے خاک کر ڈالا

در بیان مرشد شمس تبریزیؒ

شمس تبریزیؒ بہ ثور ذوالجلال

شعر ۲

درد و عالم مایہ اقرار ماست

حضرت شمس تبریزیؒ حق تعالیٰ کے نور سے منور ہو رہے ہیں
ترجمہ و تفسیر | اور ان کی صحبت کے فیضان سے ہمارے قلب میں ایمان و

یقین کی دولت عطا ہو رہی ہے جو ہمارا دونوں جہاں کا سرمایہ ہے۔ مطلب یہ کہ اہل یقین کی صحبت سے دل میں اللہ تعالیٰ کا یقین اترتا ہے اور عارفین ہی کی صحبت سے دل میں حق تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اترتی ہے۔



لا بجزوہ بجزوہ تا اجل ست
علم عشاق را نہایت نیست

ترجمہ و تشریح جائز و ناجائز کے احکام موت کے بعد ختم ہو جاتے ہیں مگر عاشقان حق کے علم معرفت و محبت کی انتہا نہیں

ہے۔ چونکہ حق تعالیٰ شانہ کی ذات پاک غیر محدود اور غیر متناہی ہے اس لئے مراتب قرب و معرفت بھی غیر متناہی ہیں۔ کما قال رومی فی مقام

آخرے اے برادر بے نہایت درگہیست

ہر چہ بروے میر سہی بروے مایست

ترجمہ:- اے بھائی بارگاہ حق کی کوئی انتہا نہیں پس جس مقام قرب پر تو پہنچا ہے اس پر قناعت کر کے ٹہرت یعنی ترقی کرتے رہو۔

شعر ۲۲ زہے بحر در افشان خراساں

کہ موجش بایزید و بوسعید است

ترجمہ و تشریح کیا ہی مبارک ہے خراسان کا بحر در افشاں کہ جس کی موج بایزید و بوسعید ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خراسان

کی سرزمین سے چونکہ بہت سے اولیائے کرام پیدا ہوئے نیز مولانا رومی خود خوارزم شاہ کے حقیقی نواسے ہیں اور اس وقت خراسان کے حدود میں فرغانہ، خوارزم، طخارستان، سیستان، نیشاپور، مرو، مہرخس، فاریاب، بخارا، ہرات، بلخ، طوس، جرجان وغیرہ بلاد شامل تھے اور مختلف دور میں خراسان کے حدود بدلتے رہے۔

شعر ۲۳ ہمہ فانی و خوان وحدت تو

مدام ست و مدام ست و مدام ست

کائنات کی ہر چیز فانی ہے۔ مگر حق تعالیٰ کی شان
یکتائی کو دوام ہے۔

ترجمہ و تشریح

غم و شادی مادرِ پیشِ تخت
غلامِ ست و غلامِ ست غلامِ ست

شعر ۲۴

ہمارے غم اور ہماری خوشی سب حق تعالیٰ کے حکم
کے تابع اور غلام ہیں۔

ترجمہ و تشریح

گرا و خواہد عین غم شادی شود

(روحی)

عین بند پائے آزادی شود

ترجمہ :- اگر حق تعالیٰ چاہیں تو ہمارے عین غم کو خوشی بنا دیں اور ہمارے
پاؤں کی بیڑی اور قید ہی کو آزادی بنا دیں۔ اسی غلبہ قدرت کا نام
قدرة قاہرہ کہلاتی ہے جو خاص صفت ہے حق تعالیٰ جل شانہ کی۔

شعر ۲۵ بے گاہ شد بے گاہ شد خورشید اندر چاہ شد

خورشید جان عاشقان در حضرت اللہ شد

آفتاب غروب ہو گیا اور رات کی تاریکی میں عاشقان خدا

کی روحوں کا خورشید (سورج) بارگاہ حق میں روشن

ترجمہ و تشریح

ہو گیا۔ یعنی ظاہری خورشید کے غروب ہونے سے رات کے اندھیرے میں

روح کو ذکر کا لطف بڑھ جانے سے باطنی خورشید قرب حق کے سبب روشن

ہو گیا۔ صوفیائے محققین نے لکھا ہے کہ اندھیرے سے روح کو مناسبت

زیادہ ہے اور روح کو جمعیت و یکسوئی تاریکی میں زیادہ حاصل ہوتی ہے

چنانچہ اسی بنیاد پر بعض صوفیہ بوقت ذکر کوئی رومال چہرہ اور سر پر ڈال

لیتے ہیں اور بعض صوفیہ حجرہ بند کر کے ذکر کا معمول رکھتے ہیں۔

”مقام غم عشق و آہ دل“

شعر ۲۶ خود کیست اندر راہ دل کو را نباشد آہ دل
کاراں دے دارد کہ او غرقا بہ اللہ شد

ترجمہ و تشریح جس قلب کو آہ کا مقام حاصل نہیں یعنی جس سینے میں
دل درد آشنا نہیں اور شدت درد سے خوگر آہ نہیں
وہ دل اس لائق نہیں کہ محبوب اس میں راہ کر سکے وہ دل اس کام کے لئے
لائق ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں غرق ہو جاوے ہے

آہ کو نسبت ہے کچھ عشاق سے آہ نکلی اور پہچانے گئے

آہ سے راز چھپا یا نہ گیا منہ سے نکلی مرے مضطر ہو کر

شعر ۲۷ چوں غرق دریا می شوی دریا ت بر سر می نہد

چوں یوسفے چاہے کہ اواز چاہ سوئے جاہ شد

ترجمہ و تشریح جب تو دریا میں غرق ہو جاتا ہے تو دریا تجھے اپنے سر پر

رکھتا ہے اور جب سیدنا یوسف علیہ السلام کنوئیں میں

ڈالے گئے تو وہ چاہ (کنواں) ان کی جاہ کا سبب بن گیا۔ مطلب یہ کہ

جس فنا یت سے تو ڈرتا ہے وہی تیرے بقا کا سبب ہے ہے

قال را بگذار مرد حال شو پیش مرد کامل پامال شو (رومی)

ترجمہ :- قال یعنی تکبر کو چھوڑ دو اور صاحب حال بن جاؤ اور اس کا

طریقہ یہ ہے کہ کسی مرد کامل کے سامنے اپنے کو مٹا دے یعنی خود رانی

ترک کر کے اس کی رائے پر چند دن عمل کر لو

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا

جو دستار فضیلت گم ہو دستار محبت میں (مولانا محمد احمد صاحب)

”مشاہدۃ النوار در ذکر“

شعر ۲۸

بر چرخ سحر گاہ یکے ماہ عیاں شد

داز چرخ بزیر آمد و در مانگراں شد

سحر گاہ - شب آخر نصف شب کے بعد ہم جو ذکر و نوافل

ترجمہ و تشریح | میں مشغول ہوئے تو ایک چاند نمودار ہوا مراد اس سے

حق تعالیٰ کی تجلی خاص ہے جو سالکین کو حالت ذکر میں کبھی منکشف ہوتی

ہے اور وہ تجلی خاص آسمان سے نزول کرتی ہوئی ہمارے اندر داخل ہوگئی

مولانا اپنی کوئی خاص حالت اس شعر میں بیان فرما گئے۔ کبھی کبھی اللہ والے

اپنی کسی حالت کو شکر نعمت کے طور پر یا غلبہ حال سے بیان کر جاتے

ہیں۔ چنانچہ اسی حالت کے متعلق حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر اسکے آگے خبر نہیں ہے

مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمع محفل کی

پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

چوں باز کہ کبکے بُر باید بگہہ صید

شعر ۲۹

بر بود مرا از من و تا چرخ رواں شد

جس طرح کہ باز کبھی بڑے جانور کے شکار سے قطع نظر

ترجمہ و تشریح | کر کے کوئی کبک (چھوٹی چڑیا) شکار کر لیوے اسی طرح

وہ تجلی خاص نمودار ہوئی اور مجھے شکار کر گئی اور (مجھ سے جدا کر کے) یعنی

عالم بخودی میں مجھے آسمان تک لے کر اڑ گئی۔

شعر ۳۰

در جان چون نظر کردم جز ماہ ندیدم
تا ستر تجلی ازل جملہ بیان شد

ترجمہ و تشریح | میں نے جان کے اندر غور کیا تو سوائے اس تجلی خاص حق کے مجھے کچھ نظر نہ آیا یہاں تک میری روح ایسی منور ہو گئی کہ وجود باری تعالیٰ کے بہت سے اسرار ظاہر ہو گئے۔

شعر ۳۱

نہم چرخ فلک جملہ دریاں ماہ فرود شد
کشتی وجودم ہمہ در بحر نہاں شد

ترجمہ و تشریح | حق تعالیٰ کا ایسا قرب خاص عطا ہوا کہ اس تجلی قرب کے اندر سات آسمان اور عرش و کرسی سب منکشف معلوم ہوتے تھے اور اس وقت میرے وجود کی کشتی بحر قرب و معرفت میں نہاں معلوم ہوئی۔

شعر ۳۲

باردگراں قاضی حاجات ندا کرد
خیزید کہ آں فاتح ابواب در آمد

ترجمہ و تشریح | قبض کے بعد بسط کی حالت کو بیان فرمایا کہ دوسری بار ذات باری تعالیٰ کی طرف سے جو قاضی حاجات ہے آواز آئی یعنی الہام ہوا کہ اٹھو کہ وہ رحمت کے دروازوں کا کھولنے والا آگیا۔ یعنی قرب خاص رحمت حق نے عطا فرمایا۔

”اثبات قیامت از بہار“

شعر ۳۳

آمد بہار خرم و وقت تثار شد
سوسن چوزوالفقار علی آبدار شد

ترجمہ و تشریح موسم بہار تازہ آیا فدا ہونے کا وقت آیا (رونق چمن کے سبب) سوسن کا رخ شمشیر عریاں کی طرح آبدار (یعنی نکمہ گیا) ہوا یہ شعر ادب فارسی کا کمال ظاہر کرتا ہے۔

شعر ۳۴ اجزائے خاک حاملہ بودن ز آسماں

نہ بہ گذشت حاملہ ز ایں بے قرار شد

ترجمہ و تشریح موسم بہار میں آسمان کی بارش سے زمین حاملہ ہوئی یعنی نرم ہو کر پھول گئی اور ابھر گئی جس طرح زمانہ

حمل میں پیٹ ابھرتا ہے۔ پھر جس طرح ۹ ماہ پورے ہونے کے بعد حاملہ وضع حمل کے لئے بے قرار ہوتی ہے اسی طرح زمین موسم برسات میں پھولنے اور ابھرنے کے بعد اپنے اندر سے نباتات (برگ و گل و سبزہ) بے چین ہو کر اگا دیتی ہے۔

شعر ۳۵ گلزار چرخ چونکہ گلستان مابدید

در رخ کشید پردہ بہ دل شرمسار شد

ترجمہ و تشریح گلزار آسمان نے جب بہارا یعنی زمین کے سبزہ و گل اور بلہاتا چمن دیکھا تو دل میں شرمندہ ہو کر اپنے چہرہ پر پردہ ڈال لیا (موسم برسات میں بادلوں سے آسمان چھپ جانے کی صورت کو اس لطیف انداز سے بیان فرمایا ہے)

شعر ۳۶ آں خارمی گریست کہ اے عیب پوش خلق

شد مستجاب دعوت او گلعدا رشدا

ترجمہ و تشریح مولانا نے عجیب مضمون بیان فرمایا جو گنہگاروں کیلئے نہایت امید اور تسلی کا ہے فرمایا کہ موسم برسات میں

ہر طرف سبزہ ہی سبزہ دیکھ کر خا نے بزبان حال فریاد کی کہ اے خدائے
عیب پوش خلق یعنی اے مخلوق کے عیب چھپانے والے خدا! اور یہ کہہ کر
رونے لگا اور یہ گریہ بھی بزبان حال تھا کہ خا مخلوق بے زبان ہے۔ پس
خا کا یہ رونا اور فریاد کرنا قبول ہوا اور حق تعالیٰ کے کرم نے خا کی عیب
پوشی اس طرح فرمائی کہ خا روں کے درمیان ایسا پھول پیدا فرمایا جس کی
پنھکڑیوں نے خا کو اپنے دامن میں چھپا لیا۔ نہایت عمدہ مضمون اس
شعر میں ہے۔

زندہ شدن بار دیگر گشتگان دے

تا منکر قیامت بے اعتبار شد

خزاں کے مارے ہوئے اور قتل کئے ہوئے جو پودے
مردہ ہو چکے تھے یعنی خشک ہو کر بے برگ و گل
ہو چکے تھے یا زمین پر گرمی سے ایسے جل کر خاک ہو گئے تھے کہ ان کا
نام و نشان بھی باقی نہ رہا تھا۔ موسم بہار میں ابر باران سے ان کو دوبارہ
حیات حق تعالیٰ نے عطا فرما کر منکرین قیامت کے قول انکار کو سراسر
کذب اور نامعتبر قرار دیا۔

”حقائق عشق و معرفت“

باز شیر با شکر آ میختند

عاشقاں با ہم دگر آ میختند

شیر و شکر کو پھر ملا دیا یعنی عاشقوں کو جو جدا ہو گئے
تھے پھر ملا دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شمس تبرہ بزرگ

جب مولانا رومی سے اچانک جدا ہو کر دمشق چلے گئے تھے اور پھر مولانا نے ان کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے پالیا اس لذت وصال محبوب شیخ کو مولانا نے بیان فرمایا کہ میں شیر ہوں اور حضرت شمس شکر ہیں حق تعالیٰ کی رحمت نے شیر و شکر کو پھر ملا دیا دوسرے مصرعہ میں صاف واضح فرمادیا کہ دو عاشقانِ حق کو آپس میں جو جدا ہو گئے تھے دوبارہ حق تعالیٰ کے کرم نے ملا دیا۔

شعر ۳۹ روز و شب را از میاں برداشتند

آفتابے با قمر آمیختند

ترجمہ و تشریح | اس شعر کا تعلق اوپر کے شعر سے ہے کہ جس طرح زمین کے حائل ہو جانے سے چاند آفتاب کے نور سے

محروم ہو کر سیاہ ہو جاتا ہے اور پھر حق تعالیٰ زمین کی حیلولت کو دور فرما کر سورج کے نور سے چاند کو روشن فرمادیتے ہیں تو چاند کے اس استفادہ نور من الشمس کو وصل و ملاقات سے تشبیہ دے کر مولانا فرماتے ہیں کہ روز و شب سے مراد زمین ہے (یہ تسمیۃ الحال باسم المحل من قبیل مجاز مرسل ہے) آفتاب اور چاند کے درمیان سے زمین کی آڑ بٹا کر آفتاب اور قمر کو جس طرح باہم وصال عطا فرماتے ہیں یعنی استفادہ نور کا موقع عطا فرماتے ہیں اسی طرح حق تعالیٰ کے کرم نے مجھ کو حضرت شمس تبریز سے ملا کر استفادہ نور باطنی کا موقع عطا فرمایا۔

شعر ۴۰ رنگ معشوقاں و رنگ عاشقاں

جملہ ہنجوں سیم و زر آمیختند

ترجمہ و تشریح | محبوب کا رنگ مثل چاندی اور عاشق کا رنگ مثل سونے کا ہوتا ہے کیونکہ عاشق غم مجاہدہ سے پیلا

ہوتا ہے پس یہ ملاقات میری اور حضرت شمس کی ایسی ہے جیسے کہ سونا اور چاندی کو باہم ملا دیا ہے۔ چونکہ مولانا کو حضرت شمس کی جدائی سے بہت صدمہ پہنچا تھا اس لئے اپنی زرد رونی کو زرد سے تشبیہ دی۔

شعر ۲۱
چوں بہار سرمدی حق رسید
شاخ خشک و شاخ تر آمیختند

ترجمہ و تشریح | جب حق تعالیٰ کی طرف سے بہار سرمدی (دائمی) آپہنچی تو شاخ خشک اور شاخ تر کو آپس میں ملا دیا۔ مولانا نے اپنے غم فراق زدہ جسم کو شاخ خشک سے اور حضرت شمس کو شاخ تر سے تشبیہ دیا۔

”دعائے رومی برائے عاشقانِ راہِ حق تعالیٰ شاعر“

شعر ۲۲
دولت عشاق او پایندہ باد

نہہ فلک مرعاشقاں را بندہ باد

ترجمہ و تشریح | مولانا عاشقانِ حق کے لئے دعا فرماتے ہیں کہ اے خدا اپنے دردِ محبت کی جو دولت آپ نے اپنے عاشقوں کو بخشی ہے وہ ہمیشہ باقی رہے۔

جانِ قربت دیدہ را دوری مدہ (مثنوی رومیؒ)

ترجمہ :- جس جان نے آپ کے قرب کا مزہ چکھ لیا ہے اس کو دوری کا عذاب نہ دیکھنے سے

مرے دوستوں کو غور سے یہ صدائے اختر بے نوا
نہ ہو ذکرِ حق نہ ہو فکرِ حق تو یہ جینا جینا حرام ہے

اور آسمان یعنی آسمان عرش و کرسی آپ کے عاشقوں کے لئے غلام رہیں اس کی شرح یہ ہے کہ متقی بندے عند ملیک مقدر ہوں گے جیسا کہ قرآن میں منصوص ہے پس جب وہ حق تعالیٰ کے پاس ہوں گے تو عرش پر ہوں گے اور لیکن مکان سے افضل ہوتا ہے لہذا متقی بندے یعنی اولیائے کرام عرش سے بھی افضل ہوئے پس دُعا دراصل عاشق حق کے تقویٰ کی سلامتی کی ہے۔ تاکہ وہ عند ملیک مقدر کا مقام حاصل کر سکیں۔ یعنی عرش پر اپنے رب کے ہمقرین ہوں

ان المتقین فی جنت ونہر فی مقعد صدق عند ملیک مقدر الایۃ

شعر ۲۳ بوستاں عاشقاں مہر سبز باد

آفتاب عاشقاں تابندہ باد

مولانا دُعا کرتے ہیں کہ اے خدا عاشقوں کا باغ قرب

معرفت جو ان کے قلب و روح میں مہر سبز و شاداب

رہتا ہے ہمیشہ نور تقویٰ سے مہر سبز رہے اور معاصی کے ظلمات اور

نا ر شہرت سے محفوظ رہے اور عاشقان خدا کے باطن میں نور خدا کا

سورج ہمیشہ روشن رہے۔

شعر ۲۴ بلبل دل تا ابد سرمست باد

طوطو جان ہم شکر خاستہ باد

اور اے خدا آپ کے عاشقوں کا دل جو مثل بلبل ہے

تیرے گلہائے باغ قرب پر شیدا ہے ہمیشہ تیرا

سرمست رہے اور اے خدا آپ کے عاشقوں کے جان کی طوطی ہمیشہ

تیرے ذکر کی شکر کھانے والی رہے۔

شعر ۲۵

تا قیامت ساقی باقی و عشق

جام برف سوئے ما آئندہ باد

ترجمہ و تشریح اور اے خدا قیامت تک میرا ساقی مئے معرفت یعنی حضرت شمس تبریز باقی رہیں اور ان کی طرف سے ہماری طرف ہمیشہ جام عشق آتا رہے۔

شعر ۲۶

ما اگر خشک و نزار و لا غریم

بر سر ما فضل او بارندہ باد

ترجمہ و تشریح ہم دین کے اعتبار سے اگر خشک اور کمزور و نحیف ہیں تو ہمارے سر پر حق تعالیٰ کی عنایات کی بارش ہوتی رہے۔ اسی طرح یعنی ہماری باطنی زمین دین کی بوجہ خشک ہونے کے عنایات حق کی بارش کی زیادہ محتاج ہے۔

شعر ۲۷

ما اگر بے دست و پائے و عاجزیم

رحمت او کار ما سا زندہ باد

ترجمہ و تشریح ہم اگر بے دست و پا اور عاجز ہیں تو حق تعالیٰ کی رحمت ہمیشہ ہمارا کام بنانے والی رہے۔

شعر ۲۸

شمس تبریز کے خرام اندر چمن

کہ چنیں دولت ترا پایندہ باد

ترجمہ و تشریح حق تعالیٰ کی معرفت کے چمن میں ٹہلنے اور بہار قرب حق کی یہ دولت جو آپ کے باطن میں ہے ہمیشہ باقی رہے۔



”حیاتِ سرد کی جانِ عاشقان“

شعر ۴۹

تا ابد از دوست سبز و تازہ ایم

ایں بہار نیست کو را دے رسد

قیامت تک حق تعالیٰ شانہ کی رحمت لازوال سے ہم

سبز و تازہ ہیں یہ بہارِ قربِ حق وہ بہارِ دنیاوی نہیں

ترجمہ و تشریح

ہے جس کو خزاں ختم کر سکے ہے

باشد ایں ہنگامہ ہر دم گرم تر

اللہ تعالیٰ کی محبت کا بازار تو ہر دم گرم تر رہتا ہے برعکس دنیاوی خوبان کا

بازار کہ زوالِ حسن سے ان کے عاشقوں کا بازارِ عشق سرد پڑ جاتا ہے

ہمیشہ رہے نام اللہ کا

گیا حسنِ خوباں دلخواہ کا

تا ابد باقی ہو دیر عابدیں

رنگِ تقویٰ رنگِ طاعت رنگِ دین

تا ابد باقی ہو دیرجان عاق

رنگِ شک و رنگِ کفران و نفاق

(روحی)

ترجمہ :- تقویٰ اور طاعت اور دین کا رنگ عاشقانِ حق کی جانوں پر

قیامت تک باقی رہے گا اور کفر و شک اور نفاق کہ ظلمت کا رنگ

نافرمانوں کی جانوں پر ہمیشہ رہے گا۔

من بمر دم زیں حیات منقضى

شعر ۵۰

تا حیات باقیم درپے رسد

میں نے اپنے نفس کو مردہ کر لیا ہے یعنی اس حیات

فانی کے تقاضائے شہوانیہ کو مغلوب کا عدم کر دیا

ترجمہ و تشریح

پس میں زندہ رہتے ہوئے بھی گویا مردہ ہوں لیکن یہ افنا، نفس چونکہ حق تعالیٰ کی مرضی کے لئے ہے جو باقی ذات ہے لہذا یہ فنا سبب بقا کا ہو گیا۔ ما عندکم بینفد وما عند اللہ باق

جس نے ما عندکم کو ما عند اللہ پر فدا کر دیا وہ اور اس کا فدا کردہ سب باقی ہو گیا۔ وہ ایسے باقی ہیں کہ ان سے تعلق کامل رکھنے والا بھی دولت بہا را زوال باقیمہ سے مالا مال ہو جاتا ہے۔

شعر ۵۱ عاشقان پیدا و دلبر ناپدید

در ہمہ عالم چنین عشقے کہ دید

ترجمہ و تشریح | عاشقان خدا تو ظاہر ہیں اور محبوب حقیقی حق تعالیٰ شانہ مستور ہیں کائنات میں ایسا عشق کس نے

دیکھا ہے یعنی ہمارے اعمال و ضو۔ نماز۔ روزہ۔ حج جہاد وغیرہ تو ظاہر ہیں اور جن کے لئے ہمارے جان و مال فدا ہوتے ہیں وہ ذات پاک نگاہوں سے مخفی ہے۔

”اتار غم محبوب حقیقی“

نار سیدہ یک لبے بر لعل دوست

صد ہزاراں روح بر لبہا رسید

محبوب حقیقی تک نار سائی کے سبب سو ہزار روہیں شدتہ غم فراق سے عاشقوں کے لبوں تک پہنچ گئیں۔

نا گرفتہ در کنار اورایکے

صد ہزاراں جاں زقا لبہا رسید

شعر ۵۲

ترجمہ و تشریح

شعر ۵۳

ترجمہ و تشریح حق تعالیٰ کی ایک ذات ایسی ہے کہ ان سے جدائی میں صد ہزار جانیں اپنے اپنے قالب سے یعنی ابدان سے جدا ہو چکی ہیں۔

شعر ۵۴ ناکشیدہ دامن معشوق غیب
دل ہزاراں محنت و ضربت کشید
جو محبوب حقیقی سے دور ہے اس کے دل پر دنیا کے ہزاروں
ترجمہ و تشریح فکر و غم کی مار پڑتی رہتی ہے لہذا

غموں سے بچنا ہو تو آپ کا دیوانہ بن جائے
یعنی صرف حق تعالیٰ کے تعلق ہی سے قلب کو سکون مل سکتا ہے۔

شعر ۵۵ از وصالش ناچشیدہ شربتے
صد ہزاراں زہر ہر عاشق چشید
حق تعالیٰ کی راہ میں حصول رضا کی خاطر ہر عاشق نے
ترجمہ و تشریح مجاہدات کے سو ہزار زہر چکھے۔ یعنی نفس کی لذات کو
ترک کرنے کا غم برداشت کیا۔

بہت گود لو لے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں (مجدوب)
ہزار خون تمنا ہزار ہا غم سے دل تباہ میں فرمانروائے عالم ہو (اختر)
شعر ۵۶ ناشگفتہ از گلستانش گلے
صد ہزاراں خار در سینہ خلید

ترجمہ و تشریح جس عاشق کا پھول حق تعالیٰ کے بہار گلستاں سے نہ
شگفتہ ہو اس سو ہزار کانٹے اس کے سینے میں چبھ گئے۔

خاراو از جملہ گلہا دست برو
قفل او دلکش ترست از صد کلید

ترجمہ و تشریح | جس خار کو ان کے باغ سے نسبت ہے وہ بوجہ بے نیازی اپنا ہاتھ گلوں سے ہٹا لیتا ہے۔ اور محبوب حقیقی کا تو قفل بھی سیکڑوں کنجی سے دلکش ہے۔

”در بیان مقام قرب حقیقی“

ردا و بہ از قبول دیگران
لعل و مروارید سنگش را مرید

ترجمہ و تشریح | محبوب حقیقی کا رد فرمانا دوسروں کے قبول کرنے سے بہتر ہے اور لعل و موتی اس کے سنگ در کے مرید ہیں۔

این سعادتہائے دنیا پتوح نیست
آں سعادت جو کہ دارو بو سعید

ترجمہ و تشریح | دنیا کی یہ سعادتیں اور راحتیں کچھ نہیں ہیں وہ سعادت تلاش کرو جو حضرت بو سعید رحمۃ اللہ علیہ (باطن میں) رکھتے ہیں۔ یعنی تعلق مع اللہ کی دولت تلاش کرو۔

قد بالائے کہ عشقش بر فراشت
در گذشت از کرسی و عرش مجید

ترجمہ و تشریح | حضرت بو سعید کے عشق حقیقی نے جو قدم تربت اٹھایا تو اس کا سرا عرش و کرسی سے آگے بڑھ گیا۔ مطلب یہ کہ اولیاء اللہ کی شان یہ ہوتی ہے۔

جسم عارف بر زمین چوکوہ قاف
روح او سمرغ بس عالی طواف (رومی)
ترجمہ :- انکے جسم تو زمین پر مثل کوہ قاف ہیں اور ان کی روح حق تعالیٰ کا
طواف کرتی ہوتی ہے۔

نظروہ ہے جو اس کون و مکاں سے پار ہو جائے
مگر جب روئے تاباں پر پڑے بے کار ہو جائے (اصغر)
شعر ۶۱

از مضیق جسم چوں یابی خلاص
بے تجدد عالمے یابی جدید
اس جسم سے جب خلاصی ہوگی تو ایک نیا عالم پاؤگے
جو بے کیف و کم ہوگا۔ مراد عالم قرب حق ہے۔

شعر ۶۲
بے خمش کن عالم السر حاضرست
نخن اقرب گفت من جبل الوردید

اب مولانا فرماتے ہیں ارے خاموش رہو عالم ستر تو عالم
حاضر ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے فرما دیا ہم تم سے تمہاری
رگ جان سے قریب تر ہیں۔ پس یہ عالم غیب معنی عالم شہادت بھی ہے۔
شعر ۶۳

کیمیائے کیمیا سازست عشق
خاک را گنج معانی می کند
عشق حقیقی ایسا کیمیا ہے جو عاشق حق کو کیمیا ساز
بنادیتا ہے یعنی اس کی صحبت کی برکت سے کتنے

زند بادہ خراب تائب ہو کر اولیاء اللہ بن جاتے ہیں اور عشق حق انسان
خاکی کو معرفت کا خزانہ بنادیتا ہے نیز درو محبت سے جو مضمون بیان کرتا ہے

اس میں اثر ہوتا ہے

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

وہ دردِ محبت مخفی کرنا چاہے بھی تو اس کی خوشبو عالم میں اڑ کر رہتی ہے۔

کہیں ظاہر نہ کرے آہ مرادِ دردِ نہاں

عمرِ گزری ہے مری منتِ اخفا کرتے (اختر)

آہ سے راز چھپا یا نہ گیا منہ سے نکلی مرے مضطر ہو کر

چشمِ نم سے جو جھلک جاتے ہیں ہیں فلک پر وہی اختر ہو کر

بابا فرید عطار رحمۃ اللہ علیہ نے خدائے پاک سے ذرّہ دردِ دل مانگا تھا

ذرّہ دردِ دل عطار را

ترجمہ :- اے خدا عطار کو اپنی محبت کے درد کا ایک ذرہ عطا فرما

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ نے اپنے خلیفہ ارشد حضرت

گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے کان میں یہی مصرعہ پڑھا تھا یعنی

ذرّہ دردِ دل عطار را

اس مقام کی مناسبت سے احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

ہو آزاد فوراً غمِ دو جہاں سے ترا ذرّہ دردِ گرما تھ آئے

دلوں میں چراغِ جلتے ہیں جب کوئی آہ کرتا ہے

درد کے سراغِ ملتے ہیں جب کوئی چاہ کرتا ہے

احقر تقریباً ۴۴ برس کی عمر تک تقریباً ۲۰۰ ذرّہ درد نہ پاتا۔ اگر مجبوراً کبھی بیان

کرنا ہوا تو زبانِ خشک ہو جاتی نہایت صدمہ رہتا۔ حق تعالیٰ سے دعا

کرتا تھا۔ ایک بار میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت

برکاتہم نے مدینہ منورہ میں احقر سے فرمایا کہ آج تم کو وعظ کہنا ہے۔ احقر نے

عرض کیا کہ حضرت آپ کے سامنے تو یہ زبان اور بھی گنگ ہو جاوے گی۔ حکم فرمایا کہ نہیں بیان کرو اور حق نے تو کلاً علی اللہ صاحب خانہ مولانا احمد عبداللہ مسینی کے یہاں کچھ دیر ایک مضمون بیان کیا۔ مولانا موصوف بیمار اور غمزہ تھے کچھ اور پریشانیاں بھی تھیں احقر نے مضمون میں اس کی رعایت رکھی ناظرین کرام کے لئے اس سے صرف ایک بات جو یاد آ رہی ہے کچھ اضافہ سے پیش کر رہا ہوں۔ بعد حمد و خطبہ! ہمارے اوپر جو حالات خیر یا شر راحت یا تکلیف کے آتے ہیں وہ محض اتفاقی نہیں ہیں جیسا کہ ہم آپس میں کہتے ہیں کہ اتفاق سے یہ ہو گیا، اتفاق سے وہ ہو گیا۔ دراصل یہ حالات حق تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمت کے تحت ہماری تربیت جسمانی و روحانی کی مصلحت سے بھیجے جاتے ہیں اور رب العالمین کے بعد اپنی صفت الرحمن الرحیم بیان فرما کر یہ بتا دیا کہ اپنی پوری زندگی میں میری ربوبیت کی ہر شان کے اندر میری رحمت کا اعتقاد رکھنا اگرچہ صورتاً وہ تکلیف کی صورت میں نمودار ہوں مگر وہ واقعات غم و صدمہ بھی تمہاری تطہیر حقوگناہ۔ ترقی درجات کے لئے آتے ہیں سے

کہ بلائے دوست تطہیر شامت

ترجمہ:- دوست کی جانب سے بلا ہماری پاکی کے لئے ہوتی ہے۔

اور کبھی سے کیں بلا دفع بلا بلائے بزرگ

یہ بلا کسی بڑی بلا کو دفع کرنے کے لئے آتی ہے۔ نیز غمزہ دل سے جو دعا نکلتی ہے وہ عجیب درد سے بھری ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کی نگاہ رحمت اس پر خاص ہوتی ہے احقر کا شعر ہے

اے ٹوٹے ہوئے دل تری فریاد کا عالم
اے ٹوٹے ہوئے دل پہ نگاہ کرم انداز

حضرت اقدس نے اس وقت سکوت اختیار فرمایا مگر اپنے بھائی کو جو کراچی میں مقیم ہیں خط لکھا کہ تم اپنے گھر گاہ گاہ اختر کا وعظ کرا یا کرو۔ اس سے اختر کو نہایت خوشی ہوئی کہ حضرت شیخ کی پسندیدگی اس خط سے ظاہر ہوئی۔

بہر حال حضرت اقدس کی کرامت اور دعا ہے کہ یہ عبد بے مایہ علم و عمل و وعظ کہنے لگا۔ لیکن اب بھی اپنے اختیار میں نہیں۔ حق تعالیٰ کی توفیق ہی سے وعظ ہوتا ہے بعض وقت خود چاہتا ہوں کچھ نہیں آتا۔ مٹی کا ڈھیلا کیا بول سکتا ہے۔ فیص مرشد کامل کو اختر نے اس طرح شعر میں پیش کیا ہے۔

مجبور تھا ضمیر کے اظہار سے لیکن مجمع میں تیرے درد نے پہروں بلا دیا
دیرانہ حیات میں درد نہاں کا گنج اختر کو دے کے درد کا حامل بنا دیا
۵ تجھ سے روشن ہیں جہاں درد کے شمس و قمر

اے امام درد دل اے رہبر درد جگر (اختر)

شعر ۶۴

کہہ چو روح اللہ طیبے می شود

کہہ خلیے میزبانی میکند

عشق عاشقان حق کے لئے کبھی تو طیب بن جاتا ہے

اور کبھی میزبان بن کر غذائے روحانی دیتا ہے۔

ترجمہ و تشریح

شعر ۶۵

شوق چو موسیٰ نمی گرد و خموش

گر سماع سن ترانی میکند

عشق کی خاصیت یہ بھی ہے کہ عاشقوں کو آواز سن ترانی

سننے کے باوجود شوق کم نہیں ہوتا۔

ترجمہ و تشریح



در بیان ثمرہ مجاہدات و عطائے حق

شعر ۶۶ اندریں طوفان کہ خون سبت آب او
 لطف خود را نوح ثانی می کند
 جب عاشقوں کا خون پانی ہو جاتا ہے اور آنکھوں سے
 اشک کی صورت میں مثل طوفان بہہ پڑتا ہے تو
 عشق اپنے لطف کو نوح ثانی بنا کر عاشق کو کشتی امن عطا کرتا ہے۔
 اشک خون است و بغم آبلے شد سبت (رومی)
 ثنوی میں مولانا نے فرمایا ہے کہ آنسو دراصل خون ہوتا ہے مگر غم سے
 پانی ہو جاتا ہے۔

شعر ۶۷ روز و شب شوریدگان عشق را
 چوں محمد پاسبانی می کند
 اور روز و شب اپنے شوریدگان عشق کی پاسبانی
 کرتا ہے۔

شعر ۶۸ بانگ انا نستعین ما شنود
 کرد اجابت مستعانی می کند
 حق تعالیٰ نے ہم سے انا نستعین (ایک نستعین)
 سنا اور قبول فرما کر ہماری استعانت فرماتے رہتے ہیں۔

شعر ہر کسے راحصہ دادی عجب
 خار باگل ہمعنائی می کند
 ہر شخص کو حق تعالیٰ نے اپنی رحمت و قرب و محبت و

معرفت سے حصہ دیا ہے اور خار و گل کو بمعنان (ہمچلیس و ہمسفر) بنا رکھا ہے۔ یعنی اہل اللہ کو اور ان کے طالبین کو ایک ساتھ رکھا ہوا ہے حالانکہ طالبین میں بعض بہت ناقص مثل خار ہوتے ہیں۔

”اثار اسرار عشق“

شعریں
ہر کرا اسرار عشق اظہار شد
رفت یارے از بقا بیزار شد

توجہ و تشریح | جس بندہ پر حق تعالیٰ اپنی محبت کا راز ظاہر فرماتے ہیں وہ حق تعالیٰ ہی کے ذکر و فکر کو عزیز تر سمجھتا ہے اور اپنی خواہشات نفسانیہ کو مرضیات الہیہ کے تابع کر کے مقام فنایت حاصل کر لیتا ہے اور یہی بقا سے بیزاری ہے کہ ہے

تو مباش اصل اکمال این ست و بس
رودر و گم شو وصال این ست و بس

ترجمہ :- تو اپنے کو مٹا دے اور کچھ باقی نہ رہے بس یہی تیرا کمال ہے جا اور ان کے اندر گم ہو جا یہی تیرا وصال ہے۔

شعریں
شمع افزوں را بروز آفتاب
بنگرش چوں باطل الاثار شد

توجہ و تشریح | حق تعالیٰ کا نور قلب میں پیدا ہو جاتا ہے (ذکر و فکر اور صحبت شیخ کے فیضان سے) تو جس طرح آفتاب کے

سامنے چراغ بے نور معلوم ہوتا ہے اسی طرح تمام کائنات اور موجودات عارف باللہ کی نگاہوں سے کالعدم ہو جاتی ہے۔

جب مہر نمایاں ہو اسب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھرسی بزم میں تنہا نظر آئے (مجدوب)
اس مقام کے مناسب احقر کے دو اشعار فارسی ملاحظہ ہوں۔

(۱) ہمیں بینم کہ جنت بر زمین از آسماں آید

درون قلب چوبے پردہ یار مہرباں آید

(۲) چو درد عشق یار ما گے اندر بیاں آید

ز بہائے ہمہ عالم ز درد مافاتاں آید

ترجمہ ۲۱۰ جب حق تعالیٰ کا خاص قرب قلب محسوس کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جنت آسمان سے زمین پر آگئی اور جب درد محبت سے حق تعالیٰ کی محبت کو بیان کرتا ہوں تو کائنات والوں کے لبوں سے نالہ و فریاد جاری ہوتا ہے۔

چو بگریم خلقہا گریاں شود چو بنا لم خلقہا نالاں شود
(از مثنوی اختر)

ترجمہ :- جب میں روتا ہوں تو ایک مخلوق ہمارے ساتھ شریک گریہ ہوتی ہے اور جب میں نالہ کرتا ہوں تو ایک مخلوق ہمارے ساتھ ہمشریک نالہ ہوتی ہے۔

شعر ۲۱۱ جوئے جویاں ست و پویاں سوئے بحر

عاقبت زان غرق دریا بار شد

حل لغت - دریا بار - بڑے دریا کو کہتے ہیں، بحر: فارسی میں دریا کو کہتے ہیں۔

نہر ڈھونڈنے والی ہے اور دریا کی طرف دوڑنے والی
ترجمہ و تشریح ہے اور اس سعی مسلسل کا ثمرہ یہ ملا کہ انجام کار وہ

نہر بڑے دریا سے جا ملتی ہے۔ اس شعر میں وصول الی اللہ کو اس مثال سے سمجھایا ہے کہ اگر تم مسلسل طریق طے کرتے رہو گے تو ایک دن ضرور واصل ہو جاؤ گے۔

گر زچاہ میکنی ہر روز خاک

عاقبت اندر رسی در آب پاک (شعری روحی)

ترجمہ:- اگر ہر روز کسی کنوئیں سے مٹی نکالتے رہو گے تو ایک دن ضرور پانی تک رسائی نصیب ہو جاوے گی مطلب یہ کہ لگن اور دھن سے ذکر اور فکر میں لگے رہو تو کام ضرور بن جاوے گا۔

کامیابی تو کام سے ہوگی . نہ کہ حُسن کلام سے ہوگی

ذکر کے التزام سے ہوگی فکر کے اہتمام سے ہوگی

حضرت سرمد فرماتے ہیں کہ

سرمد گلہ اختصار می باید کرد یک کار ازین دو کار می باید کرد

یا تن برضائے دوست می باید داد یا قطع نظر زیار می باید کرد

ترجمہ:- اے سرمد شکوہ و گلہ کو مختصر کرنا چاہئے اور ایک کام ان دو کاموں سے کر ہی لینا چاہئے یا تو تن کو رضائے دوست میں مجاہدہ و ریاضت سے فدا کر دینا چاہئے یا پھر یار کی محبت کے دعویٰ سے دستبردار ہو جانا چاہئے۔

ور بد و مقصود گل نہم دوروئے

شعر ۳۳

جملہ گلہا برور اد خارشد

اگر وہ محبوب حقیقی کسی قلب و روح میں تجلی قرب

دکھائے تو جملہ عالم نگاہوں میں بے قدر معلوم ہوگا یعنی

ترجمہ و تشریح

یعنی اس گل کے سامنے تمام گلہائے کائنات خار معلوم ہوں گے۔

صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
 وہ آگے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے
 بلکہ اللہ والے اپنی باطنی بہار کی رونق سے جہاں پہنچتے ہیں ساری محفل پہ
 چھا جاتے ہیں اور ان کا دردِ محبت سب کو موجِ حیرت کرتا ہے
 میرا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگر

وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانہ پہ چھا گیا
 یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی تو شمع محفل کی
 پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دلی

ترغیب مجالستِ مرشد شمس تبریزیؒ

شعر ۱۷۷
 بچو من شود رہو اے شمس دیں
 آں صبا کزوت دم گلزار شد

حضرت رومیؒ فرماتے ہیں کہ میری طرح اے مخاطب
 تو بھی منارۂ عشق و معرفت میرے مرشد شمس الدین
 تبریزیؒ کا عاشق ہو جا کیونکہ میرا مرشد مثل صبا کے ہے کہ جس کے
 فیض سے میرا دل گلزار ہو رہا ہے یعنی جس طرح باد نسیم کی چھیرے
 کلیاں چمن میں چٹک کر اپنی خوشبو کی سیل توڑ کر فضائے چمن کو معطر
 کرتی ہیں اسی طرح مرشد کامل کا فیض مثل نسیم سحر ہمارے قلب و
 روح کی اُس سر بستہ دردِ محبت ازل کی سر بہ مہر خوشبو کی سیل توڑ دیتا
 ہے جو ساقی ازل نے عالم ازل میں ودیعت فرمائی تھی

کہیں کون و مکاں میں جو نہ رکھی جاسکی اے دل
 غضب دیکھا وہ چنگاری مری مٹی میں شامل کی

اس مقام کی شرح کے لئے احقر کی فارسی مثنوی اختر کے تین اشعار
ملاحظہ ہوں ۷

عمر تو گر بے رفیقے شد تمام این ہلال تو نہ شد ماہ تمام
بوئے خوش از غنچہ کے آمد بروں تانہ شد پیش نسیم سرنگوں
غنچہ را این کرد فرد را بجن ہست از فیض نسیم در چمن

ترجمہ :- اگر بغیر مرشد عمر گزارے گا تو تیرا ہلال بدر کامل نہ بن سکے گا یعنی تیری
ناقص حالت کامل نہ ہو سکے گی۔ خوشبو غنچہ سے کب باہر نکلتی ہے جب تک
کہ نسیم سحر کے سامنے زانوئے ادب نہ طے کرے۔ غنچہ کو یہ شان و شوکت محفلوں
میں جو حاصل ہو رہی ہے (کہ بڑے بڑے معزز لوگوں کی گردنوں میں پھولوں
کے ہار پڑے ہوتے ہیں) یہ نسیم سحر کے فیضان ہی کا اثر تو ہے جس نے چمن
میں کلیوں کو شگفتہ کیا۔ علامہ شبلی نعمانی رح کا یہ شعر اس مقام کے خوب
مناسب حال ہے ۷

بوئے گل سے یہ کہتی ہے نسیم سحری

حجرۂ غنچہ میں کیا کرتی ہے آسیر کو چل (شبلی نعمانی)

شعر ۵۷ ہر کہ بہر تو انتظار کند بخت او اقبال را شکار کند

جو شخص کہ طریق میں تعجیل نہ کرے اور خدائے پاک کے
ترجمہ و تفسیر فضل و رحمت کا امیدوار و منتظر رہتے ہوئے ذکر و فکر

میں لگا رہے تو دراصل اس شخص کا نصیبہ اقبال مندی کا شکار کرتا ہے۔

”در فوائد تاخیر کامیابی و کلفت انتظار“

شعر ۵۸ بہر باراں چو دست منتظرست سنگ را لعل آبدار کند

ترجمہ و تشریح وادی دشت و کوہ جب بارش کا انتظار کرتی ہے تو فیضانِ رحمت بارانِ سنگ کو لعلِ آبدار کر دیتا ہے۔ پس سالک کو بھی انتظارِ رحمت و فضل کرنا چاہئے۔ تاخیر عطا سے جلد شکستہ و آزر وہ نہونا چاہئے۔ بس کام میں لگ رہے اور ثمرہ کی طرف توجہ ہی نہ کرے کہ اس راہ میں توفیق ذکر خود ثمرہ عظمیٰ ہے۔ کیا معمولی انعام ہے کہ ہماری زبان سے ان کا نام پاک جاری ہو اور جبکہ ہر اللہ کہنے کے اندر حق تعالیٰ کی طرف سے اسی میں بہت سے بسبک بھی پوشیدہ ہیں۔

زیر ہر اللہ تو بسبک ماست

وین نیاز و سوز و دردت پیک ماست (مثنوی رومی)

ترجمہ :- اے ذاکر حق جب تو اللہ کا نام لیتا ہے تو اس کے اندر حق تعالیٰ کی طرف سے بہت سے بسبک موجود ہیں کیونکہ تیرا اللہ کہنا قبول نہ ہوتا تو دوسری مرتبہ توفیق اللہ کہنے کی نہ ہوتی پس اللہ اللہ کا ذکر کرنا ہی دلیل ہے کہ ہر اللہ کہنا تیرا قبول ہو رہا ہے۔

حکایت - ایک بزرگ نے اپنے مرید سے فرمایا کہ ہم کو معلوم ہو جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہم کو یاد فرماتے ہیں مرید نے کہا یہ کس طرح؟ فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں بھی اسے یاد کرتا ہوں اگر تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں اکیلے یاد کرتا ہوں اگر کسی مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اس کا ذکر فرشتوں کی مجلس میں کرتا ہوں۔ پھر ان بزرگ نے فرمایا کہ جب مجھے ذکر کی توفیق ہوتی ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ اس وقت حق تعالیٰ مجھے یاد فرما رہے ہیں۔

شعر ۷۷ زانتظار جنین دروں رحم لطفہ راشاہ گلغدار کند

ترجمہ و تشریح | یہ انتظار ہی کی برکت ہے کہ رحم مادر میں ۹ ماہ جنین انتظار کرتا ہے اور یہ انتظار اس لطفہ کو شاہ گلغدار

کرتا ہے۔

کہ کر دست بر آب صورت گری وہ لطفہ را سورت چون پری
ترجمہ :- کون بے وہ جس نے پانی پر صورت گری کی ہے اور لطفہ کو پری
جیسی صورت عطا کرتا ہے۔

شعر ۷۸ انتظار جنوب زیر زمین ہریکے دانہ ہزار کند

ترجمہ و تشریح | زمین کے نیچے دانہ انتظار کرتا ہے اور یہ انتظار اسی
ایک دانہ کو ہزار دانہ کرتا ہے۔ ان تمام اشعار کی

تشریح شعر ۷۷ میں موجود ہے۔

شعر ۷۹ بے کران ست فضل منتظرش

رانده را لائق کنار کند

ترجمہ و تشریح | حق تعالیٰ کا فضل منتظر بے پایاں و لامتناہی ہے جو
رانده دربار کو درباری اور مقبول کرتا ہے۔ چنانچہ

بہت سے اولیاء اللہ ایسے گذرے ہیں جن کے ابتدائی حالات خراب تھے

اور پھر حق تعالیٰ کی رحمت سے ان کو توفیق تو بہ عطا ہوئی اور وہ مقبول

بارگاہ ہو گئے اور بعض پیشوائے راہ بھی ہو گئے۔

جوش میں آئے جو دریا رحم کا گبر صد سالہ ہو فخر اولیا

شعر ۸۰ انتظار صبی سوئے استاد مکسب علم بے شمار کند

ترجمہ و تشریح | بچے کا استاد کی طرف انتظار علم بے شمار اس کو عطا کرتا ہے

یہاں بھی مفہوم وہی ہے جو شعر ۱۶ میں ہے یعنی استاد کے مشورہ سے تعلیم کی محنت جاری رکھے اور عجلت نہ کرے ایک دن علم بے شمار حاصل ہوگا۔ مولانا کا ہر شعر میں نئے نئے مثال کا مقصد طالب علم کی ہمت بڑھانا ہے اور تعلیم استقامت دینا ہے اور الاستقامت فوق الکرامۃ استقامت کرامت سے افضل ہے۔

شعر ۱۷: زانتظارات شمس تبریزی تیروناہیدوہمہ دوار کند
حل لغت: تیر۔ ستارہ عطارد، ناہید۔ ستارہ زہرہ کہ تیسرے آسمان پر
روشن ہے، دوار۔ بہت گردش کرنے والا

اب مولانا اپنے مرشد حضرت شمس تبریزی کی تعلیم و تربیت **ترجمہ و تشریح** و فیض باطنی کو بیان فرماتے ہیں کہ شمس الدین تبریزی کے ساتھ رہنا اور مجاہدات برداشت کرنا اور اللطاف و عنایات غیبیہ کا منتظر رہنا ستارہ عطارد و زہرہ اور چاند کی طرح گردش کرنے والا کرتا ہے یعنی ایسی قوی نسبت عطا ہوتی ہے کہ کائنات میں خلق کثیر اس سے استفادہ باطنی کرتی ہے۔

انتظار: لغت میں چیز پر اچشم داشتن۔ کسی چیز پر امید رکھنے کو کہتے ہیں۔
انتظار سے متعلق جس قدر اشعار ہیں ان سے یہ تعلیم دینا ہے کہ سالک کو حق تعالیٰ کے فضل کی امید پر کام میں لگے رہنا چاہیے کیونکہ بہت سے نادان سالکین کچھ دن راستے پر چلے اور پھر مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔ مولانا نے اس حماقت و جہل پر تنبیہ فرمائی ہے۔

یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے
جو ناکام ہوتا ہے عمر بھر بھی بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے

در بیان لذت ذکر اللہ کہ از ہمہ لذات دوجہاں اَشَدُّ وَالذُّ بَاشَد

شعر ۸۲ اے دوست شکر خوشتر یا آل کہ شکر سازو
خوئی قمر بہتر یا آنکہ قمر سازو

ترجمہ و تشریح | اے دوست! شکر زیادہ بہتر ہے یا وہ جو شکر ساز ہے یعنی
شکر کا خالق زیادہ بہتر ہے یا شکر؟ اور قمر کا حسن زیادہ

بہتر ہے یا وہ جو قمر ساز ہے یعنی جو قمر کا خالق ہے
اس شعر میں تعلیم ہے کہ نعمت کو منعم سے افضل مت سمجھو اور کفار و مشرکین
کی طرح نعمتوں میں مشغول ہو کر نعمت دینے والے کو مت بھولو بقول اکبر
الہ آبادی آسمان پر جھولو مگر خدا کو مت بھولو

بھول بیٹھے اہل یورپ آسمانی باپ کو

اور سمجھے باپ اپنا برق کو اور بھاپ کو (اکبر)

حکایت - علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے کسی انگریز نے کہا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ تفکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں - تو مولانا آپ
لوگ کہاں اس پر عمل کرتے ہیں اور کرتے بھی ہیں تو بس سرسری اور اجمالی
طور پر اور ہم لوگ رات دن تحقیقات میں کڑوروں روپیہ خرچ کرتے ہیں -
اور چاند پر پہنچنے کی تیاری کر رہے ہیں -

مولانا نے جواب دیا کہ شاہی محل میں دو طرح کا داخلہ ہوتا ہے ایک
تو شاہی مہمان داخل ہوتا ہے تو وہ اپنا مقصود شاہ کی ملاقات سمجھتا ہے
اور شاہی محل کے نقش و نگار اور دہاں کے آرائش کے تمام متاع اسباب کو

اجمالی اور سرسری نظر سے دیکھتا گذرتا شاہ تک پہنچ کر شاہ کا ہمنشین ہو کر شاہ سے مصافحہ اور ملاقات کا ثمرت اور اعزاز حاصل کرتا ہے۔

اور ایک داخلہ چور کا ہوتا ہے۔ تو چور جب داخل ہوتا ہے تو اس کا مقصد شاہ سے ملنا نہیں ہوتا۔ بلکہ شاہ کے مال و متاع کو چرانا مقصود ہوتا ہے اور اسی مقصد کے پیش نظر وہ شاہی محل کے ہر کمرہ میں گھستا ہے اور ہر چیز کو غور سے دیکھتا ہے۔ پس مسلمان کا مقصد کائنات میں خالق کائنات کی رضا حاصل کرنا ہے۔ اس لئے وہ اجمالی نظر سے دیکھ کر عظمت الہیہ پر استدلال کرتا ہوا اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ اور کفار یورپ کا دائرہ فکر صرف مخلوقات تک ہے۔ خالق کائنات سے ان کا رشتہ کٹا ہوا ہے۔ اور اللہ والے تمام کائنات سے صرف نظر کر کے اپنے رب کی طرف متوجہ ہیں۔

بذکر حق از خلق بگریختہ چناں مست ساقی کہے ریختہ

توڑ ڈالے مہمہ و خورشید ہزاروں ہم نے

تب کہیں جا کے دکھایا رخ زیبائے تونے

چاند سورج جیسے چہروں سے آنکھیں پھیری جاتی ہیں پھر نور تقویٰ سے دل میں حق تعالیٰ کا قرب محسوس ہوتا ہے اور عارفین سے اس قرب کی لذت پوچھئے۔

۸۳ شعر اے عقل تو بہہ باشی دردانش و دربینش

یا آنکہ بہر لحظہ صد عقل و نظر سازد

اے عقل تو بہتر ہوگی فہم و نظر کے اعتبار سے یا وہ جو ہر لحظہ صد عقل و نظر ساز ہے یعنی سیکڑوں عقل و نظر کا خالق

ترجمہ و تشریح

ہے۔ اس شعر میں تعلیم ہے کہ حق تعالیٰ کے احکام کی اطاعت ہم پر واجب ہے خواہ ان کے احکام کی حکمت ہماری ناقص عقل میں نہ آئے کیونکہ ہماری عقل مخلوق اور حق تعالیٰ ہماری عقل کے خالق ہیں تو عقل کو عقل ساز کے سامنے سرنگوں ہونا ہی عین تقاضائے عقل ہو گا بشرطیکہ وہ عقل عقل سلیم ہو اور کسی عقل کا خود عقل ساز نہیں کے احکام پر تمسخر اور اعتراض انتہائی بے عقلی اور فتور عقلی کی دلیل ہے بلکہ یہ عقل بد ذات ہے یعنی اس کی ذات میں کوئی خرابی ہے۔ جیسا کہ شیطان بد ذات نے امر الہی میں چوں و چرا کیا اور مردود ہوا۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ عقلا ر جو قوانین اسلام پر اپنی عقل کی بالادستی کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنے گندہ دہن سے نکال بیٹھتے ہیں کہ صاحب یہ قانون تو اللہ میاں کا ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن یہی لوگ جب اپنے لئے ملازم رکھتے ہیں اور ملازم سے کہتے ہیں کہ یہ پیالی ہماری کے اوپر کے خانے میں رکھو اور وہ یہ کہے کہ کیوں اوپر کے خانے میں رکھوں۔ نیچے والے خانے میں رکھ دینے میں کیا حرج ہے تو فوراً جوتا اتار اس کی کھوپڑی گنجی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور شعلہ غضب آنکھوں سے پھینکتے ہوئے چیخنا شروع کرتے ہیں کہ ارے نمک حرام ہمارا نمک کھاتا ہے، تنخواہ لیتا ہے اور میرے حکم میں چوں و چرا کرتا ہے۔

احقران مدعیان عقل سے یہ مودبانہ سوال کرتا ہے کہ وہ اپنے ماتحت ملازم سے چند احسانات کے بدلے جو توقع جذبہ اطاعت و فرمانبرداری کی رکھتے ہیں کیا حق تعالیٰ کے بے شمار احسانات ہم کو بنام شرافت و غیرت اطاعت بے چوں و چرا پر مجبور نہیں کرتے کیا قانون الہی پر چوں و چرا کرنے کے بعد کھوپڑی کا چاند گنجا ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔ امید ہے کہ اس عبارت کو دیکھ کر انشا اللہ تعالیٰ عقل بیمار عقل سلیم سے تبدیل ہو جاوے گی اور

ہدایت صرف حق تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہے حق تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو ہدایت اور ہدایت پر استقامت عطا فرمائیں۔ آمین
شعر ۸۴ اے باغ توئی خوشتر یا گلشن و گل در تو
یا آنکہ بیار دگل صد نرگس تر سازد

ترجمہ و تفسیر | اے باغ تو بہتر ہے یا تیرے اندر جو پھول و چمن ہے وہ بہتر ہے یا وہ جو گل برساتا ہے اور سیکڑوں نرگس تر پیدا کرتا ہے اس شعر میں بھی دنیا کے باغ و بہار سے نظر ہٹا کر حق تعالیٰ کے بہار قرب کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔

جمال اس کا چھپائے گی کیا بہار چمن

گلوں سے چھپ نہ سکی جسکی بوئے پیرا ہن

شعر ۸۵ شمس الحق تبریزی صد گو نہ کند دل را

گما ہمیش کند تیغ گما ہمیش سپر سازد

ترجمہ و تفسیر | مولانا رومی فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ شمس تبریزی کا فیض روحانی میرا دل سو قسم کا کرتا ہے کبھی تو تلوار

کرتا ہے یعنی میرے قلب سے دوسرے زخمی ہوتے ہیں۔

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دینے لاکھوں

اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہوگی (مجذوبی)

اور کبھی میرا دل سپر بنتا ہے اور اس پر دوسروں کے تیر لگتے ہیں مصرعہ اولیٰ

میں مولانا نے اپنا کمال فیض باطنی بیان فرمایا ہے کہ فیض شمس سے میرا

قلب اب دوسروں کو صاحب نسبت بنا رہا ہے اور مصرعہ ثانیہ میں

مولانا نے اپنا صبر و تحمل ملامت خلق کے مقابلے میں بیان فرمایا ہے کہ

تیر طعنِ خلائق کے سامنے میرا قلب سپر بھی بنا ہوا ہے۔

شعر ۱۶۱ آنجا کہ عشق آمد جاں را چہ محل باشد

ہر عقل کجا پرد آ نجا کہ جنوں باشد

ترجمہ و تشریح | جب عشق اپنا اثر کامل کسی دل پر کر لیتا ہے تو پھر جان کی محبت باقی نہیں رہتی جیسا کہ حضرات صحابہؓ

بے دروغ بے جگری سے جنگ لڑ کر شہید ہوتے تھے اور روایت میں ہے کہ

ایک صحابی کے تیر لگا تو حالت وجد میں فرمایا فُزْتُ وَرَبَّ الْكَعْبَةِ

رَبِّ كَعْبَةٍ كِي قَسَمٍ مِيں كَامِيَابِ هُوَ كِيَا اور ہر عقل کہاں اُڑتی ہے

جب دیوانگی اپنا اثر دکھاتی ہے

منڈ لائے ہوئے جب ہر جانب طوفاں ہی طوفاں ہوتے ہیں

دیوانے کچھ آگے بڑھتے ہیں اور دست و گریباں ہوتے ہیں

شعر ۱۶۲ سیرغِ دلِ عاشقِ دردِ دامِ کجا گنجد

پر داز چینیں مرغِ از کون بروں باشد

عاشقِ حق کا دل مثل سیرغ کے کسی جال میں پھنس

نہیں سکتا۔ جالوں میں چھوٹی چڑیاں پھنسا کرتی ہیں

سیرغ تو جال ہی کو پھاڑ ڈالے گا۔ اسی طرح جو لوگ اللہ والوں کو

جال میں پھنسانا چاہتے ہیں ان کا جال ہی پھٹ جاتا ہے۔

حکایت :- دامنِ کوہ کا ایک ذرہ از راہِ تکبر بولا کہ اے پہاڑ میں تجھے

اپنی ترازو میں آزمانا چاہتا ہوں پہاڑ نے کہا کہ اے ذرہ بے وقوف!

اگر تو مجھے ترازو میں رکھے گا تو تیری ترازو ہی پھٹ جاوے گی۔

برتا بد کوہ را یک برگ کاہ آرزوہ سخاواہ و لے اندازہ خواہ

آرزو تو کرو مگر اندازہ کے مطابق کیونکہ ایک تنکا پہاڑ کو نہیں اٹھا سکتا
 مولانا رومی حضرت شمس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہ
 من غلام آنکہ نفرو شد وجود جز بآں سلطان بافضال جود
 ترجمہ و تشریح :- میں غلام اس ذات گرامی شمس تبریزی کا ہوں جو
 اپنا وجود کسی دنیاوی طمع سے فروخت نہیں کر سکتا ہاں حق تعالیٰ شانہ
 کی محبت میں اپنی جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔
 حکایت :- ایک بزرگ نے آسمان کی طرف رخ کیے عرض کیا
 اے خدا کس قربانی اور قیمت پر آپ ملتے ہیں۔
 الہام ہوا۔ دونوں جہاں مجھ پر فدا کر دے۔

عرض کیا ہے

قیمت خود ہر دم عالم گفتہ نرخ بالا کن کہ از زانی ہنوز
 ترجمہ :- اے خدا اپنی قیمت آپ نے دونوں جہاں فرمایا ہے ہمیں تو
 آپ دونوں جہاں سے زیادہ قیمتی معلوم ہوتے ہیں اپنی قیمت اور بالا فرمائے
 کہ ابھی تو ارزاں معلوم ہوتی ہے ہ
 جان دی دی ہوئی اسی کی تھی . حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا
 دوسرے مصرعہ میں فرماتے ہیں کہ اللہ واثون کی ازواج ایسی چڑیاں
 ہیں کہ ان کی پرواز کون و مکاں سے بھی باہر ہے ہ

عجب کیا ہے جو یہ عالم بایں وسعت بھی زنداں ہے
 میں وحشی بھی تو وہ ہوں لا مکاں جس کا بیاباں ہے
 ہ نظر وہ ہے جو اس کون و مکاں سے پار ہو جاوے
 مگر حیب روئے تاباں پر بڑے بیکار ہو جائے

(مجدوب)

(اصغر)

شعر ۸۸

جامِ مئے موسیٰ کش مخدوم ضیاء الحق
تا آب شو و پیشت ہر بحر کہ خوں باشد

ترجمہ و تشریح | اے مخدوم ضیاء الحق! آپ توحید موسوی کا جام پی
لیجئے تاکہ آپ کے لئے بحر خون بحر آب بن جاوے یعنی

حضرت موسیٰ علیہ السلام جس طرح عاقبت و سلامتی سے دریائے نیل کو
عبور کر گئے حالانکہ وہ طوفان خیز دریائے نیل بلاکت خیزی کے اعتبار سے
دریائے خون ہو رہا تھا مگر حق تعالیٰ کا فضل بھی عجیب شان رکھتا ہے
کیمیاداری کہ تبدیلیش کنی گر چہ جوئے خون بُو د نیلش کنی
(شعوی روحی)

ترجمہ :- اے خدا آپ کا فضل عجیب کیمیاء رکھتا ہے کہ دریائے خون کو اپنے کرم
سے دریائے نیل کر دیتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اے ضیاء الحق تم حضرت شمس تبریزی کی صحبت و خدمت
سے جام معرفت و محبت پی کر لو دیکھو پھر یہ کائنات اور اس کے تمام فتنے
اور یہ صورتیں اور صورتوں کی دلبری کے ہنگامے سب تمہاری قوت ایمانی
کے سامنے سرنگوں ہوں گے اور بسلامت طریق کوٹے کر لو گے

در بیان مقام عاشقان حق

شعر ۸۹

اے عشق از تو جملہ شادند

وا ز نور تو عاشقان برزادند

ترجمہ و تشریح | اے عشق حقیقی (محبت با خدا) تجھ سے جملہ عاشقان خدا
مسرور و فائز المرام ہیں اور اے عشق (حقیقی) تیرے ہی

نور سے عشاق پیدا ہوتے ہیں یعنی عاشقانِ حق کی تمام ترقیات باطنی اور
قوة پر داز سوائے خدا تیرے ہی دم سے ہے۔

سیر زاہد ہر مجھے یک روزہ راہ

سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ (رومیؒ)

ترجمہ:- زاہد خشک ایک ماہ میں صرف ایک دن کا راستہ طے کرتا ہے اور
عاشقِ حق ہر وقت فیضانِ دردمجبت و جذبِ عشق سے محبوبِ حقیقی کے
تخت یعنی عرشِ اعظم تک پہنچتا ہے۔

خامش اند و نعرۂ تکرار شان میر و دتایار و تخت یار شان (رومیؒ)

جب اللہ والے خاموش بھی ہوتے ہیں تب بھی ان کے باطن میں اللہ تعالیٰ
کی یاد اور محبت کے نعرے دردمجبوبِ حقیقی تک دور عرشِ اعظم تک پہنچتے
رہتے ہیں۔

اب وہ زماں نہ وہ مکاں اب وہ زمیں نہ آسماں

تم نے جہاں بدل دیا آکے مری نگاہ میں

شعر ۹ ہر کس کہ سر او دیدہ داشت دیدند ترا و سر نہاوند

جس شخص کے سر میں دیدہ حق بین ہے اس نے اے
ترجمہ و تشریح | عشق! تجھے دیکھا اور دیکھتے ہی تیرے جلوؤں کے سامنے

سر تسلیم خم کر دیا ہے

زبانِ بے نگہہ رکھدی نگاہ بے زباں رکھدی

نرے جلوؤں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھدی

اے تو افلاطون و جالینوس ما اے دوائے نحت و ناموس ما (رومیؒ)

ترجمہ:- اے عشق تو ہمارے امراضِ باطنی کے لئے افلاطون و جالینوس

ہے۔ تیری برکت سے ہمارا نخوت و تکبر اور ناموس و محبت جاہ خاک آلود ہو گیا بزرگوں نے فرمایا ہے کہ عاشقوں میں تکبر نہیں ہوتا۔ کیونکہ عشق کی شان یہ ہے ۷

عشق ساید کوہ را مانند ریگ عشق جو شد بحر را مانند دیگ
ترجمہ: عشق پہاڑ جیسے متکبرانہ دماغ کو پس کر بالو بنا ڈالتا ہے اور عشق سمندر کو دیگ کے مانند جوش دیتا ہے۔ مراد ہر جگہ عشق سے عشق خدا ہے مجازی محبت تو روسیاہی، رسوائی اور نافرمانی اور عذاب الہی ہے۔ اہل مجاز نام اس کا بھی عشق رکھتے ہیں مگر درحقیقت وہ فسق ہوتا ہے گفت مولانا نے اشرف تھانوی عشق فانی را عذاب سرمدی حضرت تھانوی کا ارشاد ہے کہ شیطان سالک تھا مگر عاشق اور عارف نہ تھا (عشق اور معرفت لازم اور ملزوم ہیں پس ہر عاشق عارف ہوتا ہے)۔ ابلیس اگر عاشق حق ہوتا تو بے چون و چرا امر الہی کے سامنے سر جھکا دیتا۔

شعر ۹۱ چوں از در تو مدد دنیا بند گم حمزہ و حیدر اند بادند

ترجمہ و تشریح | اے عشق اگر تیرا فیض عشاق کو نہ پہنچے یعنی حق تعالیٰ اپنے کرم سے سالکین کی ارواح کو جذب نہ فرمائیں تو

بڑے بڑے شیران طریق بھی رو باہ ہو جاویں اور ان کا پتہ بھی نہ چلے جس طرح ہوا آئی چلی گئی۔ پس جو بھی واصل ہوا جذب حق سے واصل ہوا اپنی سعی و طاقت اور ریاضت و مجاہدہ کو صرف بہانہ رحمت سمجھے۔ جس طرح چھوٹے بچے کو جو چل نہ سکتا ہوا ماں باپ چلاتے ہیں مگر جب گرنے لگتا ہے تو دوڑ کر گود میں لے لیتے ہیں اسی طرح بندہ اپنی طرف سے

جب سلوک طے کرتا ہے تو مولائے قدوسی اپنی چال سے اسے آغوش رحمت میں لے لیتے ہیں۔ حضرت حمزہؓ و حضرت علیؓ جیدرز کو بطور استعارہ شجاعت کے استعمال کیا ہے ان کے مسمیٰ مراد نہیں ہیں۔

شعر ۹۲ ہزارے دل بستہ سینہ بکٹائے کاں گمشدہ در کنار آمد

ترجمہ و تشریح | ہاں اے دلِ افسردہ غمِ فراقِ یار سے (قبضِ باطنی سے) اپنے سینے کو کشادہ کر یعنی خوش ہو جا کیونکہ وہ گمشدہ

محبوب پھر جلوہ فرما ہے۔

سالک کی دو حالت ہوتی ہے یا قبض یا بسط۔ قبض میں تجلی مستتر ہوتی ہے جس سے افسردگی اور بے کیفی ہوتی ہے اور یہ حال سالک کے علاجِ عجب و کبر کے لئے اکیر بے پھر حق تعالیٰ اپنی حکمت اور علم کے پیش نظر حالت بسط عطا فرماتے ہیں۔ جس میں تجلی قرب کا احساس اور انکشاف ہوتا ہے جس سے سالک پر کیف و سرور اور فرح طاری رہتا ہے۔

شعر ۹۳ گفتی گفتی کہ بہ شہ چہ عذر گویم

خود شاہ بہ اعتذار آمد

ترجمہ و تشریح | اے مخاطب تو نے کہا کہ میں اپنے گناہوں کے متعلق کیا عذرا حکمِ الحاکمین کے رو برو پیش کروں گا مگر وہ سلطان

کرم و عفو خود سازندہ عذر ہو کر جلوہ فرما ہے یعنی تو استتارِ تجلی کا سبب کوتاہی و قصور سمجھ کر عذر خواہی کا عنوان سوچ رہا تھا کہ وہ شاہِ کرم تیرے قلب پر خود ہی مضمونِ معذرت تلقین فرما کر مائل بہ کرم جلوہ فرما ہے۔ مانگنے کا ڈھنگ بھی بتلا دیا۔

حکایت :- ایک بزرگ کے اخلاقِ کریمانہ کا حال ایک صاحب نے

بیان کیا کہ کوتاہی مجھ سے ہوئی تو ان پر بوجہ کرم مجھ سے زیادہ ندامت
طاری تھی اس خیال سے کہ اس کو شرمندگی ہوئی پھر اس عاشق نے
یہ شعر ان بزرگ کی شان میں پڑھا ہے

خطا مجھ سے ہوئی سرزد ندامت ان پر طاری ہے

مجھے یہ احتسرام آدمیت کم نظر آیا

واں دل کہ زدام عشق دور است

شعر ۹۴

بازے باشد کہ پر ندارد

ترجمہ و تشریح | جو دل کہ محبت حق کے دام سے دور ہے وہ اس باز

کے مانند ہے جس کے پر نہوں۔ حضرت حکیم الامت
مولانا تقا لوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اعمال صالحہ کرنے اور
گناہوں سے بچنے کی ہمت حق تعالیٰ کی محبت سے پیدا ہوتی ہے پس محبت
ایک انجن ہے جو اعمال کے ڈبوں کو لے کر تیز چلتا ہے اور محبت نہ ہو تو اس
کی مثال اس موٹر کی ہے جس میں پٹرول نہ ہو۔

شعر ۹۵ | اول نظر ارچہ سرسری بود سرمایہ ناز دلبری بود

ترجمہ و تشریح | پہلی نظر اگرچہ سرسری بھی کسی حسین پر پڑ جاوے

لیکن وہ نظر ناز دلبری کا سرمایہ ہوتا ہے۔ پس سرسری
نظر سے بدنگاہی بھی تباہ کر دیتی ہے اور سینے سے دل کو غائب کرتی ہے
اور سینہ بے دل بے چین و سکون ہوتا ہے۔ حضرت سعدی شیرازی
فرماتے ہیں ۷

خواہی کہ بکس دل ندہی دیدہ بند

ترجمہ :- اگر تو چاہتا ہے کہ اپنا دل کسی کو نہ دے اور بچاکے رکھے تو آنکھ

حسینوں سے بند کر لے۔

در بیان سوزِ غمِ عاشقان

شعر ۹۶ آہ کہ بار و گر آتشے در من فتاد

دیں دل بخود شدہ رُئے بصر انہاد

آہ کہ پھر آتشِ عشقِ حقیقی نے دل کو شوقِ وصال سے
مضطرب کیا اور یہ دل بے خود ہو کر صحرا کی طرف رخ کر گیا۔

ترجمہ و تشریح

مراد وہ کیفیات خاصہ ہیں جو سالکین کے قلوب پر حق تعالیٰ کی رحمت سے
وارد کئے جاتے ہیں اور اس جذبِ حق سے حق تعالیٰ کا راستہ طے ہوتا ہے

شعر ۹۷ آہ کہ دریائے عشق بار و گر موج زد

از جگر مہر طرف چشمہ خوں بر کشاد

آہ کہ دریائے عشق دوسری بار پھر لہریں لے رہا ہے
جس کے نتیجے میں ہر طرف میرے جگر سے خون کے چشمے

ترجمہ و تشریح

اُبل پڑے ۵

برسائیں گے جب خونِ دل اور خونِ جگر ہم

دیکھیں گے جی بھی نخلِ محبت میں ثمر ہم

مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت میں گریہ و زاری کی توفیق زیادہ ہوتی
اور گریہِ محبت کے آنسو دراصل جگر کا خون ہوتا ہے جو غم سے پانی

ہو جاتا ہے ۵

اشکِ خوں است وز غمِ آہے شدت (ثنوی رومی)

ترجمہ: آنسو خون ہے مگر غم سے پانی ہو گیا

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی شیخ العرب والجمع فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کی محبت میں رونا خوب آئے تو اس کا نام جانتے ہو کیا ہے پھر خود ہی فرماتے۔ اس کا نام گرم بازار سی عشق ہے۔

شعر ۹۸
آتش دل سہل نیست پیچ ملامت مکن

یارب فریاد رس ز آتش دل داد داد

ترجمہ و تشریح | دل کی آگ آسان نہیں اہل عشق پر ملامت و اعتراض

مت کرواے مرے رب میں آتش دل سے آپ کی

بارگاہ میں فریاد کرتا ہوں۔ یعنی یہ راہ عشق آپ کا فضل ہی طے کر اسکے گا۔

در بیان مقام مرشد

شعر ۹۹
دست تو دست خدا چشم تو مست خدا

برہمہ افتادہ باد سایہ رب العباد

ترجمہ و تشریح | اے شیخ و مرشد حضرت شمس تبریزی! آپ کی عنایت

در اصل عنایت حق ہی کا نطل و عکس ہے اور آپ کی

آنکھیں مست خدا ہیں۔ جملہ طالبین پر مقبولان الہی کا سایہ عنایت کہ وہ

در اصل عکس سایہ رب العباد ہے قائم رہے۔ مراد یہ کہ اللہ والوں کی

عنایات اور ان کی مجالس و مصاحبت و محبت و مشاورت و اطلاع حال و

اتباع تجویز کو مغتتم اور دولت عظمیٰ سمجھنا چاہئے۔ کہ یہ مقبولان الہی

خدا تو نہیں ہیں مگر خدا سے جدا بھی نہیں ہیں حق تعالیٰ کے محبوب و مقبول

ہونے کے سبب ان کی صحبت میں کیمیا جیسی تاثیر ہے۔

آہن کہ بہ پارس آشنا شد فی الفور یہ صورت طلا شد

در بیان فوائد عشق حق

شعر ۱۱۱ ہر روانے کہ میر و دے عشق پیش حق شرمسار خواہد بود
 ترجمہ و تفسیح | ہر وہ شخص جو حق تعالیٰ کا راستہ بدون عشق و محبت
 کے طے کرتا ہے یعنی زہد خشک اختیار کرتا ہے وہ
 حق تعالیٰ کے سامنے شرمسار ہوگا کیونکہ بارگاہ کبریا میں اہل محبت
 ہی محبوب و مقبول ہوتے ہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ محبت سے
 فنایت پیدا ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کو فنایت و عبدیت ہی محبوب ہے
 در این را حق عجز و مسکینیت بہ از طاعت و خویشتن بینیت
 حق تعالیٰ کی راہ میں عاجزی اور مسکینیت بہتر ہے اس عبادت سے
 جو بڑائی اور خود بینی پیدا کر دے اور زہد خشک کے اندر بوجہ قلت محبت
 فنایت کے بجائے ناز اور خود بینی اور بڑائی ہے جو اس راہ میں زہر قاتل
 اور باعث نامقبولیت ہے۔

شعر ۱۱۲ تلخی صبر اگر گلو گیر است عاقبت خوشگوار خواہد بود
 ترجمہ و تفسیح | صبر کی تلخی اگر گلو گیر ہے یعنی صبر کرنا اگرچہ مشکل ہوتا
 ہے لیکن اگر رضائے الہی کے لئے صبر کا مجاہدہ برداشت
 کر لے تو انجام صبر کا نہایت ہی خوشگوار ہوتا ہے۔ چنانچہ نفس کو گناہوں
 سے روکنے کی تکلیف برداشت کرنے کا انعام جنت ہے۔

شعر ۱۱۳ دامن جد و جہد را بکشا کز فلک در نثار خواہد بود
 ترجمہ و تفسیح | جد و جہد یعنی کوشش و مجاہدات کے دامن کو وسیع
 کر کہ آسمان تجھ پر در نثار ہوگا یعنی خالق آسمان سے

رحمت کا نزول ہوگا وعدۃ والذین جاہدوا الخ کی طرف اشارہ ہے۔

شعر ۱۰۳
برکہ تن را نہ کرد خوار امروز
ہمچو فرعون خوار خواہد بود
جو شخص کہ اپنے اعضاء کو احکام الہیہ کے آج تاب نہ
کرے گا وہ مثل فرعون کے دنیا اور آخرت میں ذلیل ہوگا

ترجمہ و تشریح

شعر ۱۰۴

دیدہ خون گشت و خون نمی خسید

ایں دلم از جنوں می خسید

انکہہ از انتظار خون ہوگئی یعنی خونریز ہوگئی ہے

بس خون ٹپک پڑا نگہ انتظار سے۔ یہ میرا دل

کیف و سرور دیوانگی سے سوتا ہے۔ یعنی قرب و حضور مع الحق کے بغیر
مجھے نہیں نیند آتی ہے

ترجمہ و تشریح

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے

تیرے کرم نے گود میں لے کر سلا دیا (اختر)

ہر کہ در ذوق عشق دنگ آمد

سخت فارغ ز نام و ننگ آمد

شعر ۱۰۵

جو شخص کہ ذوق عاشقی سے دیوانہ و حیران ہوا۔ یعنی

خیال محبوب میں غرق ہوا وہ نام اور ننگ و ناموس

ترجمہ و تشریح

کی فکر و کاوش سے آزاد ہوا ہے

پھر دل طواف کوئے ملامت کو جلتے ہے

پندار کا صنم کدہ ویراں کئے ہوئے

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ محبت وہ نعمت ہے جو جب جاہ کو فنا کر دیتی ہے۔
جبکہ ہزاروں مجاہدات سے بھی یہ بیماری بہ مشکل جاتی ہے اسی لئے مولانا رومیؒ

نے محبت و عشق حقیقی کو افلاطون اور جالینوس کا لقب دیا ہے اور اس کو نخوت
و ناموس کی بہترین دوا بتایا ہے۔

اے تو افلاطون و جالینوس ما اے دوائے نخوت و ناموس ما
اور محبت حقیقی حق تعالیٰ کی محبت کا نام ہے برعکس محبت مجازی جو رنگ
و روپ سے تعلق رکھتی ہے وہ زوال رنگ سے فنا ہو جاتی ہے اور مجاز کے
لغوی معنی خلاف حقیقت ہے۔ احقر کا شعر ہے۔

اس کے عارض کو لغت میں دیکھو کہیں مطلب نہ عارضی نکلے
حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ
حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے تین عمل نہایت مفید ہیں۔

(۱) حق تعالیٰ کے احسانات کو ہر روز تھوڑی دیر سوچنا۔

(۲) کسی اللہ والے سے مشورہ کر کے دس پندرہ منٹ ذکر الہی میں مشغول
رہنا۔ احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ ہر روز حق تعالیٰ اپنی رحمت سے
ہم کو دن و رات میں ۲۴ گھنٹے کی زندگی عطا فرماتے ہیں اور ۲ گھنٹے
کے ۲۴ منٹ بنتے ہیں تو ۲۴ منٹ سے صرف ۲ منٹ بھی زندگی
بخشنے والے کی یاد میں مشغول ہونا زندگی کو زندگی عطا کرتا ہے اور
ہر روز ۲۴ منٹ زندگی بخشنے والے کی یاد میں ۲ منٹ بھی نہ
دینا کس درجہ ناشکری ہوگی۔ اور زندگی بدون ذکر و فکر کے
زندگی سے محروم ہوتی ہے یعنی صورتہ زندگی اور حقیقتہً مردگی ہوتی
ہے ایک بزرگ کا قول ہے۔

ترا ذکر ہے مری زندگی ترا بھولنا مری موت ہے

احقر کو اپنا شعر یاد آیا ہے

مرے دوستوں سنو غور سے یہ صدائے اختر بے لوزا

نہ ہو ذکر حق نہ ہو فکر حق تو یہ جینا جینا حرام ہے

(۳) تیسرا نسخہ جو اوپر کے دونوں تدبیروں کی روح ہے وہ یہ ہے کہ کبھی کبھی خدائے پاک کے عاشقوں کی صحبت میں حاضری دینا۔

۵ گر تو سنگ خارہ و مرمر بوی

چوں بصا جہل رسی گو ہر شوی (روحی)

ترجمہ :- اگر تو پتھر جیسا سخت دل ہے لیکن اگر کسی اللہ والے (اہل دل) کی صحبت میں بیٹھتا رہے گا تو موتی ہووے گا۔ لیکن لعل ایک دن میں لعل نہیں بنتا ایک طویل مدت تک آفتاب کی شعاع حکم الہی اور ارادہ الہی سے اس پتھر کے ذرات پر اثر انداز ہوتی ہے پھر وہ لعل بن جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کے دل کا آفتاب (ہدایت) اپنے مصاحبین اور رفقاء مخلصین کے دلوں پر آہستہ آہستہ اثر انداز ہوتا رہتا ہے اور حق تعالیٰ کی مشیت و فضل سے وہ لعل بن جاتے ہیں۔

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کروے

یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

ایک مثال عرض ہے کہ ایک تالاب مچھلیوں سے خالی ہووے اگر مچھلی بھرے تالاب سے متصل ہو جاوے تو وہ مچھلیاں اس کے اندر بھی آجاتی ہیں اسی طرح خالی خولی دل جب کسی اللہ والے کے دل سے مل جاتا ہے تو اس کا درد محبت اور نور یقین اس کے دل میں بھی اتر جاتا ہے۔

ساری دنیا تری جو کھٹ پہ چلی سر رکھنے

ٹائے کیا بات مرے سجدہ غماز میں ہے (احسن)

عشق لا محدود جب تک رہنما ہوتا نہیں
زندگی سے زندگی کا حق ادا ہوتا نہیں
عشق حق ہی عاشقان حق کو غیر حق سے پاک کرتا ہے
نکھڑا آ رہا ہے رنگ گلشن خس و خاشاک جلتے جا رہے ہیں

بیان استغنائے مقام عشق

شعر ۱۶ شیشہ عشق را فراغت باست

گر برو صد ہزار سنگ آید

اللہ والوں کے نور قلب کو حاسدین اپنے اعتراض کی ہوا
ترجمہ و تشریح سے بجھانا چاہتے ہیں مگر ہزاروں پتھروں کی بوچھاڑ
کے باوجود ان کے شیشہ قلب کو حفاظت خداوندی حاصل ہے۔
اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد
ترجمہ :- اگر کائنات تمام تر آندھی سے بھر جاوے پھر بھی مقبولان حق کا چراغ
نہیں بجھ سکتا ہے

داغ دل چمکے گا بن کر آفتاب

لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی (مجدوب)

اللہ والوں کے دلوں میں درد محبت کا جو ذرہ ہوتا ہے وہ آفتاب
اور ماہتاب سے زیادہ روشن ہوتا ہے کیونکہ ہزاروں مجاہدات سے یہ
ذرہ درد عطا ہوتا ہے۔ ہزاروں آرزوں اور تمناؤں کے خون کے
شفق سے آسمان دل پر حق تعالیٰ شانہ کے قرب کا آفتاب طلوع ہوتا
ہے۔ اسے حاسدین اور متکبرین بجھا نہیں سکتے۔ احقر کا شعر ہے

۵ ایک قطرہ اگر ہوتا تو وہ چھپ بھی جاتا
 کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا
 جو چپ رگی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا
 ۵ صد ہزاراں چو آسمان وزمین
 پیش جو لان عشق تنگ آمد

شعر ۱۰۶

حق تعالیٰ کی محبت کے درد کی وسعت کے سامنے
 لاکھوں آسمان وزمین کی وسعت تنگ معلوم ہوتی ہے

ترجمہ و تشریح

۵ عجب کیا اگر ہمیں عالم بایں وسعت بھی زنداں تھا
 میں وحشی بھی تو وہ ہوں لامکاں جس کا بیاباں تھا
 عاشقان حق کی فریاد اور آہ عرش تک جاتی ہے اور ہر وقت انکی ارواح
 کا رابطہ ذات حق سے قائم رہتا ہے۔ اس وجہ سے اس ذات پاک غیر محدود
 اور غیر متناہی کے جمال و تجلی کے سامنے تمام کائنات محدود انکی نگاہوں
 سے کالعدم ہو جاتی ہے۔

جب مہر نمایاں ہو اسب چھپ گئے تارے

وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے (مجذوبت)

اللہ والوں کے اس ربط پیہم کو احقر نے اس شعر میں عرض کیا ہے۔

میرا پیام کہدیا جا کے مکاں سے لامکاں

اے میری آہ بے نوا تو نے کمال کر دیا

اپنا ایک شعر اور یاد آیا

مبارک تجھے اے مری آہ مضطر

کہ منزل کو نزدیک تر لا رہی ہے

در بیان عشق مرشد

شعر ۱۰۸

شمس تبریز ہر کہ بے تو بزیست
عذرا و پیش خلق لنگ آمد

اے شمس تبریز! آپ کی صحبت اور محبت کے بغیر جو
زندگی گزارتا ہے وہ کتنا ہی عذر پیش کرے عظیم انفرستی
کا مگر مخلوق میں آپ کی ایسی مقبولیت ہے کہ مخلوق ہر عذر کو عذر نامعتبر
قرار دے دیگی اس شعر میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ان جذبات
محبت کا اظہار کیا ہے جو ان کو اپنے مرشد حضرت شمس تبریز سے والہانہ تھا۔

شمس و قمر کی روشنی دہریں ہے ہوا کرے

مجھ کو تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہ دو شعر اس وقت یاد آ رہے

ہیں نعت کے عجیب والہانہ مضامین سے پُر ہیں اور بہت مشہور ہیں

لَنَا شَمْسٌ وَالْآفَاقِ شَمْسٌ وَشَمْسِي خَيْرٌ مِنْ شَمْسِ السَّمَاءِ

فَإِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدَ فَجْرِ وَشَمْسِي طَالِعٌ بَعْدَ الْعِشَاءِ

ترجمہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم علیہ السلام کی محبت والہانہ کو اس طرح

بیان فرماتی ہیں کہ ہمارا ایک سورج ہے اور کائنات کا بھی ایک سورج ہے اور

میرا سورج (حضور اکرم علیہ السلام) آسمان کے سورج سے افضل و بہتر ہے۔

پس تحقیق کہ آسمان کا سورج تو طلوع ہوتا ہے فجر کے بعد اور میرا سورج بعد

نماز عشا طلوع ہوتا ہے ازواج مطہرات کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

تشریف آوری اور جلوہ فرمائی کا تذکرہ اس طرح فرمایا۔

مشائخ کا قول ہے کہ جس شخص کو حق تعالیٰ اپنا بنانا چاہتے ہیں اس کے قلب میں اپنے کسی مقبول ولی بندہ کی محبت ڈال دیتے ہیں پھر وہ اس متبع سنت بندہ کی صحبت و خدمت و اتباع سے متبع سنت ہو کر خدا کا ولی بن جاتا ہے ۷

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ ملنے والوں سے راہ پیدا کر
ایک حدیث شریف میں اللہ والوں کی محبت کو خدائے پاک سے مانگنا
سکھایا گیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اے خدا میں تجھ سے تیری محبت مانگتا
ہوں اور ان کی محبت بھی مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت رکھنے والے ہیں۔
عبارت عربی حدیث پاک کی یہ ہے **اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ**
اللہ والوں ہی کی صحبت سے خدائے پاک کی محبت اور دعا کا طریقہ معلوم
ہوتا ہے ۷

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتا دو قاعدہ

اے امیراں قفس میں نو گرفتاروں میں ہوں
شعر ۱۹۷ پر وبال از جمال حق رویند قفس دمرغ بیضہ پراں شد
ترجمہ و تشریح اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی ترقیات باطنی اور
پرواز روحانی حق تعالیٰ کے مشابہہ جمال اور جلالت
ذکر سے ہوتی ہے جس کو پر وبال سے تشبیہ دی ہے اور یہی وہ لذت قرب
ہے جو ان کو تمام کائنات سے بے نیاز رکھتی ہے ۷

جہاں میں رہتے ہوئے ہیں جہاں سے بیگانے

بلاکشان محبت کو کوئی کیتا جانے

حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے جذب کا جو فیضان اولیائے حق کی ارواح پر

ہوتا رہتا ہے مولانا اس کی قوت پر داز کو بیان فرماتے ہیں کہ یہ اسیران محبت
جوشش عشق سے مع قفس کے اڑتے ہیں یعنی مرغ روح کے لئے تن کا قفس
مانع نہیں ہوتا مراد یہ ہے کہ عناصر کے تقاضائے شہوانیہ مغلوب کا عدم ہو کہ
اولیاء کے ابدان بھی ان کی ارواح طیبہ کے ساتھ مصروف اطاعت حق اولہ
تا بعد از فرمان حق رہتے ہیں۔

رنج تھا اسیروں کو بال و پر کے جانے سے

اڑ چلے قفس لیکر بوئے گل کے آنے سے

شمس تبریز نردبانے ساخت

شعر ۱۱

نام گردوں بر آگہ آسان شد

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ میرے مرشد شمس تبریز نے

سیرِ صحرای بنادی ہے اب آسمان پر سفر آسان ہے مراد یہ

ہے کہ حق تعالیٰ کا راستہ پیر کے ذریعہ یا سانی طے ہو جاتا ہے جیسا مولانا
نے مشنوی میں بھی اس کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ

پیر باشد نردبانے آسمان تیر پراں از کہ باشد از کماں

ترجمہ :- پیر آسمان تک یعنی خالق افلاک تک رسائی کی سیرِ صحرای ہے

اور تیر کس سے اڑتا ہے کمان سے پس طالب و مرید کے لئے مرشد

(متبع سنت) سیرِ صحرای بھی ہے اور کمان بھی ہے۔

بابا فرید فرماتے ہیں :-

گر ہوائے این سفر داری دامن رہبر بگیر و پس بیا

اے دل اگر خدا کا راستہ طے کرنا چاہتا ہے تو مرشد کا دامن پکڑ لے اور پیچھے

پیچھے چلا آ۔

ایک بزرگ کا اردو شعر ہے

تہا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں

میں چل رہا ہوں آپ مرے ساتھ آئے

مگر مرشد کامل وہی ہے جو جامع شریعت و طریقت ہو یعنی شریعت کا

پابند ہو۔ ورنہ خلافت شریعت چلنے والا خواہ ہو اپر بھی اڑ کر شعبدہ

دکھائے وہ گمراہ ہے۔

گمراہ ہو اپر اڑتا ہو وہ رات دن ترک سنت جو کرے شیطان گن

خواری غافلان و اعزاز عاشقان

شعر ۱۱۱ عارفاں جانب نعیم روند غافلاں خواری بے خبر میرند

عارفین حق جنت کی طرف منزل طے کر رہے ہیں اور
ترجمہ و تشریح خدا سے غافل لوگ خدا سے بے خبری کے سبب ذلت

کی موت مر رہے ہیں۔

شعر ۱۱۲ وانکہ اینجا علف پرست برند

گاؤ بوندند و پچو خرمی برند

اور وہ لوگ جو یہاں یعنی دنیا میں خدا کے خوف سے
ترجمہ و تشریح بے پروا اور آخرت سے غافل ہو کر مثل جانور دنیا کے

گھاس و بھوسے پر فدا ہیں ان کی زندگی گائے بیل کے مانند اور موت

گدھے کے مانند ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں کفار کو فرمایا ہے

کہ یہ مثل جانور ہیں بلکہ جانوروں سے زیادہ اَضَلّ ہیں۔



بادہ فراواں و خم و جام مے

بوسہ بے اندازہ و لب نا پدید

بادہ کثیر اور خم اور جام مے ہے اور بوسہ بے انداز

اور بے شمار ہے اور لب پرودہ غیب میں پوشیدہ ہے

ترجمہ و تشریح

مراد یہ کہ پیہم عنایات حق مخلوق پر ہو رہے ہیں اور حق تعالیٰ اپنی محبت و

جذب پنہاں کے انعامات بصورت توفیقات اعمال صالحہ اپنے اولیاء کو

عطا فرما رہے اور اعمال صالحہ میں حلاوت و لذت عطا فرما کر عبادت کو

اس درجہ پر کیف و سرور بنا رہے ہیں کہ ان کے اولیاء کو سے

بادہ درجہ شش گدائے جوش ماست

بے ساختہ کہنا پڑا۔ یعنی عاشقان حق کو عبادت سے وہ ٹھنڈک آنکھوں

کو عطا ہوئی اور وہ سرور روح کو عطا ہوا کہ وہ فانی مستی بادہ کو اپنی

سرمدی مستی کا غلام و گدا سمجھنے لگے۔

گدائے میکرہ ام لیک وقت مستی بین

کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

حق تعالیٰ کے کرم پنہاں اور جذب پنہاں پر اشعار ذیل سے لطف لیجئے۔

شعاع مہر خود بے تاب ہے جذب محبت سے

حقیقت ورنہ سب معلوم ہے پرواز شبنم کی

ہمہ تن ہستی خوا بیدہ مری جاگ اٹھی

ہر بن موسے مرے اس نے پکارا مجھ کو

میں سمجھتا تھا مجھے ان کی طلب ہے اصغر

کیا خبر تھی وہی لے لیں گے میرا یا مجھ کو

ہماری آہ میں پنہاں انھیں کا جذب پنہاں ہے

شعر ۱۱۴ ہر کہ ز عشاق گریزاں شود عاقبت الامر پریشاں شود

ترجمہ و تشریح | جو شخص کہ عاشقان حق سے بھاگتا ہے بالآخر اسے پریشانی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ مراد یہ اہل اللہ کی

صحبت سے فرار مضر ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

شعر ۱۱۵ دل کہ سوئے عشق کشد عاقبت

در حرم عصمت سلطان شود

ترجمہ و تشریح | جو دل اللہ تعالیٰ کی محبت عاشقان خدا کی صحبت اور

خدمت سے حاصل کرتا ہے انجام کار وہ حق تعالیٰ کا

محبوب ہو جاتا ہے اور خصوصی حفاظت حق تعالیٰ کی اس کے ساتھ شامل حال ہو جاتی ہے۔

”ترغیب صحبت اہل دل“

شعر ۱۱۶ رو بہ دل اہل دلے جائے گیر قطرہ یم کو مر جان شود

ترجمہ و تشریح | جاؤ کسی اہل دل کی صحبت میں خلوص دل سے کچھ

مدت رہو کیونکہ ان کی صحبت کیمیا تاثر سے جس طرح

پانی کا قطرہ صدف کے اندر موتی بن جاتا ہے تم بھی موتی بن جاؤ گے

اور جس طرح وہ پانی کا قطرہ صدف کے باہر موتی نہیں بن سکتا اسی

طرح تم بھی صحبت اہل اللہ کے بغیر انسان کا اہل نہیں بن سکتے۔



”جذبِ پنہانی ربّانی“

شعر ۱۱
 بیاد لہا و جانہا را شہنشاہ بازمی خواند
 بیا کہ گلہ را چو پاں بسوئے دشت می راند
 اے مخاطب آگہ دلوں اور جانوں کو شہنشاہِ حقیقی
 پھر اپنی محبت سے جذب فرما رہے ہیں یعنی اپنی طرف
 کھینچ رہے ہیں ۷

نہ میں دیوانہ ہوں اصغر نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
 کوئی کھینچے لئے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو
 اے مخاطب آگہ چوہیاں (چرواہا) جانوروں کے ریوڑ کو سیر کرانے اور کھلانے
 پلانے کے لئے جنگل کی طرف ٹانک رہا ہے یعنی ہماری ارواح کو حق تعالیٰ
 ذکر و فکر کی توفیق دے کر کبھی مساجد اور اہل اللہ کی مجالس کی طرف
 کھینچ رہے ہیں اور کبھی دامنِ کوہ و بیاباں اور صحرا نوردی کی طرف
 نعرہٴ عشق و دیوانگی اور گریہٴ محبت کے لئے کھینچ رہے ہیں ۷
 خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر

تو اپنا بور یہ بھی پھر ہمیں تختِ سلیمان تھا (مجدوب)

احقر کے ۱۳ اشعار ملاحظہ ہوں

گرچہ میں دور ہو گیا لذتِ کائنات سے لذتِ گناہ سے

تعلق مع اللہ حاصل کائنات کو دل میں لئے ہوئے ہوں میں

لذتِ دو جہاں ملی اس کے کلام سے مجھے تلاوتِ قرآنِ پاک

یعنی بحالتِ ذکر اس کے قرین بیٹھ کر راحتِ دو جہاں ملی

دل کی گہرائی سے اُن کا نام جب لیتا ہوں میں

چومتی ہے میرے قدموں کو بہار کائنات

ان اشعار میں احقر نے اللہ والوں کی روحانی لذت کو بیان کیا ہے جو ان کو حق تعالیٰ کے ذکر و فکر۔ تلاوت سے محسوس ہوتی ہے حق تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو بھی عطا فرمائیں۔ آمین

کوئی کہے کہ ہم تو اللہ والوں کو بنگلوں اور کاروں میں نہیں دیکھتے اور نافرمانوں کو خوب عیش میں دیکھتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ نافرمانوں کو ظاہری عیش ہے ان کے دل میں سکون نہیں ہوتا جیسے کسی کافر کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھائی جاوے اور تمقے اور جھاڑو فالوس سے مزین کیا جاوے اور اندر خدا کا قہر ہو رہا ہے۔

اور اللہ والوں کے پاس اگرچہ ظاہری عیش نہ ہو لیکن ان کے دلوں میں چین اور آرام اور اطمینان کی وہ دولت ہوتی ہے جو دنیا دار سلاطین کو خواب میں بھی میسر نہیں ہوتی۔ سکون اور عیش دراصل دل کا ہوتا ہے۔ جب دل میں غم ہے تو سارا جہاں اس کے لئے غم ہے۔ دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار

دل بیاباں ہو گیا عالم بیاباں ہو گیا

مگر مخلوق صرف ظاہر کو دیکھ سکتی ہے دل کے اندر کیا ہے اسے کچھ نہیں معلوم۔ اسی سبب سے اللہ والوں کو مخلوق حقیر دیکھتی ہے مگر اللہ والوں کی شان کو احقر کے اس شعر میں ملاحظہ کیجئے

قطرہ کا بھی محتاج سمجھتی ہے انھیں خلق

دل میں ہیں مگر عیش کا دریا لئے ہوئے (اختر)

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا ہے (اختر)

در بیان احوال خاصان خدا

شعر ۱۱۸
منم مست و مرا اصل از مئے عشق
بگو از من بجز مستی چه آید
میں مست ہوں اور میرا وجود ہی مئے عشق حقیقی سے
ترجمہ و تشریح ہے

عشق خود در جان ما کا ریدہ اند ناف ما بر مہر خود بر ریدہ اند
مثنوی میں مولانا فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنا عشق ہماری جان
میں رکھ کر ہم کو دنیا میں بھیجا ہے اور ہمارا وجود ہم کو اپنی محبت کے
شرط پر بخشنا ہے پس معترض سے کہہ دو کہ جب اصل خمیر ہی میں ہمارے
عشق کی چنگاری رکھی ہوئی ہے تو ہم مولائے حقیقی کے عشق سے بخوف
ملامت و اعتراض کس طرح دستبردار ہو سکتے ہیں۔

انتباہ :- جہاں جہاں اشعار میں عشق کا لفظ اہل اللہ استعمال کرتے
ہیں وہاں مراد حق تعالیٰ کا عشق ہے۔ کیونکہ عورتوں اور حسین لڑکوں
سے عشق تو درحقیقت فسق اور دونوں جہاں میں عذاب و رسوائی ہے
مجازی حسینوں کے عاشقوں کو ایک پل کو چین حاصل نہیں۔ انکی دوزخ
دنیا ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ ہر وقت دل جلتا رہتا ہے اور حسن
فانی کے زوال کے بعد ندامت کے سوا کچھ حاصل نہیں۔
حکایت :- ایک آدمی ایک لڑکے پر عاشق ہو جا جب اس کے

داڑھی مونچھ نکل آئی تو دیکھ کر منہ پھیر لیتا ہے اور یہ شعر پڑھتا ہے
 گیا حسن خوبان دلخواہ کا
 ہمیشہ رہے نام اللہ کا

حضرت رومی فرماتے ہیں کہ
 کوہ کے از حسن شد مولائے خلق
 بعد پیری شد خرف رسوائے خلق

ترجمہ :- جو حسین لڑکا مخلوق میں سردار بنا پھرتا ہے بوڑھا ہوتا ہے تو
 وہی مخلوق میں رسوا پھرتا ہے

چوں بہ بدنامی برآید ریش او ننگ آید دیو از تفتیش او
 جب بدنامی کے ساتھ اسی حسین لڑکے کے چہرہ پر داڑھی آجاتی ہے
 تو شیطان بھی اس کی مزاج پر سی سے شرم کرتا ہے۔

حسن مجازی اور عشق مجازی کے عذاب اور فتنے سے نجات کے لئے
 حق تعالیٰ نے آنکھوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے یعنی بد نگاہی سے سخت
 احتیاط کرے اور اس کے لئے لوگ وظیفہ پوچھتے ہیں مگر وظیفوں سے
 یہ عادت نہیں جاتی یہ بری عادت تو دعا و ہمت اور ارادہ سے جاتی
 ہے۔ جب تک ہمت اور ارادہ ترک گناہ کا نہ کرے گا زندگی بھر

پریشان رہے گا اور آخرت کا عذاب الگ بھگتنا پڑے گا بس ارادہ
 کرے کہ اگر جان بھی جائے گی پھر بھی نہ دیکھوں گا انشاء اللہ تعالیٰ اس
 مرض سے نجات حاصل ہوگی اور ہر بد نگاہی پر کم از کم ۴ رکعات
 نوافل جرمانہ بھی اپنے نفس پر کرے اور گڑ گڑا کر استغفار بھی کرے۔

پس حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی فرماتے ہیں کہ جب شیطان
 دیکھے گا کہ یہ ہر گناہ کو استغفار سے معاف کرا لیتا ہے اور نوافل کا ثواب
 الگ جمع کر لیتا ہے تو وہ بھی اپنی تجارت میں ایسا زبردست خسارہ

دیکھ کر مایوس ہو کر تمہارا بیچھا چھوڑ کر دوسرا شکار تلاش کرے گا۔
واقعی اللہ والوں کی نظر کس قدر وسیع ہوتی ہے وہ نفس و
شیطان کی چالوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ بدنگاہی کے علاج پر یہ
دو شعر احقر کے ہیں۔

نہیں علاج کوئی ذوقِ حسنِ مینی کا مگر یہی کہ بچا آنکھ بیٹھ گوشہ میں
اگر ضرور نکلنا ہو تجھ کو سوئے چین تو اہتمامِ حفاظتِ نظر ہو گوشہ میں
کتنی ہی حسین صورت سامنے آجائے دل مضبوط کر کے آسمان کی طرف
دیکھو کہ اوپر بھی کوئی دیکھ رہا ہے اور وہ ان آنکھوں کا مالک ہے اور
حق تعالیٰ کے حکم کے سامنے اپنی گردن جھکا دو۔ نگاہ نیچی کر لو اسی
وقت نقدِ انعام ملے گا اور وہ انعام ایمان کی جلالت ہے (جیسا کہ
حدیث شریف میں مذکور ہے) یہی وہ جہاد ہے کہ کفار سے جہاد کرنے
بھی بڑا جہاد ہے نفس کے مقابلے کو جہاد اکبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے۔ ہر وقت یہ شہادتِ مومن کو عطا ہوتی رہتی ہے یعنی امر الہی
کے خنجر کے سامنے اپنے خواہشاتِ نفسانیہ کی گردن کو خوشی خوشی پیش
کرتے ہیں اور اسی مجاہدہ سے حق تعالیٰ کا عظیم قرب عطا ہوتا ہے جب
بندہ بزبانِ حال کہتا ہے۔

بہت گو دلوے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں

(مجدد ب)

تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

اس مجاہدہ اور گناہ کے ترک کی تکلیف برداشت کرنا اور اس خون آرزو

پر احقر کے ۱۵ اشعار ملاحظہ ہوں۔

اس خنجرِ تسلیم سے یہ جان حزین بھی ہر لحظہ شہادت کا مزہ لوٹ رہی ہے

انہیں ہر لحظہ جانِ نو عطا ہوتی ہے دنیا میں
جو پیش خنجر تسلیم گردن ڈال دیتے ہیں
گریوں ہی پیتا رہے گا آرزوں کا لہو

ایک دن پا جائے گا قسمت سے جان آرزو
گذرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت ہے

مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

یعنی مجاہدات کے غم سے ایسا قرب عطا ہوتا ہے اللہ والوں کو کہ یہ
آسمان کے حجابات ان کے لئے حجابات نہیں ہوتے

میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا حال اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو
لکھا تھا کہ میں دنیا میں جب چلتا پھرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ جیسے میں آخرت کی زمین پر چلتا پھرتا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب قیامت کے دن
دوزخ اور جنت اور تمام مغیبات دیکھوں گا تو میرا ایمان کچھ زیادہ
نہ ہوگا اتنا ایمان تو مجھے فیضانِ بارگاہ رسالت کے صدقے دنیا ہی
میں حاصل ہے۔

احقر کو اپنا ایک شعر عشق مجازی کے متعلق اور یاد آیا۔

ہر عشق مجازی کا آغاز بُرا دیکھا

انجام کا یا اللہ کیا حال ہوا ہوگا

شعر ۱۱۹ اگر عالم ہمہ پر خار باشد دل عاشق گل و گلزار باشد

اگر تمام دنیا کانٹوں سے بھر جاوے لیکن حق تعالیٰ

شانہ کے عاشق کا دل ہمیشہ گل و گلزار اور پر بہار

ترجمہ و تشریح

ہوگا۔ کیونکہ دنیاے فانی کی ہر بہار فانی ہے اور حقّی قیوم کی ذات باقی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے تعلق و محبت کی بہار بھی بہار بے خزاں اور باقی ہے۔

اسی بہانے نیست کو رادے رسد • عاشقان حق کے قلب میں بہار ہے وہ ایسی بہار نہیں جسے خزاں زائل کر سکے یا نقصان پہنچا سکے۔ اللہ والوں کو اگر کبھی کوئی تکلیف پہنچی ہے تو وہ اس میں بھی حق تعالیٰ کی رحمت و حکمت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور پرسکون اور خنجر تسلیم کے سامنے سر تسلیم خم رہتے ہیں۔

حکایت :- ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ کیا حال ہے اور کیسا مزاج ہے فرمایا اس بندہ کا مزاج کیا پوچھتے ہو۔ جس کی مرضی کے مطابق کائنات میں تمام کام ہوتا ہے۔

مخاطب نہایت متوحش ہوا کہ یہ کیسا جملہ ہے جب تشریح کی درخواست کی تو فرمایا کہ بات یہ ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے وہ مرضی حقّی سے ہوتا ہے اور میں نے اپنی مرضی کو حق تعالیٰ کی مرضی میں فنا کر دیا ہے۔ پس میری مرضی اور ان کی مرضی ایک ہو چکی ہے۔ لہذا جو کچھ ہوتا ہے میں یہی سمجھتا ہوں کہ سب میری ہی مرضی کے مطابق ہو رہا ہے اور میں ہر حال میں خوش رہتا ہوں۔

ناخوش او خوش بُود بر جان من

دل فدائے یار من رنجان من (ردّی)

بہار من خزاں صورت گل من شکل خار آمد

چو از ایمائے یار آمد ہمیں گیرم بہار آمد (احسن)

جو ہوا اچھا ہوا بہتر ہوا وہ جو حسب مرضی دلبر ہوا (مجدد)

عجیب منظر اضا داد میں تیرے عاشق
خوشی میں روتے ہیں اور غم میں مسکراتے ہیں

(اختر)

اگر بے کار گرد و چرخ گرداں
جہاں عاشقاں بر کار باشد

شعر ۱۲

ترجمہ و تشریح | اگر آسمان گردش کرنے والا اپنے کام سے کسی وقت بے کار
ہو جاوے اور جس کے سبب تمام نظام ارضی و فلکی

درہم و برہم ہو جاوے پھر بھی خدا کے عاشقوں کی کائنات سرگرم کار
رہے گی یعنی عشاق حق ہر حالت میں با خدا رہتے ہیں اور ہنگامہ عشق حقیقی
کا کبھی ٹھنڈا نہیں ہوتا ہے

یہاں تو ایک پیغام جنوں پہنچا ہے مستوں کو

انہیں سے پوچھئے دنیا کو جو دنیا سمجھتے ہیں

زیں سبب ہنگامہ ہاشد کا لہر | باشد ایں ہنگامہ ہر دم گرم تر (روحی)
ترجمہ :- دنیا کے تمام ہنگامے ایک دن ٹھنڈے ہو جاتے ہیں مثلاً جوانی کا
ہنگامہ بڑھاپے میں، بہار چمن کا موسم خزاں میں۔ بدر کامل کا شب تاریک
میں۔ آفتاب کا اُفق غروب میں۔ گل تر کا افسردگی میں۔ صحت کا بیماری
حیات کا موت میں۔ اور موت تو ہمیشہ کے لئے ہے

ہنگامہ حیات کو خاموش کر گئی

مگر اللہ والوں کی روحانی بہار کا ہنگامہ ہمیشہ گرم تر رہتا ہے اور یہ کیوں؟
حضرت روحی جواب دیتے ہیں :-

عارفاں زانتند ہر دم آمنوں کہ گذر کردند از دریائے خوں

عارفین حق ہر وقت امن میں اور سکون میں اس سبب سے ہیں کہ وہ
مجاہدات کے دریائے خون کو عبور کر چکے ہیں اور حق تعالیٰ کے مقرب ہو چکے ہیں۔

جہاں رنگ و بو میں رنگ گونا گوں کا منظر تھا

مگر براہل رنگ و بو کا حال رنگ ابر تھا

نظام رنگ و بو سے ہو کے جو مافوق جیتا تھا

اسی مست خدا کا رنگ ہر دم رنگ خوشتر تھا (اختر)

رنگ تقویٰ رنگ طاعت رنگ دین

تا ابد باقی ہووے بر عابد میں (روحی)

ترجمہ :- تقویٰ اور طاعت اور دین کا رنگ قیامت تک عابدین کی

ارواح پر باقی رہنے والا ہے

رنگ شک رنگ کفران و نفاق

تا ابد باقی ہووے بر جان عاق (روحی)

ترجمہ :- شک اور کفر اور نفاق کی سیاہی قیامت تک نافرمانوں کی

ارواح پر باقی رہنے والی ہے۔ مراد یہ کہ جو بدون توبہ اسی حالت میں

مرگے۔ ورنہ تابین کو تو حق تعالیٰ پاک و صاف فرمادیتے ہیں۔

شعر ۱۲۱ ہمہ غمگین شوند و جان عاشق لطیف و خرم و عیار باشد

لفت - عیار - بہت حرکت کرنے والا (یعنی خوشی میں خوب

توجہ و تشریح) کام کرنے والا) اغیاث کائنات میں ہر شخص پر لیٹان

ہے مگر اللہ والوں کے دل سکون اور چین میں ہیں۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی فرماتے ہیں کہ خدائے پاک سے

تعلق کر کے تو دیکھو پھر دیکھنا کہ پریشانی کہاں رہتی ہے۔

جسم زندہ ہے روح سے مگر روح زندہ ہوتی ہے حق تعالیٰ کے تعلق سے
 پس ذات حق ہماری جانوں کی بھی جان ہیں۔ اے حضرت شیخ پھولپوری
 رحمۃ اللہ علیہ کبھی بڑے درد سے حق تعالیٰ شانہ کو اس طرح خطاب فرمایا
 کرتے۔ اے آرام جاں بیقراراں ! یعنی حق تعالیٰ شانہ کی ذات
 بے قراروں کے دلوں نے آرام ہیں۔

ذکر حق آمد غذا میں روح را

مرہم آمد میں دل مجروح را (خاتم منوی)

حق تعالیٰ کا ذکر اس روح کی غذا ہے اور مجروح دل کا مرہم ہے چند دن
 حق تعالیٰ کے راستے میں گناہوں کے چھوڑنے سے تکلیف ہوتی ہے اور
 پھر تمام زندگی راحت ہی راحت میسر ہوتی ہے۔

پہنچنے میں ہوگی مشقت تو بے حد

تو راحت بھی کیا انتہائی نہ ہوگی (مجدد ج)

نفس کے تمام بُرے خواہشات کا ڈٹ کر مقابلہ کرے اور کسی اللہ والے
 سے مشورہ کرتا رہے اور دعائیں کراتا رہے یقیناً حق تعالیٰ اپنی رحمت سے
 ایک دن آپ کو اپنے قرب اور دردمجرت سے مالا مال فرما دیں گے۔

آرزو میں خون ہوں یا حسرتیں یا مال ہوں

اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

(حضرت ڈاکٹر عبدالرحیٰب عارفی دامت برکاتہم)

احقر کے اشعار ذیل ملاحظہ ہوں

جہاں رنگ و بو میں ہر طرف بس آب و گل پایا

مگر عاشق کے آب و گل میں ہم نے دردِ دل پایا

ہمارے خون حسرت پر فلک رویا زمین روئی
مگر اے دل مبارک ہو کہ تو نے دردِ دل پایا
ہے اسی لسنے سے اٹھتی ہے بہارِ موج گلشن میں
رضائے دوست کی خاطر جو خاک و خون میں بلتا ہے

مزہ ملا جو مجھے دل کی بیابانی کا
نری نگاہِ کرم چاہیے مرے دل کو
حسرتیں وجہ شکستِ دل ہوئیں
حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں

رمانہ شوقِ گلستاں کی یاغبانی کا
یہی بہار ہے اختر کی زندگانی کا
اور دل خود فاتحِ منزل ہوا
(اختر)

کسی کو رات دن سرگرم فریاد و فغاں پایا
کسی کو فکرِ گونا گوں میں ہر دم سرگراں پایا
کسی کو ہم نے آسودہ نہ زیرِ آسماں پایا
بس اک مجذوب کو اس غمگدہ میں شادماں پایا
غموں سے بچنا ہو تو آپ کا دیوانہ بن جائے

حکایت :- حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک منکرِ خدا نے کہا کہ میرے ایک
سوال کا جواب دیدیں تو میں اسلام قبول کر لوں۔ فرمایا دریافت کرو مگر میں
خدا سے معلوم کر کے بتاؤں گا۔

کہاں کہ اگر کوئی شخص اپنے مقابل پر مسلسل تیر کی بارش کر رہا ہو تو
اس سے بچنے کی کیا تدبیر ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے معلوم کیا ارشاد ہوا کہ اے
عیسیٰ! آپ جواب دیدیں کہ تیر چلانے والے کے پاس آکر کھرا ہو جاوے تو
پھر اس کے تیر دل سے محفوظ ہو جاوے گا۔ یہ جواب سنتے ہی وہ حیران ہو گیا

اور اس نے تصدیق کی بے شک آپ سچے نبی ہیں۔

فائدہ:۔ ثنوی شریف میں یہ واقعہ مذکور ہے۔ اس سے یہ سبق ملا کہ جب مصائب کے تیر خدا کی طرف سے آتے ہیں تو مصائب سے محفوظ رہنے کی صورت یہی ہے کہ خدائے پاک سے قریب ہو جاؤ اور ان سے تعلق پیدا کرو۔

بلائیں تیر اور فلک کمان ہے چلانے والا شہنشاہ ہے

اسی کے زیر قدم اماں ہے بس اور کوئی مفر نہیں (مجدد ج)

اور اللہ تعالیٰ کا تعلق صحبت بزرگان دین سے نصیب ہوتا ہے۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا (اکبر الہ آبادی)

”در بیان شان باطنی اہل اللہ“

شعر ۱۲۲۔ دگر تنہا ست عاشق نیست تنہا

کہ با معشوق تنہا یا رہا شد

کائنات میں ہر شخص تنہا ہے مگر عاشقان حق اپنے باطن میں تعلق مع اللہ کی دولت رکھتے ہیں اور وہ ہمہ وقت

با خدا ہوتے ہیں۔ صوفیہ اسی نعمت کو حضور دائم یا دوام حضور کہتے ہیں۔

تم سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے

باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے

ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربط خفی سے

معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے (مجدد ج)

اہل اللہ اگر مخلوق کے ساتھ بھی مشغول ہوتے ہیں تو اس وقت بھی

انھیں حق تعالیٰ کے ساتھ استحضار کی کیفیت حاصل رہتی ہے۔ صوفیہ کے نزدیک اس رنگ نسبت کا نام خلوت در انجمن ہے۔

کچھ اور یہی ہے اب مرے دن رات کا عالم
ہر وقت ہے اب ان سے مناجات کا عالم (مجدوب)
بہر حیات گزارا ہم نے: آپ کے نام کی لذت کا سہارا لیکر (آخر)
شعر ۱۲۳ سوار عشق شود در رہ میندیش

کہ اسپ عشق بس رہوار باشد
عشق کی سواری پر بیٹھ کر حق تعالیٰ کا راستہ طے کرو
ترجمہ تشریح | یعنی زہد خشک کے بجائے حق تعالیٰ سے والہانہ اور

عاشقانہ تعین پیدا کرو۔
زادوں پرست آپس کی باتے گی روح ان مردوں میں ڈالی جائیگی
مطلب یہ کہ زادوں کو حق تعالیٰ کے عاشقوں سے رابطہ قائم
کرنے کے طریق عشق سے منزل طے کرنی چاہئے کیونکہ عشق کا گھوڑا ہی یہ
راستہ طے کرنے والا ہوتا ہے

حضرت رومی نے مثنوی شریف میں اس مقام کی یوں تشریح
فرمائی ہے کہ

سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ سیر زاد ہر نبے یک روزہ راہ
ترجمہ :- اگر زاد خشک ہر ماہ میں ایک دن کا راستہ طے کرتا ہے تو
عاشقان حق ہر سانس میں عرش اعظم تک پہنچنے پر واز محبت و درد
عشق سیر کرتے رہتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت مولانا محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

حق تعالیٰ کی محبت کے لئے سالک کو چاہئے کہ اہل محبت کی (یعنی عاشقانِ حق کی) صحبت میں بیٹھا کرے۔ احقر کو اپنا ایک شعر یاد آیا

زاہد سے کیا سنوں میں محبت کی داستاں

الفاظ خشک میں ہے تہاں سہرِ غم کہاں

اس کامیابی کا راز یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا راستہ فنائیت کا ملہ اور عبدیت

کاملہ سے طے ہوتا ہے اور محبت ہی آدمی کے نخوت و خودی کو مٹا دیتی ہے

اور خودی کے مٹنے ہی سے خدا ملتا ہے۔ جس طرح چاند روشن ہوتا ہے

اس وقت جب زمین سورج کے سامنے سے ہٹ جائے کیونکہ سورج ہی

کی روشنی سے چاند روشن ہوتا ہے۔ یہ راستہ خودی کا نہیں، بخودی ٹا ہے

بے خودی میں یہ کبھی ممکن نہیں ہو خودی اہل خرد کی سر بلند (اختر)

شیخ کامل کا فیضان بھی اسی طالب پر مکمل ہوتا ہے جو اپنے نفس کو اور

رائے کو مٹا کر شیخ کی رائے پر چلتا ہے۔

جب تک فنائے رائے کی ہمت نہ پائیے

کیونکہ آپ اہل عشق کی محفل میں آئیے (مولانا محمد احمد صاحب)

اور عبادت کا لطف بھی اسی وقت ملتا ہے جب حق تعالیٰ سے محبت کاملہ ہو۔

تری ہر طاعتوں سے لطف جنت زندگی میں ہے

خلش حاصل جو تیرے غم کی میری بندگی میں ہے (اختر)

تیز رفتاری عشق

شعر ۱۲۴ بیک ساعت ترا منزل رساند اگرچہ راہ نامہوار باشد

توجہ و تشریح | ایک ساعت میں عشق عاشقوں کو منزل تک پہنچاتا ہے

اگرچہ راستہ کس قدر دشوار ہے یعنی خدا کی محبت ہی نفس کی خواہشات کو
کچلنا اور احکام الہی کو بجالانا آسان کر دیتی ہے۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ محبت
ہر تلخی کو شیریں بنا دیتی ہے۔

از محبت تلخہا شیریں شود

اور محبت ہی بہ کرشمہ ہے کہ جہاں میں مومن اپنا خون بہا کر جان بھی فدا کر
دیتا ہے۔

منڈلائے ہوئے جب ہر جانب طوفان ہی طوفاں ہوتے ہیں
دیوانے کچھ آگے بڑھتے ہیں اور دست و گریباں ہوتے ہیں
میدان بدر اور دامن کوہ اُحد کے خاک کے ذرات شہیدوں کے لہوسے
تاباں ہو کر بزبان حال اس مضمون کی تائید کرتے ہیں۔

آنا ہے جو بزم جاناں میں پنہاں خودی کو توڑ کے آ

اے ہوش و خرد کے دیوانے یاں ہوش خرد کا کام نہیں (اصغر)

لوٹ آئے جتنے فرزائے گئے تا بہ منزل صرف دیوانے گئے

مستند رستے وہی ملنے گئے جن سے ہو کے تیرے دیوانے گئے

اے کونست ہے کچھ عشاق سے آہ نکلی اور پہچانے گئے

اللہ تعالیٰ کی راہ میں محبت اور خوف کا معیار کیا ہے؟ خدائے پاک

کی محبت کا مقام زبان رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے

حدیث: **اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي**

وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے خدا کی محبت کو اس عنوان سے

مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ! اپنی محبت مجھے اتنی عطا فرما دیجئے جس سے

آپ کی ذات پاک میری جان سے بھی زیادہ محبوب و عزیز تر ہو جائے اور میرے اہل و عیال سے بھی زیادہ آپ مجھے محبوب ہوں اور اتے خدا ٹھنڈے پانی سے جو رغبت پیاسے کو ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ آپ کی مجھے رغبت ہو۔

یہ عجیب دعا ہے احقر عرض کرتا ہے کہ یہ دعا اگر ہم لوگ ہر ایک نیا کرے تو حق تعالیٰ کی محبت اسی بلند معیار سے ہم کو عطا ہو جاوے۔ حق تعالیٰ توفیق بخشیں۔ آمین

دوسری حدیث کا مضمون یہ ہے **اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ احَبَّ
الْاَشْيَاءِ اِلَيَّ**

اے اللہ میرے قلب میں کائنات کی تمام چیزوں سے زیادہ اپنی محبت عطا فرماوے۔

ایک حدیث میں یہ عنوان ہے کہ اے خدا آپ جب اہل دنیا کی آنکھیں ٹھنڈی کریں ان کی دنیاوی نعمتوں سے تو میری آنکھیں اپنی عبادت سے ٹھنڈی فرما۔

اسی طرح سے خیر و اسیباب کئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اور اس ماہمہ آپ کی اس دعا سے ملنا ہے کہ اے خدا اہل دنیا کی آنکھیں ٹھنڈی فرما دے جو تمام کائنات سے اشیاء سے زیادہ ہو ایک دعا میں یہ عنوان ہے کہ اے خدا اپنے بندوں سے مجھے اتنا حصہ عطا فرما دے جو مجھے آپ کی انسانی سے روکدے ہیں۔ اہل دنیا کے محبت اور خوف کی مقدار معلوم ہو۔ ہر حال میں کہیں نہ کہیں سے دنیاوی اعمال و عبادت پر عمل کی ضرورت اور ان کی دنیاوی نعمتوں سے اہل دنیا کی توفیق مشکل ہے۔

مجت دوزخ کے یہ مدارج اور ان کی یہ مقدار اہل محبت، و اہل حسدیت کی صحبت ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو (لیکن یہ ڈر کہاں سے حاصل ہوگا، کونو امع الصادقین کا ملین کی صحبت میں رہ پڑنا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب دامت برکاتہم نے لکھا ہے کہ صادقین سے مراد مسلمان و بزرگان دین ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی آیت مذکورہ کی یہی تفسیر معلوم ہوتی ہے۔

مَدْرَجَاتُ: بِرُكُلِ شَيْءٍ مَّعْدَنٌ وَمَعْدَنُ التَّقْوَىٰ قُلُوبُ الْعَارِفِينَ

ترجمہ :- درجے درجے معدن ہے اور تقویٰ کا معدن عارفین کے قلوب ہیں ہمارے حضرت شیخ پھولپوری فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز اپنے خزانے اور کانوں سے ملتی ہے سونا سونے کی کان سے چاندی چاندی کی کان سے کونکہ کونکہ کی کان سے۔ اسی طرح امرود، امرود والوں سے۔ مٹھائی، مٹھائی والوں سے۔ کپڑا، کپڑے والوں سے۔ پس اللہ بھی اللہ والوں سے ملتا ہے۔

ہمت مرد عاشق

عَلَفَ خَوَارِجِي نَهْ دَارِ دَرْدِ عَاشِقِ

شعر ۱۲

کہ جان عاشقانِ خمارِ باشر

اہل محبت صرف شکم پرندہ کی اور کھوسہ خوری نہیں

کرتے کیونکہ عاشقوں کی جانیں حق تعالیٰ کی محبت

ترجمہ تشریح

سے مست ہوتی ہیں۔

مولانا رومی نے اس مضمون کی تشریح یوں فرمائی ہے

معدہ راہم زیں کہہ وجو با زکن
 خوردن ریحان و گل آغا زکن
 معدہ را خوکن بداں ریحان و گل
 تابیبی حکمت و قوت رسل
 ترجمہ :- اے لوگو! اپنے معدہ کو چند دن گھاس اور جوت سے باز رکھو یعنی
 اتفات و انہماک ان سے ہٹا کر ریحان گل کھانا شروع کرو مراد یہ کہ
 روح کو غذائے ذکر حق دینا شروع کرو تاکہ انبیاء علیہم السلام کے
 علم و حکمت سے تمہیں بھی کچھ حصہ بہ فیضان نبوت عطا ہونے لگے۔

معارف و حقائق عشق

شعر ۱۲۶

ہمہ را بیا ز مودم ز تو خوشترم نیامد

چو فرد شدم بدریا چو تو گوہرم نیامد

کائنات میں سب کو آزما یا لیکن سب کو ناپا ایدار
 بے دنا پایا ہاں اے محبوب حقیقی! آپ سے خوشتر

ترجمہ و تشریح

کسی کو نہ پایا۔ جب دریائے موجودات میں غوطہ لگایا تو وجود کے
 ہر موتی سے سابقہ پڑا لیکن اے واجب الوجود محبوب حقیقی! آپ جیسا
 گوہر یکتا کوئی نہ پایا۔

شعر ۱۲۷

رو آسماں و رازست پر عشق را بجنباں
 پر عشق چوں کشودی غم نروباں نباشد

آسمان کا رازست (راہ حق) دراز ہے اپنے عشق کے

پردوں کو حرکت دو جب تو عشق کے پردوں کو کھولے گا

ترجمہ و تشریح

تو عشق کا نیس نچے افلاک پر لے جائے گا اور تجھے سیر طہی نہ ہونے کا غم
 نہ ہوگا۔ عشق حقیقی کی شان یہ ہے کہ عاشق کو محبوب تک پہنچا دیتی ہے۔

روح کو اپنا سا کر کے لے چلی افلاک پر

اللہ اللہ یہ کمال روح جولان دیکھئے

مراد یہ کہ بیکار بیٹھنے سے اور باتیں بنانے سے خدا نہیں ملتا ہے

قدم بایدت ویرطیقت نہ دم کہ اصل ندرودے بے قدم
طریقت میں قدم چاہئے نہ صرف دعویٰ کیونکہ بدون عملی قدم کے محض جذبات

سے یہ راستہ نہیں طے ہوتا ہے

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ کہ حسنِ کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی فکر کے اہتمام سے ہوگی

بیٹھے پاجین سے اگر کام کے کیا رہیں گے پر

گرو نہ نکل سکے مگر بنجرے میں پھڑ پھڑائے جا

کھولیں وہ یا نہ کھولیں ذرا اس پہ ہو کیوں تری نظر

تو تو بس اپنا کام کر یعنی صدرا لگائے جا

عشق کے پر کھولنے سے مراد ذکر و ذکر ہے شروع کرنا ہے۔ ہمارے شیخ حضرت

پھولپوچی فرمایا کرتے تھے کہ ذکر میں تین حرورہ ہیں ذال۔ کاف۔ ر۔ اور

ذکر میں اور مذکور میں بھی یہ تین حرورہ موجود ہیں۔ پس ذکر و ذکر کو مذکور

سے ملا دیتے۔ کیا ہی عجیب بات فرمائی۔ ذکر واقعی عجیب چیز ہے سب

اصلاحات اس کی برکت سے ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نور

پیدا ہوتا ہے اور جب دل میں نور آتا ہے تو پھر گناہوں کے اندھیروں سے

دشت ہوئے لگتی ہے

شب گریز و چوہرا فرور و ضیا

می گریز و ضد! از ضد!

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ہر شے اپنے ضد سے بھاگتی ہے پس جب

دن روشن ہوا رات کی اندھیری کیسے ٹہر سکتی ہے اور اگر جیانا کوئی خطا ہو بھی جاوے گی تو سخت پریشانی ہوگی جس طرح روشنی میں پہنے والوں کے گھرنی بجلی چلی جانے سے وحشت ہوتی ہے اور پاؤں سے فون کے ذریعہ فریادری شروع کر دیتے ہیں اسی طرح اللہ اللہ کرنے والوں سے اگر کبھی کوئی کوتاہی اور خطا صادر ہوتی ہے تو فوراً ان کو توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ کی ذات پاک سے جو سرچشمہ نور اور مرکز نور ہے گناہ کی ظلمت و اندھیری دور ہونے اور دوبارہ نور عطا ہونے کی فریاد و گریہ و زاری شروع کر دیتے ہیں اسی کو مولانا نے بیان فرمایا ہے

بر دل سالک ہزاراں غم شود گزیرناخ دل حلائے کم شود
سالک کے بارغ دل سے اگر ایک تنکا بھی کم ہوتا ہے تو اس کے قلب پر ہزاروں غم ٹوٹ پڑتے ہیں۔

احقر نے چند اشعار کا غلطہ ہوں ہے

میرے دل کو روشنی دے نہیں شمس و قمر!

کائنات دل کے ہیں کچھ دوسرے شمس و قمر

اے خدا تجھ سے ہی روشن ہیں ہمارے رات دن

اے ہماری کائنات دل کے خورشید و قمر

زندگی پر کیف پانی گرچہ دل پر غم رہا

ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

عشق کے پر کی تشویر کے لئے مثنوی رومی کا ایک شعر یاد آیا ہے

جاں مجر دگشت از غوغائے تن می برد با پر دل بے پائے تن

مارفین حقیقی جانیں جسم کے سنگاموں سے یکسو ہو کر حق تعالیٰ کی طرف

ارتق ریتی ہیں دل کے پروں سے بدون جسم کے پاؤں کے۔ پس عارف

بیٹھا ہوا بھی سیرالی اللہ کرتا رہتا ہے۔

لذت وصال بوقت مرگ

شعر ۱۲۸ اے شاد آن زلمنے کز نجت ناگہانے

جاں برکنار افتاد تن برکنار ماند

کیا ہی خوشی کا وقت ہو گا جب قسمت سے میری جان
ترجمہ و تشریح | تن کے قفس عنصری سے علیحدہ ہو کر محبوب حقیقی سے

واسل ہوگی۔ یہ شوق لقاء محبوب ہے جس کی دُعا رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس عنوان سے مانگی ہے

حدیث۔ اے خدا آپ سے آپ کی ملاقات کا شوق مانگتا ہوں۔

حکایت :- حضرت محدث شیخ کامل شاہ فضل رحمن صاحب گنج
مراد آبادی نے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ شوق کے کیا معنی ہیں
پھر خود ہی ارشاد فرمایا شوق کے معنی ترپ کے ہیں۔ مولوی صاحب پر حال
طاری ہوا اور چیخ چیخ کر رونے لگے۔ شاہ صاحب نے فرمایا ارے مولوی
ہو کر چلا تے ہو۔ مطلب یہ تھا کہ حال شدت نہ اختیار کرے اور سکون
ہو جاوے۔

حکایت :- حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت عزرائیل علیہ السلام
نے عرض کیا کہ حق تعالیٰ آپ کی روح قبض کرنا چاہتے ہیں۔

فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے خلیل اللہ کا لقب دیا ہے اور خلیل کے معنی
گہرے دوست کے ہیں تو کیا کوئی اپنے خلیل کی بھی روح قبض کرتا ہے۔ یہ
بات عزرائیل علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے عرض کی، ارشاد ہوا میرے

خلیل سے کہہ دو کہ کیا کوئی دوست اپنے دوست کے پاس آنے سے گھبراتا ہے۔
الموت جسر موت تو پل ہے یوصل الحبيب الی الحبيب جو حبیب کو
حبیب سے ملاتی ہے ۷

خرم آل روزگزیں منزل ویراں بروم

راحت جاں طلبم و وارپئے جانان بروم

ترجمہ :- کیا ہی مبارک وقت ہوگا کہ اس ویرانے سے میں رخصت ہوں گا
اور محبوب حقیقی کے تقاسم سے راحت جان حاصل کرنے کے لئے جسم سے جدا ہو کر
محبوب کے پاس روانہ ہوں گا۔

”بیان عشق از عشق“

شعر ۱۲۹ عشق را از کس پیرس از عشق پیرس

عشق او بس خوش بیان است اے پیرس

عشق حقیقی کا مقام کسی سے مت پوچھو کہ کیا ہوتا ہے

۷ یہ کیا ہوتا ہے جب لب پر کسی کا نام آتا ہے

ترجمہ و تشریح

عشق کی تفسیر عشق ہی کی زبان سے پوچھیے۔ حق تعالیٰ کی محبت نہایت خوش
بیان مقرر ہے اے پیرس۔ مولانا نے اس کی تشریح ثنوی میں یوں بیان
فرمائی ہے ۷

عقل در شرحش چو خرد در گل نجفت شرح عشق دعا شقی خود عشق گفت

گرچہ تفسیر زباں روشن گریست بیک عشق بے زباں روشن ترست

ترجمہ :- عقل نے عشق کی شرح شروع کی تھی کہ عاجز ہو کر مٹی میں مثل گدھے
کے سو گئی یعنی عناصر کے تقاضوں سے مغلوب ہو کر حُب دنیا میں پھنس گئی

اور عشق اور عاشقی کی شرح خود عشق نے بیان کرنا شروع کر دیا۔

”عذاب عشق مجازی“

مگر عشق مجازی جو مثل دوزخی کے نہ زندہ رکھتا ہے نہ مارتا ہے موت اور حیات کے درمیان لایموت فیہا ولا یحییٰ کا عذاب چکھاتا ہے۔
خدا نے پاک کافر کو بھی یہ عذاب نہ دے۔

ایں جنیں اندوہ کافر را مباد دامن رحمت گرفتہ داد داد (روحی)
ترجمہ:- اے خدا! ایسا غم کافر کو بھی نہ دے تیری رحمت کا دامن پکڑ کر تجھ سے
فریاد کرتا ہوں۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق مجازی
عذاب ہے، عذاب۔ اگر عشق مجازی سے توبہ کر لے اور اہل اللہ کی صحبت میں
رہ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کر دے تو ایسا محسوس ہوگا کہ مچھلی پانی سے دور
ہو کر جو پتی ریت میں تڑپ رہی تھی پھر کسی نے پانی میں ڈال دیا تو کیا حیا تو
اسے معلوم ہوگی۔ ہمارے حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے کہ پیروہ ہے جو دل
کی پیرا نکال دے۔ یعنی کانٹا نکال دے۔

اگر عشق مجازی سے توبہ کرنے میں قلب و روح کو اس قدر تکلیف ہو کہ
موت آ جاوے تو وہ شہید ہوگا۔

حدیث میں وارد ہے کہ جو عاشق ہو جاوے کسی پر اور اس کو ظاہر نہ کرے
اور عقیف (پاک دامن) رہے اور صدمہ سے مر جاوے فصو شہید پس وہ شہید ہے۔
اور اگر روح نہ نکلی مگر زندگی بے کیف تلخ معلوم ہونے لگی تو یہ بے کیفی چند دن
کی ہے جلد ہی حق تعالیٰ کے قرب سے وہ لطف اور سکون عطا ہوگا کہ بزبان حال

یہ کہے گا۔ جو احقر کے ان اشعار میں ہے۔

(۱) پیاس خاطر دیوانہ مے آتی ہے جنت سے

یہی انعام ہے نہلا اٹھے جو خون حسرت سے

(۲) ہر خون آرزو کا صلہ یہ ملا مجھے

اُن کے کرم نے گود میں مچھکوا کھٹایا

(۳) سرد آہیں کبھی نالہ کبھی گریہ و بکا

دولت عاشق مسکین اسی کو کہتے ہیں

نفس کی بُری خواہشات کا خون کرنے سے ہی حق تعالیٰ کا قرب خاص عطا

ہوتا ہے کیونکہ جب اپنی خواہشات پر عمل نہیں کرتا تو دل ٹوٹ جاتا اور

دل درد بھرا ہوا ہو جاتا ہے

بیٹنے میں ہوں اک درد بھرا دل لئے ہوئے

احقر کے ان اشعار میں غور فرمائیے

کون کہتا ہے با مرادی کا عشق ہے نام نامرادی کا

وہ جلا اس کا نشیمن وہ اٹھا اس کا دھواں

یوں کیا صیاد نے طائر کا سامان وصال

اس عارض و گیسو کے سہارے کو فنا ہے پس ان کے سہارے تھے جینا کوئی جینا

تو نے ان کی راہ میں طاعت کی لذت بھی چکھی

ہاں شکست آرزو کا بھی مقام قرب دیکھ

مرفروشی جاں فروشی دل فروشی سب سہی

ہاں شکست آرزو کا حوصلہ کر کے بھی دیکھ

وہ نامرادی رشک گل شگفتہ ہے کہ اب وہ محرم راز دل شکستہ ہے

اس وقت احقر کو اصغر گونڈوی کا یہ شعر نہایت لذیذ معلوم ہوتا

ہے ے ایک ایک تنکے پر سوسو شکتگی طاری

برق بھی لڑتی ہے میرے آشیلے سے (اصغر)

ایک دفعہ ایک مشہور جریدہ میں ایک سر پھرے کا یہ مضمون پڑھا تھا کہ

جتنے صوفیائے کرام عاشقانہ انداز سے کلام کہتے ہیں دراصل یہ مجاز کے

تسکار ہوتے ہیں مگر محروم و نامراد ہو کر حقیقت کی آڑ میں اپنی تشنگی بھانپتے

ہیں۔ واقعی چور سب کو چور سمجھتا ہے المرء یقیس علی نفسہ ہر آدمی

اپنے ہی اوپر دوسروں کو قیاس کرتا ہے۔ اس بد فہم اور بے خبر اور جان

محروم کو یہ نہیں معلوم کہ یہ صوفیائے کرام پھر رات دن تہجد و اشراق و

ادابین اور تلاوت اور ہر وقت اتباع سنت کے غم و فکر میں کیوں گھلتے

ہیں۔ اس ناشستہ و معترض سے کوئی پوچھے کہ تجھے ان اعمال صالحہ

کی کیوں توفیق نہیں ہوتی جو ان عاشقان خدا کو ہوتی ہے۔ جیسے نامرد کو

لذت جماع سمجھانا محال ہے اسی طرح ایسے لوگوں کو اولیائے پاک کی

ارواح کے درد و محبت کے مقام کو سمجھانا مشکل ہے۔ بہر حال سوال یہ ہے

کہ ہر عاشق مجاز کے اعمال و احوال پھر ان صوفیائے کرام جیسے کیوں نہیں

ہو جاتے حالانکہ کتنے ان میں نامراد ہو کر خود کشی کر گئے یا پاگل ہو گئے۔

درحقیقت بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ ان کی ارواح کو اپنی طرف جذب

فرما لیتے ہیں۔ پس محبت کا مادہ تمام کا تمام حق تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ

وابستہ ہو جاتا ہے ان کی محبت بالحق ہوتی ہے یا لالحق ہوتی ہے یعنی یا تو

اللہ کے ساتھ ہوتی ہے یا اللہ کے لئے کسی سے ہوتی ہے۔ البتہ حسن مجاز کی

طرف انجذاب ان کو قوی تر ہوتا ہے اس لئے ان کے لئے مجاہدہ بھی قوی تر

ہوتا ہے اس لئے ان کا نور بھی قوی تر ہوتا ہے پھر یہ کہ اولیاء کرام مثل انبیاء
معصوم نہیں ہوتے۔ اگر احياناً ان سے صدور خطا ہوتا ہے تو ان کی توبہ
بھی اسی مقام درد سے ہوتی ہے جو عام لوگوں کی توبہ سے کہیں افضل
ہوتی ہے۔

مولانا روٹی فرماتے ہیں

کاشکے مادر نزا دے مر مرا یا مرا شیرے نخوردے در چرا
درد و جگر افتادہ ہستم صد شرر در منا جا تم بیس خون جگر
گر مرا این بار ستاری کنی توبہ کردم من زہر نا کردنی
ترجمہ :- ایک بزرگ کی توبہ کا مضمون بیان فرماتے ہیں کہ اے کاش اس گناہ
سے جو صدمہ اور جو ندامت ہے میری ماں نے مجھے جناہی نہ ہوتا یا مجھے شیر کسی
جنگل میں کھا گیا ہوتا۔ میرے جگر میں صدمہ و ندامت کی سیکڑوں چنگاریاں
بھری ہوئی ہیں جس کے سبب اے خدا آپ میری مناجات میں میرے جگر
کا خون دیکھ لیجئے۔ اس مرتبہ آپ میری ستاری فرما دیجئے میں اپنی ہر
نالائقی سے توبہ کرتا ہوں۔

حکایت :- حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز تہجد شیطان نے
آپ کے پاؤں دبا کر قضا کرادی یعنی نیند گہری طاری ہو گئی۔ آپ نے دن میں
تہجد کی قضا ادا کی۔ مسلم شریف میں یہ حدیث مروی ہے کہ من نام عن
حزبہ او عن شیئ منہ جس شخص کا نیند کے سبب رات کا وظیفہ اور
معمول ادا نہ ہو سکا اور اس نے فجر اور ظہر کے درمیان اس کو پورا کر لیا
کتب لہ کا نہ اقروہ من اللیل تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا
جیسے کہ اس نے رات ہی میں پورا کیا۔ حاصل حکایت یہ کہ حضرت معاویہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن میں بعد نماز فجر معمولات شب پورا کر کے بہت روئے اور حق تعالیٰ سے ندامت کے ساتھ استغفار کیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ندامت کے ان آنسوؤں کو جو ایک روایت کے مطابق شہیدوں کے خون کے برابر میدان محشر میں تولے جائیں گے قبول فرما کر ان کے درجے کو بہت بلند فرما دیا۔ ابلیس نے آپ کو آپ کے درجہ سے کمتر کرنے کی کوشش کی تھی لیکن آپ کا مقام پہلے سے بھی بلند دیکھ کر حسد سے جل گیا۔ دوسری شب میں تہجد کے لئے بیدار کیا۔ حضرتؑ نے دریافت کیا اے شخص تو کون ہے کہا میں آپ کو تہجد کے لئے اٹھا رہا ہوں۔ آپ اٹھ کر یہ نیک کام کریں۔ لیکن مجھے نہ معلوم کریں کہ میں کون ہوں۔ میرا نام بہت بد نام ہے فرمایا نہیں تجھے بتانا پڑے گا کہا حضور مجھے ابلیس لعین کہتے ہیں۔ فرمایا تیرا کام تو برائی کرانا ہے یہ نیک کام آج کیسے کر لیا کہا حضور ہزاروں سال عبادت گزار رہا ہوں پر انی عادت کبھی عود کر آتی ہے۔ فرمایا کہ سچ سچ بتا اے ابلیس تیرا مگر مجھ سے نہ چل سکے گا۔ کہا حضور رات آپ کی تہجد قضا کرادی تھی۔ آپ کی گریہ و زاری اور توبہ نے آپ کو پہلے سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دیا پھر آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ مجھ جیسا بنی آدم کا حاسد اس کو کہاں برداشت کر سکتا ہے۔ آج سوچا کہ آپ کو بیدار کر دوں تاکہ آپ جس رفتار سے ترقی کر رہے تھے اسی پر قائم رہیں۔ آپ نے جس مقام درود و اخلاص سے توبہ کی۔ اس نے تو آپ کو تیز گام بنا دیا سلوک میں اور میری تدبیر معکوس نے میرے جگر میں غم کی آگ رکھ دی۔

پس اللہ والوں کے ساتھ گمانی وہی کرتا ہے جو بد بخت ہوتا ہے

مولانا رومی فرماتے ہیں

چوں خدا خوابد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پا کاں زند
سجدہ گہہ راتر کن از اشک رواں
کہ خدایا وار ما نم زیں گماں
ترجمہ (۱) جب حق تعالیٰ کسی کو رسوا کرنا چاہتے ہیں تو اس کی پردہ فاشی
کے لئے اور پردہ درمی کے لئے اس کے قلب میں پاک اور مقبول بندوں
کے اوپر اعتراض کا داعیہ پیدا فرماتے ہیں اور اس کی یہ رسوائی اس کے
سابقہ جرائم کے پاداش میں ہوتی ہے۔

(۲) پس اے مخاطب! اگر تیرے اندر کبھی بدگمانی اللہ والوں کی
طرف سے آئے تو سجدہ میں گر کر رونا شروع کر دے اور اپنے آنسوؤں
سے سجدہ گاہ کو تر کر دے اور دعا کر کہ اے خدا اس گمان بد سے مجھے پاک فرما
احقر کو اپنا ایک شعر یاد آیا

زمین سجدہ پہ ان کی نگاہ کا عالم
برس گیا جو برسنا تھا مرا خون جگر
حق تعالیٰ کے راستے میں طعنہ و اعتراض و ملامت برداشت کرنا
ہوتا ہے۔

حکایت :- ایک بزرگ ایک مرید کے ساتھ سفر کر رہے تھے ایک معترض
نے کہا کیسا مکار ہے مرید کی زندگی تباہ کرتا ہے۔ مرید نے کہا اس سے بدلہ
لینا چاہا۔ بزرگ نے فرمایا کہ یہ راستہ خدا کا ہے اس میں تو یہی کانٹے برداشت
کرنے ہوتے ہیں اگر تجھے منظور نہیں تو تو اپنا راستہ لے اور مجھے چھوڑ دے۔

حضرت خواجہ صاحب کا شعر ہے ۷

قدر مجذوب کی خاصان خدا سے پوچھو
شہرہ عام تو اک قسم کی رسوائی ہے
احقر کا شعر ہے ۷

انعام اہل درد سے پاتا رہا ہوں میں
اور اہل عیش عمر کبھر طعنہ دینے مجھے

”عاشقی شیوہ نازک مردان نیست“

شعر نمبر ۱۳۰

عشق کار نازکاں و نرم نیست

عشق کار پہلوان است اے پسر

عشق نازک اور نرم لوگوں کا کام نہیں ہے۔ یعنی عشق

سیکڑوں ناز رکھتا ہے اور سیکڑوں ناز سے ہاتھ آتا

ترجمہ تشریح

ہے۔ عاشقی بلاکشوں کا کام ہے۔

دو لوں عالم دے چکا ہوں میکشو

یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی

حدیث:- الا ان سلعت الله غالية خوب سن لو! کہ خدائی سودا بڑا
مہنگا ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اہل ایمان کی ایسی ایسی آزمائش ہوئی
کہ ان کے قلوب ان کے منہ تک آگئے۔ لیکن دولت بھی تو وہ ملتی ہے کہ

جو لاثانی ہے۔ آہ لاثانی کا لطف تعلق بھی لاثانی ہوتا ہے۔ جس ذات پاک

کا کوئی کفو اور ہمسر و مثل نہیں تو نعمت قرب حق کے ساتھ کائنات کی کوئی

نعمت کیسے ہمسری کا دعویٰ کر سکتی۔

حضرت رومیؒ فرماتے ہیں۔

کے زطوفان بلا دار دفعاں

دعویٰ مرغابی کر دست جاں

جان مومن نے جب مرغابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو طوفان بلا سے

مرغابی کو کب ڈر ہوتا ہے۔ چنانچہ مشاہدہ ہے کہ مرغابی دریا کی بلند موجوں پر

چڑھ جاتی ہے اور جب موجیں نیچے اترتی ہیں تو وہ بھی نیچے اترتی ہے۔ الغرض

طوفان پر غالب اور سوار رہتی ہے۔ اسی طرح مومن حق تعالیٰ کی محبت میں

زمانہ کے ہر طوفان سے ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے اور بزبان حال کہتا ہے ۷
ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں

ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

شیر دریا کے دھارے کے خلاف تیرتا ہے دھارے پر بہنا اپنی توہین سمجھتا
ہے اسی طرح مومن زمانے کے تابع نہیں ہوتا وہ اپنے گرد و پیش کے طوفانوں
میں خدا کے قانون کے مطابق جیتتا ہے۔ ایک ہزار پاؤں کے بلب کی روشنی
میں رہنے والا۔ ۴۰ پاؤں کے بلب والوں سے کبھی مرعوب نہیں ہو سکتا۔

نور آفتاب، لاتعداد ستاروں کی روشنی کو ماند کر دیتا ہے۔ یہاں

قانون اکثریت اور جمہوریت دم توڑتا ہے۔ نااہلوں کی اکثریت بے معنی
ہوتی ہے ایک کمزور لاغر بلی کی صدائے میاؤں سن کر مکھن و دودھ پینے
والے ولایتی چوہوں کی اکثریت بلوں کی سمت بدحواس راہ فرار اختیار
کرتی ہے۔ ہزاروں گائے ایک قصاب کی چھری کے سامنے اپنی اکثریت
کو زیرِ خنجر قصاب دیکھنے کے باوجود دم بخود گردن تسلیم جھکائے

کھڑی ہوتی ہیں۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے اندھیری کی محیط کائنات کی
اکثریت لاپتہ ہوتی ہے۔ پس یہ عذر لنگ پھر ہے کہ ہمارا معاشرہ خراب
ہے ہماری اکثریت گمراہ ہے۔ لہذا ہم کس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی سنتوں پر زندگی گزار سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے قلوب میں
وہ نور ایمان نہیں حاصل کرتے جو زمانہ پر چھا جاتا ہے ۷

میرا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگر

وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانہ پہ چھا گیا

ہماری روحوں اور قلوب کے بلب کا تار اس پاؤں سے صحیح اور

قومی رابطہ نہ قائم کر سکا جہاں سے انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو وہ نور عطا ہوتا ہے جو کائنات پر چھا جاتا ہے۔ اور کبھی احساس کمتری کا شکار نہیں ہوتا۔ اللہ والوں کی صحبت میں فنائے رائے کے ساتھ چند مدت گزار کر دیکھئے کہ دل کے اندر کیا نعمت عطا ہوتی ہے۔

حکایت :- حضرت شاہ فضل رحمن صاحب گنج مراد آبادی درس بخاری شریف میں مصروف تھے۔ ایک مولوی صاحب نواب رامپور کے مقرب تھے وہ بھی مجلس میں حاضر تھے درمیان میں عرض کرنے لگے کہ حضرت! نواب رامپور نے مجھ سے کہلے کہ شاہ صاحب کو میرے یہاں لاؤ میں ایک لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کروں گا۔

حضرت کی روح مبارک اس وقت حق تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے استحضار کے ساتھ ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرح سے پر کیف تھی۔ بڑی مملکت کے سفیر کی بھی عظمت ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم احکم الحاکمین کے سفیر و رسول ہیں اور سید المرسلین ہیں۔ اللہ و رسول کی قدر ان کے عاشقین ہی جانتے ہیں۔ شاہ صاحب نے ان کو جواب دیا کہ ارے لاکھ روپے پر ڈالو خاک اور میری بات کو غور سے سنو کہ میں اس وقت کیا کہہ رہا ہوں۔ پھر مست ہو کر یہ شعر پڑھا

جو دل پہ ہم اس کا کرم دیکھتے ہیں
تو دل کو بہہ از جام جم دیکھتے ہیں
دل کی گہرائی سے ان کا نام جب لیتا ہوں میں
چومتی ہے میرے قدموں کو بہا رسکائات (اختر)

بدون عشق حقیقی روح انسانی ماہی بے آب

شعر ۱۳۱ ہر کہ بجز عاشقاں ماہی بے آب داں

مردہ و پتر مردہ است گرچہ امیر وزیر

توجہ و تشریح جو شخص کائنات میں عاشق حق نہ ہو اور جس کی روح حق تعالیٰ کے قرب سے مشرف نہ ہوئی۔ پس دنیائے

مردار پر مثل کرس گرا رہا اس کی روح امیر اور وزیر ہونے کے باوجود اس طرح بے سکون ہے جس طرح خشکی کے عیش میں مچھلی ہو اور پانی سے دور ہو۔ ایک بزرگ محدث عالم فرماتے ہیں کہ ہماری روح کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ایسا ہے جیسے مچھلی کو پانی سے

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگہا ست

ماہیاں را با یہوست جنگہا ست

مولانا رومی فرماتے ہیں اگرچہ خشکی میں ہزاروں عیش رنگا رنگ ہوں لیکن مچھلیوں کے نزدیک یہ اسباب موت و ہلاکت ہیں۔ ان کو تو پانی میں ڈال دو پھر پانی کے طوفان و حوادث میں بھی یہ پُر خمار اور مست رہتی ہیں۔ آدمی اسی طرح اللہ تعالیٰ سے دور ہو کر اور غفلت میں مبتلا ہو کر دنیا کے تمام اسباب عیش کے باوجود بے چین و بے سکون رہتا ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں سے

ترا ذکر ہے مری زندگی ترا بھولنا مری موت ہے

حکایت :- ایک بزرگ ایک بزرگ سے ملاقات کے لئے سفر کر رہے تھے راستے میں ایک درخت کے سایے میں آرام کرنے لگے۔ چڑیوں نے کہا

جہاں یہ جا رہے وہ بزرگ انتقال کر گئے۔ یہ بزرگ جب ان سے ملے تو وہ زندہ تھے فرمایا اب تو چڑیاں بھی جھوٹ بولنے لگیں۔ فرمایا کیا بات ہے قول چڑیوں کا نقل کیا۔ پوچھا کیا وقت تھا جب یہ خبر دی ۱۲ بجے دن کا تھا فرمایا چڑیوں نے صحیح خبر دی تھی۔ میں آج ۱۲ بجے خدا سے غفلت میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اور خدا سے غافل کی مثال حدیث شریفہ میں مردہ سے دی گئی ہے اور ذاکر کی مثال زندہ سے دی گئی ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کا شعر یاد آیا ہے
تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا
جس نے دنیا میں خدا کا قرب و رضا نہ حاصل کیا وہ دنیا میں آکر
دنیا سے کچھ نہ پایا۔

افسوس کہ اہل آخرت کو آج کل کے عسکر زمانہ بے وقوف سمجھتے ہیں حالانکہ عقل کی تعریف یہ ہے کہ جو نفع و نہر سمجھ سکے پھر نفع و نہر میں فیصلہ کر سکے نفع دائمی کے لئے ضرر عارضی کو گوارا کر لے اور نفع عارضی کو ضرر دائمی کے خوف سے ترک کر دے۔ اب ان کا حال ظاہر ہے کہ دنیا کے چند روزہ آرام کے لئے آخرت کے دائمی عذاب سے بے فکر ہیں اور عارضی نفع کو دائمی ضرر کے مقابلے میں ترجیح دے رہے ہیں۔ پس عقل کی صحت کا فیصلہ اس تعریف مذکور کی کسوٹی پر خود کریں اور عقل کی تعریف مذکورہ بین الاقوامی تعریف ہے۔ کوئی عاقل اس کے خلاف بول نہیں سکتا یہ کلمات مسلمات ہیں۔

جو اپنے دل میں ایک ذرہ نور رکھتے ہیں اور اللہ اللہ کرتے ہیں اور کسی اللہ والے کی صحبت سے نور باطن حاصل کرتے ہیں ان سے پوچھئے کہ

کہ کبھی ان کا ذکر جھوٹ جاتا ہے تو ان کے دل پر کیا گذرتی ہے گویا بزبان
حال یہ کہہ اٹھتے ہیں سے

تیرے بن کیوں اندھیرا اندھیرا ہوا
میسری دنیا کا شمس و قمر کیا ہوا (اختر)
حضرت عارف رومیؒ فرماتے ہیں سے

یار شب راز روز بھجوری مدہ جان قربت دیدہ رادوری مدہ
ترجمہ :- اے خدا! اپنے ان دوستوں کو جنہوں نے راتوں میں تجھے یاد کیا ہے
جدائی کا دن نہ دکھا یعنی دن میں ان کو لذت قرب سے مسرور فرمایا اور جس
جان نے آپ کے قرب کی لذت چکھ لی ہے اس کو جدائی کا غم نہ دیجئے۔
حکایت :- ایک بزرگ نے اپنے قلب میں حق تعالیٰ کے قرب کی
لذت میں کمی محسوس کی۔ بہت روئے۔ جنگل میں ویوانہ دار رو یا کرتے اور
آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہتے۔ ذلیا بتا بھتوا ادا س مری سنجنی۔

ترجمہ :- اے خدا میرا چاول (بھات) بغیر وال کے ادا س ہے یعنی میسری
زندگی کے (ایام ولیالی) دن و رات بغیر آپ کے بے کیف ہیں۔ پھر جب
نور قرب عطا ہوا تو بزبان حال فرمایا سے

باز آمد آب من در جوئے من باز آمد شاہ من در کوئے من
میرا پانی میری خشک نہریں پھرا گیا یعنی میرا شاہ پھر میرے دل کی
گلی میں آ گیا یہ قرب حق کی تعبیرات و عنوانات عاشقانہ ہیں جس کا مزہ اہل
محبت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں
زندگی میری ہے تیرا ذکر و لقا ہے مری موت کہ میں ہوں تجھ سے جدا

بحر طوفان غم ہے مخالف ہوا میری کشتی کا توہی ہے بس ناخدا
 تیری دریائے رحمت کا ہے آسرا در نہ اختر ہے اعمال سے بے نوا
 دولت باطنی یعنی تعلق مع اللہ کی نعمت اور ذکر کی لذت حوادث و آلام
 میں بھی عاشقان خدا کو پرسکون اور پر کیف رکھتی ہے
 بر لمحہ حیات گزارا ہم نے آپ کے نام کی لذت کا سہارا لیکر (اختر)

اطمینان قلب از ذکر حق

بس خدا سے پاک سے تعلق کے علاوہ پوری کائنات میں تلاش کر ڈالو کہیں
 چین نہ پاؤ گے گناہ کی لذت عارضی ہے اور دائمی بے سکونی کا سبب ہے جیسے
 خارش میں جب جلد ناسند درست ہو جاتی ہے تو کھجلائے میں لطف ملتا ہے
 لیکن کھجلائے کے بعد جلن اور تکلیف کتنی بڑھ جاتی ہے۔ پس تقاضائے
 خارش کا علاج جس طرح کھلانا نہیں بلکہ خون صاف کرنے کی دوا استعمال
 کر کے جلد کو تندرست بنانا ہے اور جب جلد تندرست ہوگی تو خارش نہ اٹھے
 گی۔ اسی طرح گناہوں کے تقاضوں کا علاج گناہ کرنا نہیں بلکہ دل کے
 فساد کا علاج کرنا ہے جب دل سلیم ہو جاوے گا ان فاسد خیالات سے
 نجات مل جاوے گی۔ نفس میں گناہوں کے تقاضوں کا علاج وہی ہے جو
 دوزخ کے پیٹ بھرنے کا ہے حدیث میں ہے کہ دوزخ میں جب سب
 دوزخی ڈال دیئے جاویں گے تو کہے گی کیا اور بھی کچھ ہے پھر حق تعالیٰ اپنا قدم
 مبارک رکھیں گے۔ پس کہے گی قط۔ قط۔ بس بس پیٹ بھر گیا۔ اسی طرح
 یہ نفس امارہ بھی دوزخ کی ایک شاخ ہے اصل کا جو علاج ہے وہی
 فرع کا بھی ہے۔ مولانا فرماتے ہیں

نار شہوت تا بدوزخ می برد نار بیرونی با بے بفسرد
نور ابراہیم را سازاوستا نار شہوت چہ کشد؛ نور خدا!
ترجمہ:- بیرونی آگ کو پانی بجھا دیتا ہے مگر خواہشات نفسانیہ کی
آگ تو دوزخ تک پہنچاتی ہے پھر شہوت کی آگ کو کون بجھا سکتا ہے؟
نور خدا یعنی ذکر حق شروع کر دو اور کسی عاشق حق کی صحبت میں ہو آیا کرو
پس نور حق ہی نار شہوت کا قاتل ہے۔ یہی وہ نور ذکر ہے کہ جب مومن
جہنم کے پشت سے گزرے گا تو دوزخ فریاد کرے گی کہ اے مومن گزر جا
تیرا نور میری آگ بجھائے ڈالتا ہے۔

مضرات بدنگاہی

اس زمانے میں بدنگاہی عام ہے جس کا سبب بے پردگی کا عموم ہے
اور اس سے روحانی صحت کی خرابی کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کو بھی
شدید اور ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ بعض تو عشق مجازی کا شکار
ہو کر علم سے محروم ہو گئے اور بعض کا کاروبار ستیاناس ہو گیا بعض کی
بیویاں ردر رہی ہیں۔ اور بعض نامرادی کے غم سے پاگل یا خودکشی کے مرتکب
ہو رہے ہیں اور جو عشق میں نہ مبتلا ہوئے صرف سرسری مطالعہ حسن کرنے
رہے ان کے دل و دماغ کا سکون چھنا ہوا ہے۔ جریان واحتلام اور
رقت و سرعت انزال کی بیماریاں ہو رہی ہیں۔

حاصل یہ کہ پاکیزہ خیالی صحت کی بڑی ضمانت ہے اور یہ بدنگاہی
اور پاکیزہ خیالی میں تضاد ہے جیسے پانی اور آگ میں اس کا علاج صرف
ایمان اور خوف خدا ہے اور یہ نعمت حق تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت

ہی سے مل سکتی ہے۔ اللہ والوں کی مجالس میں اہتمام سے شرکت ہو اور تنہائی میں ان سے وقت لیکر اپنا حال زار بتا کر مشورہ کریں اور عام حالات میں تبلیغی جماعت میں نکلنا بھی عجیب کیما ہے کیونکہ اس جماعت میں آدمی اپنے ماحول سے دور ہو کر صالحین کے ماحول میں رہ کر اچھے اثرات کو قبول کر لیتا ہے۔ اور مشاہدات ہیں کہ اس جماعت کے اندر دفتر کے ملازمین کالج کے لڑکے اور تاجر طبقہ مل جل کر ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے کسی دینی درسگاہ کے طالب عالم یا استاد۔ یعنی ظاہری صورت صالحین کی معلوم ہوتی ہے۔ احقر نے بدنگاہی کے علاج پر ایک نظم بھی لکھی ہے جو حسب ذیل ہے۔

حفاظت نظر

بے پردہ حسینوں سے ہوا تنگ زمانہ
آنکھوں نے شروع کر دیا اب دل کو ستانا
ممكن نہیں صورت میں نہ ہوئی کوئی تغیر
بیکار ہے پھران سے تیرا دل کا لگانا
لیکن اگر آنکھوں کو نہ تو ان سے بچائے
ممكن نہیں پھر دل کا ترا ان سے بچانا
آنکھوں کی حفاظت میں اس دل کا سکوں بھی
گو نفس کرے تجھ سے کوئی اور بہانا
دھوکہ ہے تجھے لطف حسینوں سے ملے گا
ابلیس کے کہنے سے کبھی اس پہ نہ جانا

پاگل کی طرح پھرتے ہیں عشاق مجازی

بے چین ہیں دن رات یہ بدنام زمانہ

رہنا ہے اگر چین سے سن لو یہ مری بات

آنکھوں کو حسینوں کی نظر سے نہ ملانا

اختیار کی ایک بات نصیحت کی سنو تم

ان مردہ حسینوں سے کبھی دل نہ لگانا

سے اسے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے

جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوق نظر نہیں ہے

اسکے عارض کو لغت میں دیکھو کہیں مطلب عارضی نکلے (اختر)

یہ احقر کا عجیب پر لطف شعر ہے۔ اہل علم و اکابر نے بھی بہت پسند فرمایا

عارضی لذت اور چند روزہ بہار کے لئے آخرت کی دائمی راحت کو کھو کر

دائمی کلفت مول لینا کس درجہ خسارہ اور نادانی کی بات ہے

جلد توبہ کر کے بھاگو سوئے حق! کہ بہار بے خزاں ہے کوئے حق

زلف جعد و مشکبار و عقل بر (اختر)

آخر اودم زشت پیر خمر (رومی)

ترجمہ :- مولانا برومی فرماتے ہیں کہ ان مجازی حسینوں کے

گھونگھروالے بال جن سے تم مشک کی خوشبو محسوس کرتے ہو اور

عقل و ہوش اڑائے دیتی ہے یہی جب بوڑھی ہو جاوے گی پھر اسی کی

زلف (چوٹی) بوڑھے گدھے کی دم معلوم ہوگی۔ پس عبرت حاصل کرو

اے آنکھیں والو!

”خالی کردن دل را از اغیار“

شعر ۱۳۲ گرتو خواہی وطن پر از دلدار خانہ راروتہی کن از اغیار
 ۵ دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل
 سچ رہا ہے شاہ خوباں کے لئے دربار دل
 اگر تو چاہتا ہے کہ محبوب حقیقی دل میں جلوہ فگن ہو۔
ترجمہ و تشریح | تو جا (کسی اہل دل کامل کی صحبت میں) دل کو غیروں

پاک کر لے ۵

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی
 جب خواجہ صاحب نے یہ شعر حضرت حکیم الامت تھانویؒ کو
 سنایا تو خوش ہو کر فرمایا اگر میرے پاس ہوتا تو میں آپ کو بطور
 انعام ایک لاکھ روپیہ پیش کرتا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت تھانویؒ
 کا قلب اس نعمت سے مشرف تھا ۵

دل مرا ہو جائے اک میدان ہو

تو ہی تو ہو تو ہی تو تو ہی تو (مجدوبی)

اصلاح تصوف میں قلب کو غیر حق سے خالی کرنے کا نام تخلیہ ہے اور
 پھر انوار حق سے منور کرنے کا نام تخلیہ ہے۔

تخلیہ کے دو طریقے بزرگوں نے لکھے ہیں۔

(۱) دل کی ایک ایک بیماری کا علاج شیخ سے کرایا جائے۔

(۲) دل کے اندر عشق حق حاصل کیا جاوے جو سب غیر کو سوختہ کر دیتا
 ہے مگر یہ کسی خدا کے عاشق بندہ کی صحبت ہی سے ملتا ہے پہلا طریقہ

دیر طلب ہے دوسرا آسان اور کم وقت میں منزل تک پہنچاتا ہے۔
 اس کی مثال حضرت تھالوٹی نے یہ دی ہے کہ کسی جنگل کو صاف
 کرنا ہے تو اس کی دو صورت ہے ایک تو یہ کہ ایک ایک درخت کو ختم کیا
 جاوے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دیں تمام جنگل
 مختصر مدت میں صاف ہو جاوے گا پس یہی دوسرا طریقہ عشق ہے۔ جب
 دل میں خدائے پاک کی محبت پیدا ہو جاتی ہے تو ہر حکم کو ماننا اور عمل کرنا
 آسان ہی نہیں بلکہ لذیذ تر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دنیا میں ہر شخص رات دن
 اس کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے کہ جس سے محبت نہیں ہوتی اس کے لئے معمولی
 تکلیف و محبت بھی پہاڑ معلوم ہوتی ہے۔ اور جس سے محبت ہوتی
 ہے اس کے لئے بڑی سے بڑی مشقت آسان تر بلکہ لذیذ معلوم
 ہوتی ہے یہی راز ہے جو انبیاء علیہم السلام اور حضرات صحابہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کے حیرت انگیز
 جانی اور مالی اور بدنی قربانیوں اور محنتوں میں پوشیدہ ہے فرق اتنا
 ہے کہ اہل دنیا کے فانی محبوب نظر آتے ہیں اور وہ محبوب حقیقی صرف
 اپنے صفات کا ظہور فرماتے ہیں اور ذات پاک کو مخفی رکھتے ہیں تاکہ
 اپنے عاشقین کو عالم آخرت میں اپنے دیدار کی نعمت سے مسرور فرمائیں گے
 مولانا رومی فرماتے ہیں

عشق من پیدا و معشوم قم نہاں

یا ربیروں فتنہ او دو جہاں

ہمارا عشق تو ظاہر ہے اور ہمارا محبوب پوشیدہ ہے یعنی ہماری محبت
 کے اعمال و صلوٰۃ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ سب ظاہر ہے مگر یہ اعمال

جن کے لئے ہو رہے ہیں وہ کائنات کی نظر سے مخفی ہیں لیکن اس مخفی ہونے کے باوجود تمام کائنات میں حق تعالیٰ ہی کا تصرف اور انہیں کی قدرت کا فرما ہے۔ آج کل اس کی مثال آسان یہ ہے کہ بجلی سے تمام کام ہو رہے ہیں مگر بجلی نظر سے پوشیدہ ہے۔

حکایت :- ہمارے شیخ مرشدنا مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ جب وضو کے لئے بوقت تہجد اٹھتے تھے تو اکثر یہی شعر گنگنائے ہوئے مستانہ وار پڑھا کرتے تھے

عشق من پیدا و معشوقم نہاں یار بیرونِ فتنہ اور جہاں
اور اکثر یارِ ربی کا نعرہ مارتے کبھی یارِ ربی معاف فرما دیجئے بھی کہتے اس وقت
ایسا معلوم ہوتا کہ گویا حق تعالیٰ سے باتیں ہو رہی ہیں اور حق تعالیٰ
شانہ کونگاہ بصیرۃ کے ساتھ ساتھ بصارت سے بھی گویا دیکھ رہے ہیں۔
حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرمایا کرتے کہ ہمارے مولوی
عبدالغنی صاحب کو اللہ کے ذکر نے مٹا دیا ہے اور ذکر اللہ چیز ہی ایسی
ہے۔

حضرت شیخ پھولپوریؒ کو اکثر تنہائی میں دیکھا کہ نضار میں لفظ اسم
ذات اللہ لکھ رہے ہیں یہ محبت الہیہ کا والہانہ رنگ تھا۔
واقعی محبت حق تعالیٰ کی اس قدر لذیب ہے کہ امرار و سلاطین ہفت ^{اقلم}
کی سلطنت میں بھی اس کا تصور نہیں کر سکتے۔

ایں بہارے نیست کو رادے رسد
اللہ والوں کی یہ بہار کبھی خزاں رسیدہ نہیں ہوتی برعکس کائنات اور
اس کی ہر چیز عارضی و فانی ہے۔ احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

جانے کیا پاگئے جانِ عالم سے ہم
 سارے عالم کو خاطر میں لایے نہ ہم
 صبح گلشن نہ ہو کیوں مری شام غم
 غم ہی میں پاگئے آپ کو بھی تو ہم
 لب بے خنداں جگر میں ترا درد غم
 تیرے عاشق کو سمجھا ہے لوگوں نے کم
 میرا مقصود ہرگز نہیں کیف و کم
 تیری مرضی پہ سر میرا تسلیم خم
 ہو رہا ہے ترا درد کیوں بیش و کم
 راز دار محبت سے پوچھیں گے ہم
 تھمتے تھمتے اگر اشک جائیں گے تھم
 آتش غم مرے دل میں ہوگی نہ کم

”فرق اہل آخرت و اہل دنیا“

شعر ۱۳۳ شہوت و خشم مرد صاجد بہتر از زہد و علم دنیا دار
 توجہ تشریح اللہ والوں کے غصے اور نفس کے تقاضے فانی فی الحق
 ہونے کے سبب سب للحق ہوتے ہیں یعنی ان کی محبت
 و خوشی بھی اللہ کے لئے ہوتی ہے اور ان کا غصہ و ناراضگی بھی خدا کے
 لئے ہوتا ہے برعکس دنیا دار اگر زہد اور علم بھی اختیار کرتا ہے تو وہاں
 بھی اس کی نیت دنیا ہوتی ہے یعنی تاکہ لوگ مجھے زاہد کہیں یا حلیم کہیں۔
 ایک بزرگ نے فرمایا کہ دنیا ۴ طرح کی ہوتی ہے۔

(۱) بعض کے قلب میں بھی ہوتی ہے اور ہاتھ میں بھی ہوتی ہے یہ امرائے دنیا دار ہیں۔

(۲) بعض کے قلب میں دنیا ہوتی ہے مگر ہاتھ میں نہیں ہوتی یہ دنیا دار تو ہے مگر لہذا ہر زاہد ہے کیونکہ بے چارہ محروم ہے دنیا سے

(۳) دنیا صرف ہاتھ میں ہوتی ہے مگر قلب میں نہیں ہوتی یہ امرائے صالحین بھی زاہدین کہلاتے ہیں۔

(۴) دنیا نہ دل میں ہوتی ہے نہ ہاتھ میں ہوتی ہے یہ اولیائے زاہدین امت کے ہیں جو ظاہراً و باطناً زاہد ہی نظر آتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام سے مقرب ہوتے ہیں۔

”بیان فوائد گریہ وزاری“

شعر ۱۳۲ تانہ گریہ صبی گہوارہ کے دہد شیر مادر غمخوار
 جب تک طفل شیر خوار (دودھ پیتا بچہ) روتا نہیں
 مادر مشفقہ کب دودھ اس کو دیتی ہے۔

مولانا رومی نے اسی مضمون کو اس عنوان سے مثنوی میں پیش

کیا ہے۔

تانہ گریہ طفل کے جوشد لبین تانہ گریہ ابر کے خند و چین
 ترجمہ :- جب تک بچہ نہیں روتا ماں کے پستان میں دودھ نہیں جوش
 کرتا اسی طرح جب تک بادل نہیں ہوتے یعنی نہیں برستے باغات نہیں
 سرسبز ہوتے۔

حضرت خواجہ مجذوبؒ فرماتے ہیں

جب فلک نے مجھ کو محروم گلستاں کر دیا

اشکھائے خوں نے مجھ کو گل بداماں کر دیا

یعنی حق تعالیٰ نے جب ہم کو جنت کے چین سے دنیا میں اتارا تو ندامت کے آنسوؤں کے صدقے میں پھر رحمت حق کو چوش آیا اور دنیا ہی میں اپنے عاشقوں کو جنت کا لطف بلکہ حاصل جنت یعنی خود اپنی ذات پاک کا قرب عطا فرما دیتے ہیں۔

حضرت حاجی امداواللہ صاحب فرمایا کرتے تھے جب حق تعالیٰ کی یاد میں خوب رونا آئے تو اس کا نام عاشقانِ خدا کی اصطلاح میں گرم بازاری عشق ہے۔

حکایت :- میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ جو نیپور شہر میں ایک مشاعرہ تھا جس کا مصرعہ طرح یہ تھا

کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے

ایک لڑکے نے ایسی مصرعہ طرح لگائی کہ سارا مجمع جو حیرت ہو گیا اور اس کو نظر لگ گئی تین دن تک زندہ رہا اور مر گیا۔ وہ مصرعہ جانفراہ تھا

اے سیل اشک تو ہی بہا دے ادھر مجھے

یعنی اتنا رونا آوے کہ آنسوؤں کے سیلاب ہی یار تک بہا لے جائیں۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں

سَهْمُ الْعُيُونِ لَغَيْرِ وَجْهٍ ضَائِعٍ

وَبُكَاهُتْ بِغَيْرِ فَقْدِكَ بَاهِلٌ

ترجمہ :- اے خدا جاگنا آپ کے غیر کے لئے آنکھوں کو ضائع کرنا ہے (کیونکہ فانی محبوب کے لئے جاگنا بھی بے قیمت اور فانی ہے) اور اے خدا آپ کے

علاوہ کسی کے لئے، رونا اپنے آنسوؤں کو حقیرا اور رائیگاں کرنا ہے۔
 بخاری شریف میں حضرت لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر رسول
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نقل فرمایا ہے اصدق کلمۃ قالہا الشاع
 قول لبید شاعر کے تمام کلمات میں سب سے سچا شعر یہ ہے
 الْأَكْلُ شَيْءٌ مَا خَلَا اللَّهُ بَاطِلٌ

ترجمہ: خوب سن لو کہ ہر شے جو خدا کے علاوہ ہے وہ فانی اور باطل ہے
 لیکن جو محبت اللہ کے لئے ہوتی ہے وہ محبت بھی ملحق ہونے کے سبب
 محبت حق ہی ہوتی ہے پس اس تشریح سے خدا کا حکم سمجھ کر اور خدائے پاک
 کی مرضی کے مطابق جس سے محبت ہوگی وہ سب اس شعر سے مستثنیٰ ہے۔
 حکایت:- ایک بزرگ سفر کر رہے تھے راستے میں نہانی تھی آسمان کی
 طرف دیکھا۔ نگاہ کرم سے بھیک مانگی کہ اے خدا ایک ذرہ اپنی محبت کا
 عطا فرما قبولیت کی ساعت تھی دعا قبول ہو گئی۔ بس گریہ طاری ہوا۔
 روتے روتے پہروں گذر گئے اور عالم تیر میں وہیں کھڑے رہ گئے اور
 بزبان حال فرمایا ہے

یا رب چہ قطرہ ایست محبت کہ من ازاں
 یک قطرہ آب خوردم و دریا گر بستم
 اے رب! آپ کی محبت کا قطرہ کیسا قطرہ ہے کہ ایک قطرہ پیا تھا اور دریا
 کا دریا رو رہا ہوں۔

حضرت مرشد حجتی نے تفسیر علی مہائمی کے حوالہ سے فرمایا تھا کہ جب
 حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا گیا تو آپ پر ندامت کا غلبہ ہوا
 اور اس قدر روئے کہ ان آنسوؤں کے اجتماع سے چھوٹے چھوٹے چشمے

بن گئے اور انھیں اشکہائے ندامت سے دشبودار پودے گلاب -

بیلا - چمیلی - گل نسریں - وریجان پیدا ہوئے -

حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ

برسائیں گے جب خون دل اور خون جگر ہم

دیکھیں گے تبھی نخل محبت میں ٹرہم

ہو گئی خشک چشم تر بہ گیا ہو کے خوں جگر

رونے سے دل مرا مگر ملے ابھی بھرا نہیں

غالباً جگر کا شعر ہے

رونے کا جب مزہ ہے کہ اے چشم خونفشاں

ہر بوند میں بہو کی تمنا دکھائی دے

حضرت روحی فرماتے ہیں

اے دریغا اشک من دریا بدے تانشار و لبس زرباشدے

ترجمہ :- اے کاش میرے آنسو دریا ہوتے کہ محبوب حقیقی پر وہ قربان

ہوتے -

حکایت :- حضرت مرشدی درس بخاری کے لئے اپنے مدرسہ بیت العلوم

پھونپور سے سرائے میر ہر روز اپنے ذاتی یکہ سے تشریف لے جایا کرتے تھے

احقر ساتھ ہوتا تھا ۵ میل کا راستہ تھا ہر روز با وضو تلاوت کرتے ہوئے

سفر کرتے ایک دن اثنارتلاوت ہی میں احقر سے فرمایا کہ حکیم اختر جب دعا

میں آنسو نکل آئے تو سمجھ لو کہ دعا قبول ہو گئی -

اب احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں تین اردو اور دو فارسی کے ہیں

(۱) ہو گئی عرش زمین سجدہ کسکی آنکھوں پہو برسایا ہے

(۲) زمین سجدہ پہ ان کی نگاہ کا عالم

برس گیا جو برسنا تھا مرا خون جگر

(۳) ایک قطرہ اگر ہوتا تو وہ چھپ بھی جاتا

کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

(۴) ہر کجاگرید بہ سجدہ عاشقے آں زمیں باشد حرم آں ہے

ترجمہ :- جس زمین پر بحالت سجدہ کوئی عاشق حق روتا ہے وہ زمین اس وقت اس شہنشاہ حقیقی کا حرم شاہی بن جاتی ہے غایتہ قرب کے اعتبار سے۔

(۵) قطرۃ اشک ندامت در سجود ہمسری خون شہادت می نمود

گنہگار کے ندامت کا قطرۃ اشک (آنسو کا قطرہ) بحالت سجدہ شہیدوں کے خون کی ہمسری کرتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حق تعالیٰ کے نزدیک دو قطروں سے بڑھ کر کوئی قطرہ نہیں ایک قطرہ آنسو کا جو حق تعالیٰ کے خوف سے نکلا ہو دوسرا قطرہ خون کا جو راہ خدا میں یعنی جہاد میں گرا ہو حکایت :- ایک بار حضرت مرشدیؒ نے اپنے چہرہ پر بے ہونے آنسوؤں کو پہلے آنکھوں پر پھر تمام چہرہ پر اور داڑھی پر مل لیا اور فرمایا کہ ہمارے پیر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ پھر احقر نے ایک حدیث کی روایت میں دیکھا کہ ایک صحابی محمد بن منکدرؒ جب روتے تھے تو اپنے چہرہ اور داڑھی پر پھیلا لیا کرتے اور فرماتے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جہنم کی آگ اس جگہ نہ پہنچے گی جہاں آنسو پہنچے ہوں گے۔

حدیث :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس آنکھ سے اللہ کے خوف سے ذرا سا آنسو خواہ وہ مکھی کے سر کے برابر نکل کر چہرہ پر

گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس چہرہ کو آگ پر حرام فرمادیتے ہیں۔
 حدیث :- جو شخص اللہ کے خوف سے روئے اس کا آگ میں جانا
 ایسا ہی مشکل ہے جیسے دودھ کا تھن میں واپس جانا۔

حدیث :- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اے رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم کیا آپ کی امت سے کچھ لوگ بے حساب جنت میں جائیں گے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے
 روتا ہے۔

حدیث :- قیامت کے دن سات آدمی ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ
 اپنا سایہ عطا فرمائیں گے ان میں ایک وہ شخص بھی ہے جو تنہائی میں
 اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اس کی وجہ سے اس کی آنکھ سے آنسو بہنے لگے۔

حضرت کعب بن جابر صحابی کا قول | فرمایا کہ قسم اس ذات پاک
 کی جس کے قبضے میں میری

جان ہے کہ اگر میں خدا کے خوف سے روؤں اور آنسو میرے رخسار پر
 بہنے لگے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ پہاڑ کے برابر میں سونا
 صدقہ کروں۔

حضرت روٹی فرماتے ہیں :-

در مناجاتم بمیس خون جگر

ترجمہ :- اے خدا میری مناجات و دعائیں میرے جگر کا خون دیکھ لیجئے۔
 یعنی کس درد سے دعا کر رہا ہوں۔

احقر کا شعر جو ایک دن سو کر اٹھنے پر زبان سے جاری ہوا ہے
 روح را با ذات حق آویختہ در دل اندر دعا آویختہ

ترجمہ :- عاشقانِ خدا اپنی روح کو حق تعالیٰ کے ساتھ وابستہ کئے ہوئے ہیں اور دعاؤں میں اپنا دردِ دل شامل کئے ہوئے ہیں۔ توفیقِ گریہ اپنے اختیار میں نہیں اس لئے اگر رونانہ آوے تو رونے والی صورت بنا کر حق تعالیٰ کے کرم کا تماشا دیکھتے۔

بنا کر فیروں کا ہم بھیس غالب | تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں
حضرت ابو بکر صدیق کا ارشاد | فرمایا کہ اگر رونانہ آوے تو رونے
کی صورت ہی بنالے۔

توفیقِ گریہ کے لئے حدیث شریف کی یہ دعا بھی کرتا رہے کہ اے خدا میں آپ سے ایسی آنکھیں مانگتا ہوں جو آپ کے خوف سے رونے والی ہوں قبل اس کے کہ (آخرت میں) یہ آنسو خون ہو جاویں اور ڈارٹھیں آگ کے شعلے۔
مولانا رومی فرماتے ہیں :-

ہر کجا بینی تو خون بر خاک کہا | پس یقین می دانکہ آن از چشم ما
ترجمہ :- جہاں کہیں بھی دیکھو کہ زمین پر خون کے آنسو پڑے ہوں تو یقین کر لینا کہ جلال الدین رومی ہی کی آنکھوں سے یہ گریے ہیں۔ اور ایک مقام فرمایا کہ گریہ وزاری گنہگاروں کا بڑا سرمایہ ہے :-
گریہ وزاری قوی سرمایہ است
اے جلیل اشک گنہگار کے یک قطرہ کو
ہے فضیلت تری تسبیح کے سوداؤں پر

احوال عاشقانِ حق

شعر ۱۳۵ | ہرچہ غیر خیال معشوق است | خارِ عشق است اگر بُود گلزار

ترجمہ و تشریح محبوب حقیقی کے علاوہ یعنی یا ان کا خیال ہو یا ان کیلئے کسی کا خیال ہو اس کے علاوہ جو خیال بھی ہے سب خار ہی خار ہے اگرچہ صورت میں گلزار معلوم ہوتا ہے۔

دل کی دنیا جب روشن ہوتی ہے جب دل کا خالق اور مالک کا نور دل میں آجاوے۔ گھر آباد وہی کہلاتا ہے جس میں گھر کا مالک آجائے۔ ورنہ وہ دل ویران ہے۔

یہ مصرعہ ابھی ابھی لکھتے لکھتے موزوں ہو گیا ہے

جس دل میں تو نہیں ہے ویران ہے وہ دل

پھیلیوں کو خشکی کے گلزار کاٹے نظر آتے ہیں اور پانی کے طوفان باغ و بہار معلوم ہوتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ پانی سے پھیلیوں کو عشق ہے دراصل محبوب وہی ہو سکتا ہے جو اساس حیات اور جان حیات ہو اور یہ صفت صرف حق تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ فرماتے ہیں ہم تمہاری رگ جان سے بھی قریب تر ہیں۔ مولانا رومی عرض کرتے ہیں ۷

از کرم از عشق معزولم مکن جز بند کر خویش مشغولم مکن

ترجمہ :- اے خدا اپنے کرم سے مجھے نعمت عشق سے محروم نہ فرمایا اور اپنی ملازمت عشق سے معزول نہ فرما۔ یعنی اپنی یاد کے علاوہ کسی دھندلے میں مشغول نہ فرما ۷

مجھ کو جینے کا سہارا چاہیے غم تمہارا دل ہمارا چاہئے (اختر)
واقعی حق تعالیٰ کا تعلق جب روح کو عطا ہو جاتا ہے تو شاہی اور شاہزادگی بھی بیچ ہو جاتی ہے ۷

شاہی و شاہزادگی درباختہ از پئے تو در غریبی ساختہ (روحی)

ترجمہ: اے خدا آپ کے عاشقوں نے شاہی اور شہزادگی کو تاج دیا ہے یعنی آپ کی محبت کے داؤں پر لگا دیا ہے اور آپ کے لئے غربت سے موافقت کر لیا ہے۔

دونوں عالم دے چکا ہوں میکشو
یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی
(مجدوب)

بفراغ دل زمانے نظرے بمانہ روئے
ازاں بہہ کہ چتر شاہی ہمہ روزمانے دیوئے
ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ فراغ قلب سے (سکون قلبی) حق تعالیٰ کی یاد کی نعمت اور لذت بہتر ہے اس شاہی چھتری سے جو سر پر ہو اور سلطنت کا شور و غل ہو۔

پس از سی این معنی محقق شد بہ خاقانی

کہ یکدم با خدا بودن بہہ از ملک سلیمانی
ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ تیس سال کا تجربہ خاقانی کو یہ ہوا ہے کہ ایک سانس خدا کے ساتھ مشغول ہونا سلطنت سلیمانی سے افضل ہے حکایت :- حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر مع اپنی شاہی شان و شوکت اور شکر کے ہوا پر اڑتے ہوئے کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ زمین پر کسی اُمتی مسلمان نے ایک بار سبحان اللہ کہا اس کا نور زمین سے اٹھا اور ان کے تخت شاہی کو عبور کرتا ہوا آسمان تک پہنچا۔ آپ نے ہوا کو حکم دیا کہ اس شخص کو اڑا کر میرے تخت پر لاؤ جب وہ حاضر ہوا دریافت کیا تم نے کیا عمل کیا جس کا نور میرے تخت شاہی سے اوپر چلا گیا عرض کیا کہ میں نے سبحان اللہ کہا تھا۔

معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کا نام اور ان کا ذکر دونوں جہان کی سلطنت سے
افضل ہے ۵

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب کے بے غرض ہو کر
تو اپنا بور یہ بھی پھر ہمیں تخت سلیمان تھا
جو وسعت میں کون و مکان کے نہ آئے ۵

کرم سے مرے دل میں آکر سمائے (اختر)
حق تعالیٰ کے مومن کے دل میں آنے سے مراد تجلی خاص اور تعلق خاص
کا عطا ہونا ہے ۵

اتصالے بے تکلیف بے قیاس ہست رب اناس را با جان ناس

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا ۵

ہم جان گئے بس تری پہچان یہی ہے
ہم تن ہستی خوا بیدہ مری جاگ اٹھی ۵

ہر بن موسے مرے اس نے پکارا مجھ کو (اصغر)
سمجھنا سہل نہیں اہل جہاں کو اختر ۵

بنام عشق کوئی زندگی گذرتی ہے
نہ روزگار نہ اسباب تعیش اس کو

مگر عجیب بہاروں سے وہ گذرتی ہے
ہم ان کے اور وہ میرے ہوئے آہستہ آہستہ ۵

محبت رنگ لائی ہے مری آہستہ آہستہ (اختر)
احقر کے دو شعر سے تعلق مع اللہ کا انعام ملاحظہ ہو۔

گئی وہ بھول جمال رخ مہہ وانجم
مری نظر جو رخ آفتاب سے گذری

یہ کائنات اسے تنگ تھی بایں وسعت

کوئی حیات جو اس کے عتاب سے گزری

مراد رُخ آفتاب سے حق تعالیٰ شانہ کی ذات پاک کا تعلق ہے جو ہزاروں
ماہ پاروں سے نظر و قلب بچانے کے مجاہدہ پر عطا ہوتا ہے۔

توڑ ڈالے مہ خورشید ہزاروں ہم نے

تب کہیں جا کے دکھایا رُخ زیبا تو نے

بہ رہا ہے میری رگ سے درد الفت کا لہو

رقص کرتی ہیں رگوں میں عشق کی چنگاریاں (اختر)

نہ ترادل نہ تری جاں چاہئے انکو تجھ سے خون ارماں چاہئے (ء)

تاں کوئی ترک آرزو سے جب شکستہ دل ہو کر اشک بار دعا مانگتا ہے

اور الفاظ بھی ساتھ نہ دے رہے ہوں

بہ رہا ہے اشک آنکھوں سے لہو کے رنگ میں

اللہ اللہ عشق کی یہ بے زبانی دیکھئے (اختر)

تو اس دعائے بے زبانی کا نام زبان حال ہے اور زبان عشق ہے

لیک عشق بے زباں روشن ترست

حق تعالیٰ کے عاشقوں کی پہچان یہی ہے کہ ان کے پاس بیٹھ کر

حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی ہو اور دنیا آنکھوں میں فانی اور بے قدر

ہو جائے اور خدائے پاک پر مال و عزت دل و جان دینے کا شوق

پیدا ہو جائے اور جان مضطر میدان شہادت تلاش کرنے لگے اور

جہاد اکبر یعنی نفس کے بُرے تقاضوں کے گردن پر حکم الہی کا خنجر پیوست

کر کے اپنی روح کشتہ تسلیم ہر میں صد ہا حیات تازہ کی بہار محسوس

کرنے لگے۔

احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

دل میں ان کی یاد کی لذت ہواے درد جگر
 پھر ترا کیا شام غم اور کیا تری آہ سحر
 دل تو کچھ روشن نہیں بت تم سے اے شمس و قمر
 کائنات دل کے ہیں کچھ دوسرے شمس و قمر
 میں نے یہ دیکھا نہیں ملتا سکوں تیرے بغیر
 گرچہ حاصل ہو مجھے کل کائنات بحر و بر
 اے خدا کیا رابطہ ہے تجھ سے ان ارواح کو

بے ترے پاتی نہیں ہیں چین باصدا مال و زر
 آسماں دل پہ ان کے غم کے تارے ہوں اگر
 پھر شب تاریک میں بھی طے ہو منزل بے خطر
 گر ہے جان زندگی سے دور کوئی زندگی
 تلخ کر دیتی ہے اختر تلخی شام و سحر
 وہ تو کہئے کہ ترے غم نے بڑا کام کیا

ورنہ مشکل تھا غم زیست گوارا کرنا

حق تعالیٰ کے راستے میں نفس کو حرام اور ناجائز لذتوں سے محروم
 ضرور ہونا پڑتا ہے مگر پانچاںہ پیشاب سے بچنا ہی تو انسانی قدر و منزلت
 کا معیار ہے پھر خدا کی راہ میں تکالیف اٹھانے میں چند دن کا تو مجاہدہ
 ہے مگر پھر قلب و روح کو جو چین و کیف اور سکون عطا ہوتا ہے بخدا
 وہ کسی گنہگار کو خواب میں بھی میسر نہیں ہو سکتا۔ گنہگار کی زندگی تو

نہایت عذاب اور سراپا تکلیف محذوق میں رسوائی کا خوف خالق کے سامنے روسیاء ہی کا اندیشہ ہر وقت اس کے دل و دماغ کو زندہ درگور اور دنیا ہی میں دوزخ کے اندر ڈالتا ہے۔

اُن کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم

انوار ہے معمور ہے ابرار کا عالم (مولانا محمد احمد صاحب)

خلاصہ یہ کہ گنہگار کا جسم عارضی لذت گناہ کی پاتا ہے مگر قلب و روح کو ہر وقت عذاب بے سکونی میں گرفتار پاتا ہے اور اللہ والے نفس کی خواہشات کو توڑ کر اپنے قلب و روح میں لافانی سکون و بہار جنت کی دائمی خوشبو محسوس کرتے ہیں۔

جس کا جی چاہے تجربہ کر کے دیکھ لے اور ایک صورت تجربہ کی اور آسان ہے اس کو حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وعظ راحت القلوب میں بیان فرمایا ہے وہ فرمان خداوندی ہے کہ ذکر خدا سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے اور ذکر کلی مشکلک ہے ذکر جس درجہ کا ہوگا اسی درجہ کا اطمینان مرتب ہوگا یعنی جس قدر ذکر کامل ہوگا اسی قدر اطمینان کامل عطا ہوگا۔ اور اگر ذکر ناقص ہو یعنی گناہوں کے ارتکاب کے ساتھ ساتھ یا ذکر کی کمیت و کیفیت میں کسی قسم کی کمی ہو تو اسی قدر اطمینان ناقص ہوگا مگر اطمینان ضرور ملے گا خواہ کسی درجے میں ہو اور ذکر ناقص بھی کرتا رہے کیونکہ ذکر کامل کا ذریعہ بھی یہی ذکر ناقص ہے جس طرح بچوں کے حروف شروع میں ٹیڑھے اور خراب بنتے ہیں مگر اسی ناقص مشق حروف سے آہستہ آہستہ عمدہ حروف بنتے لگتے ہیں پس اگر کوئی بچہ ناقص حروف سے مایوس ہو کر لکھنا چھوڑے گا تو کامل حروف سے

ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاوے گا۔ پس جس طرح سے ہو سکے ذکر کئے جاوے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر حق تشویش قلب کے ساتھ بھی مفید ہے۔

ہاں تو وہ تجربہ کی صورت یہ ہے کہ کچھ دن امیروں کے پاس رہ کر دیکھو اور کچھ دن کسی اللہ والے کے پاس رہ کر دیکھو پھر خود فیصلہ کر لو گے کہ اطمینان کس کو حاصل ہے۔ ہاں جس اللہ والے کی صحبت میں رہنا چاہو اپنی مناسبت اس کے ساتھ دیکھ لو جو کچھ دن آنے جانے اور اس کی مجلس میں بیٹھنے سے خود بخود معلوم ہو جاتی ہے کہ اس کی بات قلب میں اترتی معلوم ہوگی۔ مناسبت کا مفہوم سمجھنے کیلئے حق تعالیٰ نے احقر کو ایک مثال عطا فرمایا ہے وہ یہ کہ جب کسی کا خون کسی کے اندر ڈا کر چڑھا تا ہے تو پہلے دونوں کے خون کے گروپ ملتا ہے اگر گروپ نہیں ملتے تو پھر اس خون کو نہیں چڑھاتا پس اسی طرح روح کی مناسبت کو سمجھ لینا چاہئے۔

خلاصہ یہ کہ حق تعالیٰ کے راستے مجاہدہ کی مدت تھوڑی ہے اور راحت دائمی ہے اور گناہ کی زندگی میں لذت کی مدت تھوڑی اور تکلیف دائمی ہے پس یہ تجارت خسارہ والی ہے یا نہیں خود فیصلہ اپنی عقل سے کر لے اور جلد کسی اللہ والے کامل بندہ کا دامن پکڑ لے اور اپنا حال بُرا بھلا سب کہہ کر اپنے امراض روحانی کا علاج کرائے یعنی جن گناہوں کی عادت نہ چھوڑتی ہو ان سے بتا کر تدبیر معلوم کر کے عمل کرے اور ان سے دعائیں بھی کراتا رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد آپ بھی اللہ والے بن کر دونوں جہاں میں اطمینان اور پرسکون زندگی کی نعمت سے مالا مال ہوویں گے

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے تھے کہ مجاہدہ میں یعنی
گناہ چھوڑنے میں جسم کو تکلیف ہوتی ہے مگر قلب و روح میں نور پیدا ہوتا
ہے۔ ایمان کی حلاوت عطا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا قرب عطا ہوتا ہے جو
پھر بزبان حال یہ کہو گے

میں رہتا ہوں دن رات جنت میں گویا

مرے باغ دل میں وہ گلکاریاں ہیں

مجاہدات کے بابے میں احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جو احقر نے اپنے لخت
جگر مولوی محمد منظر سلمہ کی ترمیم و تادیب کے سلسلے میں لکھا تھا۔

مائے کیا جانے وہ آہوں کی نزاکت کی لچک

جس نشیمن پر نہ ہو برق حوادث کی چمک

غنیہ سہتا ہے چین میں سختی بادِ سحر

اسکے دامن میں عطا ہوتی ہے پھولوں کی ہرک

اک شکستہ غم بھرے دل کو اگر چھڑے کوئی

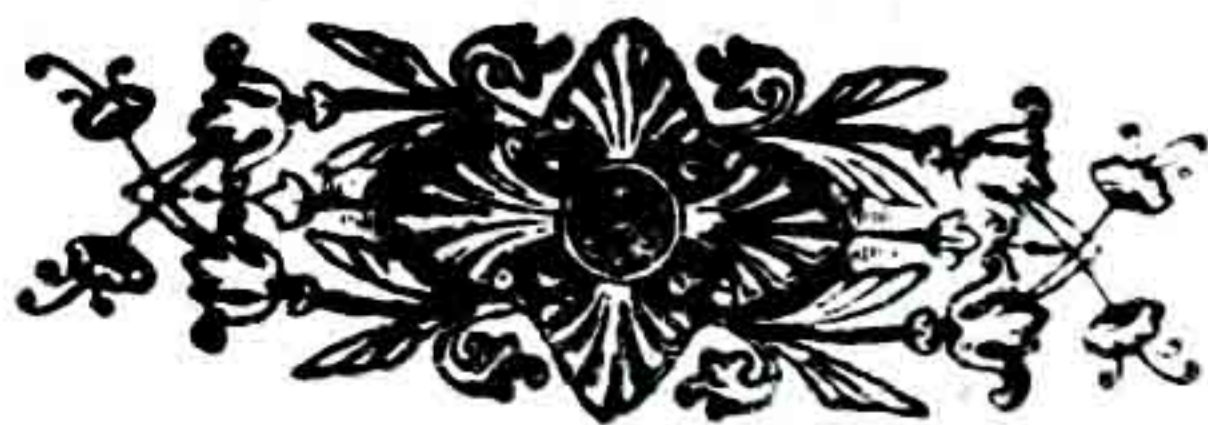
دیکھے پیمانے سے اسکے کیوں نہ جائے غم چھلک

تم کو اپنے باپ کی تنبیہ کے لہجے میں بھی

چاہئے آئی نظر منظر! محبت کی جھلک

تم سے کچھ شکوہ نہیں آخر کالے جان پدر

ہاں مگر مل جائے آداب محبت کی چسک



”بیان حسن و تجلیات الہیہ“

شعر ۱۳۶

از لب یام شکر را چہ خبر

وازرخش شمس و قمر را چہ خبر

شعر ۱۳۷

بادمش باد بہارے چہ زند

واز قدش سرد شجر را چہ خبر

محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ کے قرب کی مٹھاس کو شکر کیا
ترجمہ و تشریح

جانے اور ان کے تجلیات کی دلکش روشنی کو شمس و قمر
کیا جانیں اور ان کی نسیم کرم کو باد بہاری کیا جانے اور ان کے حسن و جمال
کو سرد شجر کے تدو قامت کیا جانیں۔

اسی کو مولانا رومی فرماتے ہیں

گر بہ بینی یک نفس حسن و دور اندر آتش افگنی جان و دور

ترجمہ :- اگر تو ایک لمحہ کو بھی حق تعالیٰ کا حسن و جمال دیکھ لے تو غلبہ شوق

بے خودی میں اپنی محبوب تر جان کو آگ میں ڈال دے یعنی ہر مجاہدہ تجھ پر

آسان بلکہ جان دینا اور جان دیکر یہ کہنا آسان ہوگا

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

گر بہ بینی کر و فر قرب را

جیفہ بینی بعد ازیں این شرب را

ترجمہ :- اگر تو حق تعالیٰ شانہ کے جمال کا کر و فر یعنی شان و شوکت دیکھ

لے تو تمام کائنات اور اس کی لذات تجھے مردار اور بے قدر معلوم ہونگی

یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام کو ہفت اقلیم کی سلطنت سے بھی

خریدا نہیں جاسکتا۔
 حکایت : حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو بمبئی کے دو سیٹھوں نے
 ایک لاکھ روپیہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا ہم بیرون تعارف اور بے تکلفی
 کسی کا ہدیہ نہیں لیتے اور اتنے بڑے ہدیہ کا تو میں تحمل بھی نہیں کر سکتا اور
 نہ مجھے ضرورت ہے۔ رمزی اٹاوی نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی
 شان میں خوب کہا ہے

نہ لالچ دے سکیں ہرگز تجھے سکوں کی جھنکاریں
 ترے دست توکل میں تھیں استغنا کی تلواریں
 حکایت : حضرت پیر صاحب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے
 شاہ سنجر نے درخواست کی آپ اجازت دیں تو نیروز علاقہ کی آمدنی آپ
 کی خانقاہ کے لئے وقف کر دوں۔ آپ نے جواب میں یہ دو شعر تحریر
 فرمادئے۔

۱۷ چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد
 در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم
 ۱۸ زانگہ کہ خبر یافتم از ملک نیشب
 من ملک نیروز بیک جو نمی خرم
 ترجمہ ۱۷ شاہ سنجر کے سر پر بوقت عدالت شاہی سیاہ رنگ کی جو
 چھتری ہوتی ہے اسی طرح میرا نصیب بھی سیاہ ہو جاوے اگر میرے
 دل میں ملک سنجر کی ہوس موجود ہو۔

۱۹ جس وقت سے حق تعالیٰ کے کرم نے مجھے ادھی رات کی سلطنت
 بخشی ہے یعنی تہجد کی نماز کی لذت سے سرمست و سرشار ہوں اہل لذت

قرب خداوندی کے مقابلے میں تمہاری نیمروز کی سلطنت کو میں ایک جو
کے عوض بھی نہیں خرید سکتا

خلاصہ یہ کہ حق تعالیٰ کی محبت اور طاعت و ذکر و فکر میں جو لذت
ہے اور جو مٹھاس ہے اس کی خبر شکر کو بھی نہیں ہے

نہ کبھی تھے بازہ پرست ہم نہ ہمیں یہ ذوقِ شراب ہے

لب یا رچوسے تھے خواب میں وہی ذوقِ مستی خواب ہے

یعنی روز ازل ساقی ازل نے ارواح کو جو تجلی دکھائی تھی اس سوال میں

کہ کیا میں تم پر ازاد نہیں ہوں اور ارواح نے کہا تھا جئے کیوں نہیں۔

یہ شعر مذکور ہمارے مرشد اکثر پڑھا کرتے تھے حقیقت یہ ہے کہ حضرت

عالم بھی تھے اور عاشقِ حق تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے غیر عالم جب اس راہ میں

آگے نہ گزرتا ہے تو صاحبِ نور ہو جاتا ہے لیکن جب عالم اس راہ میں

داخل ہوتا ہے اور ذکر و شغل کرتا ہے تو نورِ علیٰ نور ہو جاتا ہے۔ علم کا

لطف عمل کی برکت سے ملتا ہے اور عمل کا لطف محبت و عشق کے فیض سے

ملتا ہے اور عشق و محبت کی دولت عاشقانِ خدا کی جو تیاں اٹھانے سے

ملتی ہے ایک مدتِ عمران کی صحبت و خدمت میں رہ لے جس کی مقدار حضرت

نعمانیؒ نے ۶ ماہ فرمائی تھی۔ اور طلباء سے فرمایا کہ ۱۰ سال درس نظامی میں

لگاتے ہو ۶ ماہ کسی اللہ والے کے پاس رہ لو پھر دیکھو گے کہ سینے میں علوم

انبیاء کا فیضان موجزن ہوگا اگرچہ ماہ مشکل ہو تو صرف ۴۰ ہی دن

رہ لے

پیش مرد کا لے پا مال شو
بے کتاب بے معیار دستار رومی

قال را بگذار مرد حال شو
بستی اندر خود علوم انبیا

ترجمہ :- قال کو چھوڑو باتیں زیادہ مت کرو صاحب حال بنو اور یہ
جب ہوگا کہ کسی مرد کامل کے سامنے اپنے نفس کو پامال کر دو۔ مثلاً دو۔
اپنی رائے کو فنا کر دو۔

مثلاً دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

پھر اپنے اندر انبیاء علیہم السلام کے علوم کا فیضان محسوس کرو گے اور
بے کتاب و استاد ایسی باتیں قلب میں وارد ہوں گی کہ اہل علم و نگ اور
خوجیرت ہوں گے۔ پھر حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ ہم نے وہی پڑھا ہے
جو اے طلباء تم مدارس میں پڑھتے ہو مگر یہ سب علوم جو میری زبان سے
بیان ہو رہے ہیں یا میرے قلم سے تحریر ہو رہے ہیں یہ سب حضرت
حاجی امدا اللہ صاحبؒ کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نہ شد
مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ جلال الدین رومیؒ کو سب مولوی کہتے
تھے مگر شمس الدین تبریزیؒ کی غلامی کے صدقے میں آج مولائے روم
کہلایا جا رہا ہوں۔ یہ راستہ خدا کا کوئی تنہا نہیں طے کر سکتا۔ مولانا
محمد احمد صاحب مدظلہ کا خوب شعر ہے :-

تنہا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں

میں چل رہا ہوں آپہرے ساتھ آئیے

افسوس کہ اہل علم اپنے علم درسی کو کافی سمجھتے ہیں حالانکہ عمل کے لئے علم
فقط کافی نہیں عمل کی ہمت تو اللہ والوں کی مصاحبت اور مجالست سے
پیدا ہوتی ہے اسی طرح دنیاوی تعلقات میں پھنس کر بھی لوگ فرصت

نہیں نکالتے کہ کچھ دن اللہ والوں کے پاس رہ کر حق تعالیٰ کی محبت سیکھیں
 حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا ارشاد ہے کہ معاش میں اتنا مشغول
 ہونا کہ کسی بزرگ کے پاس ہر ہفتہ یا مہینہ میں حاضری کا موقع نہ پائے میں
 ایسی روزی کونا جائز کہتا ہوں۔ کیونکہ کسب حلال کے ساتھ ہم پر آخرت
 کی تیاری بھی تو فرض ہے۔ اور یہ موقوف ہے اہل اللہ کی صحبت پر۔
 ضروری کا موقوف علیہ بھی ضروری ہوتا ہے۔ ایک عالم کی اس بات پر
 کہ اہل اللہ کی صحبت کا کیا درجہ ہے۔ ارشاد فرمایا کہ میں فرض عین قرار دیتا
 ہوں۔ کیونکہ نفس کی اصلاح بدون مصلح ممکن نہیں۔ اور فرمایا کہ عامی
 اہل اللہ کی صحبت سے ولی بن سکتا ہے اور عالم بدون صحبت اہل اللہ ولی
 نہیں بن سکتا حق تعالیٰ کی محبت و پیاس جس روح میں ہوتی ہے اسے تو
 اللہ والوں کو دیکھتے ہی پیار آتا ہے سلوک کا پہلا قدم اللہ والوں کو
 محبت اور دنیا سے دل کا اُچاٹ ہونا ہے۔ قلب میں جوش و شوق کے لئے
 احقر اپنی دو نظیں یہاں تحریر کرتا ہے۔

نعرۂ مستانہ

پھر نعرۂ مستانہ ہاں اے دل دیوانہ
 زنجیر علائق پراک ضرب ہو زندانہ
 پھرا شک بلا ماں ہو پھر چاک گریباں ہو
 پھر صحرانوردی کا دُہرا کوئی افسانہ
 رورو کے کوئی مجنوں زنداں میں کہہ رہا تھا
 یارب مرا دیرانہ یارب مرا دیرانہ

فرزانگی کو بدلے دیوانگی سے دم میں
 اے دل جو ہاتھ آئے تجھ کو کوئی مستانہ
 محبوب حقیقی سے کب تک رہے گا غافل
 ہاں نفس پہ تو کر دے اک وار دلیرانہ
 پا جائے کوئی اختہ گراہل دل کی صحبت
 ہو خاک تن سے ظاہر مخفی کوئی خزانہ

نالہ ندامت

ہے اسی طرح سے ممکن تری راہ سے گذرنا
 کبھی دل پہ صبر کرنا کبھی دل سے شکر کرنا
 یہ تری رضا میں جینا یہ تری رضا میں مرنا
 مری عبدیت پہ یا رب یہ ہے تیرا فضل کرنا
 یہی عاشقوں کا شیوہ یہی عاشقوں کی عادت
 کبھی گریہ و بکا ہے کبھی آہ سرد بھرنا
 یہی عشق کی علامت یہی عشق کی ضمانت
 کبھی ذکر ہو زباں سے کبھی دل میں یاد کرنا
 مری زلیست کا سہارا مری زندگی کا حاصل
 تیرے عاشقوں میں جینا تیرے عاشقوں میں مرنا
 یہ تری عنایتیں ہیں یہ تری مدد کا صدقہ
 مری جان ناتواں کا ترے غم پہ صبر کرنا
 یہ تری عطا ہے یا رب یہ ہے تیرا فضل پنہاں

مرانا لہذا مت ترے سنگ در پہ کرنا
 ترا درد کیا ہے یا رب مجھے کچھ خبر نہیں تھی
 ترے اولیاء سے سیکھا ترے سنگ در پہ مرنا
 مرا ہر خطا پہ رونا یہی ہے مری تلافی
 تری رحمتوں کا صدقہ مرا جسم عضو کرنا
 تری شان جذبگی یہ تیری شان دلبری ہے
 مرے جان و دل کا تجھ کو ہمہ وقت یاد کرنا
 کسی اہل دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختر
 اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

معارف و حقائق برائے اصلاح نفس

شعر ۱۳۸
 رخ عاشقان مر عفر رخ جان و عقل احمر
 منگر برون شیشہ بنگر درون ساغر

ترجمہ و تفسیر
 عاشقان حق کا چہرہ نالہ شب اور آہ سحر اور مجاہدات
 سے زرد ہے لیکن عقل و روح انوار الہیہ سے معمور و
 سرخ ہے پس اللہ والوں کے زرد چہرہ کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو بلکہ
 ان کے باطنی انوار کے پیش نظر ان کو یہ نظر احترام و دیکھو شیشہ کو ظاہری
 رنگ کو مت دیکھو اندرون ساغر دیکھو کہ مئے محبت الہیہ چھلک رہی ہے یہ
 وہ سرخیاں کہ خون تمنا کہیں جسے بنتی شفق ہیں مطلع خورشید قرب کی
 اس شعر کا مفہوم یہ ہے کہ خواہشات نفسانیہ کے خون سے (اختر)
 دل کے آسمان پر شفق احمر سے قلب میں قرب کا آفتاب طلوع ہوتا ہے۔

ہے شرط کسی اہل محبت کی توجہ

ملتا نہیں ورنہ یہ محبت کا نگینہ

گو عشق کا موجود ہے ہر دل میں دینہ

ملتا نہیں لیکن کبھی بے خون و پسینہ

مانا کہ مصائب ہیں رہ عشق میں اختر

پر ان کے کرم سے جو اترتا ہے سکینہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ۵

رُخ زریں من منگر کہ پائے آہنیں دارم

چہ میدانی کہ در باطن چہ شاہے ہمنشین دارم

ترجمہ:- اے مخاطب میرے زرد چہرہ کو مت دیکھ کہ میں آہنی پیر رکھتا

ہوں۔ تجھے کیا خبر کہ میں اپنے باطن میں کیسے ذی شان شہنشاہ حقیقی کو

ہمنشین رکھتا ہوں۔

حاصل یہ کہ اللہ والوں کی ظاہری شکستہ حالی کو نہ دیکھوان کے اندر

لعل وجواہرات نسبت مع اللہ کے پوشیدہ ہیں۔

بہ بیج سیر نہ گردی چو معدۂ دوزخ

شعر ۱۳۹

مگر کہ بر تو نہد پائے خالق جبار

چناں کہ بر سر دوزخ قدم نہد خالق

شعر ۱۴۰

ندا کند کہ شدم سیر ہیں قدم بردار

انسان دنیا میں کبھی اپنی خواہشات کی تکمیل سے سیر

نہیں ہو سکتا۔ بیساکہ جہنم کا پیٹ نہیں بھرے گا اور وہ

صل من مزید پکارتی رہے گی یعنی جب دوزخی سارے ڈال دیئے

جاویں گے تب بھی دوزخ کہے گی کہ اے خدا اور کچھ بھی ہے ابھی میرا پیٹ تو بھرا نہیں حدیث شریف میں وارد ہے کہ پھر حق تعالیٰ اپنا قدم دوزخ کے اوپر رکھ دیں گے۔ اس وقت دوزخ سے آواز نکلے گی قط قط یعنی بس بس پیٹ بھر گیا۔ قدم اٹھالیجئے اسی طرح جب انسان خدا کا ذکر کرے گا اور حق تعالیٰ اپنا قدم نفس پر رکھ دیں گے تو یہ نفس بھی سیر ہو جاوے گا۔ حق تعالیٰ کے قدم سے مراد تجلی خاص ہے جس کو آخرت ہی میں سمجھا جاسکے گا۔ دنیا میں حق تعالیٰ کے عاشقین اور عارفین کے پرسکون ہونے کا سبب یہی ہے کہ یہ حضرات ذاکر ہوتے ہیں اور ذکر اللہ کا نور خاص ان کے قابو کو تناعیت عطا کرتا ہے اور صل من مزید سے باز رکھتا ہے۔ اور گناہ کے تقاضوں کو توڑ دیتا ہے اور نفس سے مقابلہ کو آسان کرتا ہے۔
انتباہ :- بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ گناہ کرنے سے جی بھر جاوے گا پھر گناہ چھوٹ جاوے گا یہ شیطانی دھوکہ ہے۔ نفس کی مثال دوزخ کی طرح ہے کہ ایک گناہ کے بعد پھر دوسرے گناہ کا تقاضا اور شدید ہو گا۔ گناہ کے ترک کا علاج صرف سمت اور دعا اور قوت ارادہ کا استعمال کرنا ہے اور ذکر اللہ سے اس میں اعانت ملتی ہے۔

مولانا رومی فرماتے ہیں

نار شہوت چہ کشد؟ نور خدا!

شہوت کی آگ کو خدا کا نور ہی بجھا سکتا ہے۔ صاحب تصیدہ بردہ علامہ بو صیری فرماتے ہیں

فَلَا تَرْمُ بِالْمَعَاصِي كَثْرَ شَهْوَتِهَا
 فَإِنَّ الطَّعَامَ يُفَوِّضُ شَهْوَةَ النَّهْمِ

ترجمہ :- اے شخص بار بار گناہ کر کے اپنی خواہشات کے ٹوٹ جانے کی امید مت رکھ یعنی یہ طریقہ علاج کا محض دھوکہ ہے کیونکہ جوع البقر کے مریض کو جتنا ہی کھانا کھلایا جاتا ہے اس کی خواہش اور تیز ہوتی ہے۔ چنانچہ مشاہدہ بھی ہے کہ ہر گناہ سے نفس کے تقاضے اور شدید ہو جاتے ہیں مثلاً بدنگاہی کا مرض ہے جتنا ہی زیادہ بدنگاہی کرتا ہے اسی قدر زیادہ خواہش ہوتی ہے اور اگر ہمت کر کے آنکھوں کو بچالے تو پھر یہ تقاضا کمزور ہو جاتا ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر یہ ارادہ کر لے کہ کسی حسین لڑکے یا عورت کو ہرگز نہ دیکھوں گا اگرچہ جان جانے کا اندیشہ بھی محسوس ہو تو پھر اس ہمت و ارادہ کی برکت سے آدمی اس بیماری سے نجات پا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر بدنگاہی پر ۶۴ رکعت نوافل کا جربانہ بھی کر لے تو شیطان یا لوس ہو کر اس کا تعاقب چھوڑ دیتا ہے کہ گناہ تو تو بسے معاف کر لیا اور نوافل یا نفع الگ رہا پس شیطان اپنی محنت کو رائیگاں دیکھ کر اس سے بھاگ جاتا ہے۔ لیکن سالک کو چاہئے کہ مرتے دم تک مجاہدہ کو اپنے اوپر لازم سمجھے اور نفس و شیطان سے بے فکر نہ رہے حضرت مجاز دج فرماتے ہیں سے

بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امارہ کا اے زاہد

فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگماں رہنا

نفس کا اثر دلا دیکھ ابھی مرا نہیں

غافل ادھر ہوا نہیں اس نے ادھر ڈسا نہیں

نہ چت کر سکے نفس کے پہلوؤں کو تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
اے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی کبھی وہ دبائے کبھی تو دبائے

شعر ۱۲۱

دلے بہ ہیں کہ نہ گرد زجاں سپاری سیر

اسیر عشق نہ گرد زنج و خواری سیر

شعر ۱۲۲

زر زہبائے نہانے کہ عاشقان دارند

بخوں درست نہ گرد ز زخم خواری سیر

ترجمہ و تفسیر عاشقان خدا کے دلوں کو دیکھو کہ حق تعالیٰ کی راہ میں جان دے کر بھی سیر نہ ہوئے یعنی بار بار جام شہادت نوش

کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں مولانا رومی فرماتے ہیں ۷

گر مراد صد بار تو گردن زنی ہچو شمعے بر فروزم روشنی

اگر بار بار اے عشق تو میری گردن مارے تو میں شمع کے مانند اور روشنی

بڑھاؤں گا یعنی جس طرح چراغ کی بتی کو جب تپتی سے کاٹ دیتے ہیں

تو گل ختم ہونے سے روشنی اور بڑھ جاتی ہے اسی طرح شہداء کی گردن

کٹنے سے ان کا نور باطن اور قوی ہو جاتا ہے۔

عشق کا قیدی محبوب کی راہ میں زخم مجاہدہ سے سیر نہیں ہوتا۔

۷۔ جو زخم پنہاں کہ عشاق اپنے باطن میں رکھتے ہیں وہ خون پیدا ہونے

سے اچھا نہیں ہوتا بلکہ زخم کھانے سے سیر ہوتا ہے۔

مراد یہی ہے کہ عشاق حق تعالیٰ کی راہ میں ہر وقت مجاہدات کے زخم

کو بصد شوق برداشت کرتے ہیں اور اہل تنعم و عیش اس حالت کے تصور

سے بھی کانپتے ہیں۔ لیکن ان کو نہیں معلوم کہ کباب کھانے والے کی آنکھوں

سے بہنے والے آنسو غم و صدمہ سے نہیں ہیں بلکہ انتہائی لذت و چٹ

پٹے ہونے کے سبب سے یہ آنسو نکل رہے ہیں اسی طرح اللہ والوں

کی ظاہری خستہ حالی پر نہ جانا چاہئے ان کے باطن کے عیش کا ادراک

حاصل کرو۔

شعر ۱۲۳

ہزار جان مکرم سپرد ہر نفسے
در آں شکار نہ شوزاں شکار داری سیر

ترجمہ و تشریح | ہزاروں مکرم جانیں انبیاء علیہم السلام اولیائے کرام کی ہر نفس اس ذات پاک پر قربان ہوتی ہیں۔ پس جس شکار سے تو سیر ہو جاوے وہاں شکار نہ ہونا کیونکہ یہ سیری محدود ہونے کی علامت ہے اور ہر حادث فانی ہے اور فانی سے محبت کرنا یا اس پر جان دینا جان و دل کو رائیگاں کرنا ہے۔ برعکس حق تعالیٰ کی ذات پاک چونکہ غیر محدود ہے وہاں سیری نہیں ہوتی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں محبوب رکھتا ہوں خدا کی راہ میں قتل ہونا پھر زندہ ہونا پھر قتل ہونا پھر زندہ ہونا پھر قتل ہونا۔

اسی کو مولانا رومی فرماتے ہیں سے

عشق را با حقی باقیوم دار عشق با مردہ نباشد پائیدار
عاشقی زندہ حقیقی سنبھالنے والی ذات سے کرو۔ مردہ سے عشق پائیدار
نہیں ہوتا ہے

اے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوق نظر نہیں ہے

خطاب از عشق

شعر ۱۲۴ | بکش بکش کہ چہ خوش میکشی بیار بیار
حزیمتاں رہ عشق را قطار قطار

اے عشق! قتل کر، قتل کر کیا ہی اچھا تو قتل کرتا ہے
ترجمہ و تشریح اے عشق اپنے حریمت خوردوں کو قطار در قطار
 برائے قتل لے آئے آ۔

غالباً مولانا نے اس وقت غلبہ شوق شہادت میں یہ شعر کہا ہے
 اس مقام پر احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

”دنیا ئے بے ثبات“

دنیا ئے دوں ہے خواب پریشاں لئے ہوئے
 سرمست عشق ہے غم جاناں لئے ہوئے
 حاضر ہوں سر بکف سر میداں لئے ہوئے
 ہر رگ ہے جوش خون شہیداں لئے ہوئے
 کوئی بھی ہو جو سیرت نبویؐ نے دور ہو
 اک جانور ہے صورت انساں لئے ہوئے
 دھوکہ نہ دے کہیں تجھے دنیا ئے بے ثبات
 آئی خزاں ہے رنگ بہاراں لئے ہوئے
 احساس سخت کوشی الفاظ بیچ ہے
 جب تک نہ ہو عمل کا بھی پیمان لئے ہوئے
 مد نظر ہے شاعری اخترا نہیں مجھے
 کہتا ہوں میں ہدایت قرآن لئے ہوئے



مرتبہ روح عارف

شعر ۱۲۵

بجاں بر آسمانِ عشق رفتم
بصورت گردیں بستم با مروڑ

ترجمہ و تشریح | عشق کے آسمان پر میری روح نے سفر کیا ہے اگرچہ میرا جسم آج اس پستی میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے

سالک کی وہ حالت بیان فرمائی ہے کہ جب کوئی کوتاہی میں مبتلا ہوتا ہے اور سالک زار و قطار زندامت سے حق تعالیٰ کے حضور روتا ہے پس صورتِ تودہ پستی میں ہے مگر روح کو عروج و قرب حاصل ہے۔ کیونکہ صدورِ خطا سے تقدس کا دعویٰ ختم ہو گیا۔ اور پندار و عجب و خود بینی کا صنگدہ مسمار ہو گیا اور زندامت و تذلل کہ حاصلِ عبدیت ہے اسے حاصل ہو گئی پس یہ داغِ دامنی اس پاک دامنی سے افضل ہے جس سے تکبر و ناز میں مبتلا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ ۷

ناز تقویٰ سے تو اچھا ہے نیا ز رندی

جاہ زاہد سے تو اچھی مری رسوائی ہے

حضرت حکیم الامت تھا لڑائی فرماتے ہیں کہ پوری ہمت سے نفس کے تقاضے کو روکنا چاہیے لیکن احیاناً جب خطا ہو جاوے تو ۲ رکعت توبہ پڑھ کر خوب رو کر معافی مانگے اور آئندہ کے لئے عہد و ارادہ تو کلاً علی اللہ کر لے کہ اب پھر یہ خطا نہ کروں گا۔ اس کے بعد پھر اسی دھندے میں نہ لگا رہے کہ مائے یہ خطا مجھ سے کیوں ہوئی۔ ہر وقت اپنی خطا ہی یاد کرنا حجابِ راہ ہے۔ ہم خدا کی یاد کے لئے پیدا ہوتے ہیں یا خطاؤں کی تسبیح

پڑھنے کے لئے۔ توبہ کے بعد ذکر میں مشغول ہو جاوے۔ کیونکہ ہر وقت
صدمہ معصیت سے دل میں مایوسی پیدا ہوتی ہے اور پھر خشکی بڑھتی ہے
بالآخر مایخو لیا یا کسی اور بیماری میں مبتلا کا خطرہ ہوتا ہے۔ البتہ مجموعی
طور پر یہ دعا کرتا رہے کہ اے خدا میری تمام خطاؤں کو عفو فرما اور
ہماری بے حساب بخشش فرما۔

سچی توبہ سے گناہ کی دوری ختم ہو کر حضوری سے تبدیل ہو جاتی ہے
بشرطیکہ دل سے آہ نکل جاوے اور دل کی گہرائی اور جگر کے خون کی شمولیت
سے استغفار ہو۔ مراد تضرع والحاج ہے۔ احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

آہ بے نوا

عالم ہجر کو مرے تونے وصال کر دیا
یعنی ہماری آہ کو واقف حال کر دیا
اپنا جہاں دکھا کے یوں مجھ جمال کر دیا
میری نظریں یہ جہاں خوابے خیال کر دیا
میرے توئی تو اس قدر ہوتے ابھی نہ مضمحل
اے دل مبتلائے غم تونے نڈھال کر دیا
میرا پیام کہہ دیا جا کے مکاں سے لامکاں
اے مری آہ بے نوا تونے کمال کر دیا
ذوق طلب بھی مختلف دہریں دیکھتا رہا
اختر بے قرار نے تیرا سوال کر دیا



در بیان سبب مجاہدہ راہ سلوک

شعر ۱۴۶ سوئے لبش ہر آنکہ شد زخم خورد ز پیش و پس
 زانکہ حوالی غسل نیش زناں بود مگس
 محبوب حقیقی سے قرب جس قدر ہوتا ہے اسی قدر اسے
ترجمہ و تفسیر آزمائش کی راہ سے گذرنا ہوتا ہے کیونکہ شہد کے گرد و
 پیش ڈنک مارنے والی مکھیاں بھی ہوتی ہیں سے

اسی کو غم بھی دیتے ہیں جیسے اپنا سمجھتے ہیں
 اس نے جب وادی حسرت سے گذارا مجھ کو
 ہر بن موسے مرے خون کا دریا نکلا (اختر)
 حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں والذین جاہل و افسینا الخ جو لوگ ہماری
 راہ میں مجاہدات کی تکالیف جھیلے ہیں ہم ان کے لئے اپنی راہیں کھول دیتے
 ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ بلائیں
 انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں پھر جوان سے قریب تر ہوتا ہے یعنی ہر شخص
 پر بقدر اس کے دین کے آزمائش آتی ہے سے

امتحان عاشق کا ہوتا ہے منافق کا نہیں
 مومن کی پوری زندگی مجاہدہ کے لئے وقف ہوتی ہے کائنات کی دلربائیاں
 جب عناصر کے تار و پود میں زلزلہ پیدا کرتی ہیں اور عقل میں ربودگی پیدا
 کرنے والی اور نظام حواس کو برہم کرنے والی صورتیں سامنے آتی ہیں تو
 مومن تیغ لالہ سے اپنے قلب کو پاک کرتا ہے اور لا اللہ کی ضرب
 سے دل کو وقف درجاناں رکھتا ہے سے

۵ میں ہوں اور حشر تک اس در کی جبین سائی ہے
سر زابد نہیں یہ مہر مہر سودائی ہے

حق تعالیٰ کی محبت کا درد انبیاء و اولیاء کو عطا ہوتا ہے اور دنیا نے ناپائیدار
پر کر گس اور مگس خصلت جانیں فدا ہوتی ہیں ۵

ترے غم کی طالب ہے پروانہ فطرت مگس کو مگر یہ کہاں اس آئے
عجب درد میں ان کے لذت ہے آخر مبارک جسے ان کا غم ہاتھ آئے

خدا رسیدہ دل کی علامت کو احقر نے اس شعر میں بیان کیا ہے ۵

تمام عمر ترے درد محبت نے مجھے کسی سے دل نہ لگانے دیا گلستاں میں
یہ اللہ والوں کے مقامات ہیں احقر محض ناقل ہے حق تعالیٰ انکی برکتوں سے
ہم کو بھی یہ درد عطا فرمادیں۔ آمین

اور اللہ والے تکالیف میں بھی خوش رہتے ہیں اور روز ازل کا وہ درد آنکے
دل کو مست رکھتا ہے جو فطرۃ عشاق کو حق تعالیٰ نے بخشا تھا اس مضمون کو
احقر نے یوں پیش کیا ہے ۵

وہی اک تیر لگا تھا جو ازل میں دل پر
آج تک رہ رہ کے وہی درد کسک لیتا ہے

ہر صدمہ و غم میں مرے دل کے تبسم کی مثال
جیسے عنجہ گھرے خاروں میں چٹک لیتا ہے

اور پھر درد بھرے دل سے جو دعائے نکلتی ہے وہ کیا ہی پر کیف ہوتی ہے اور
بارگاہ حق میں اس کی آہ کس طرح پیغام رسا ہوتی ہے ۵

آہ کیا جانے وہ آہوں کی نزاکت کی لچک

جس نشیمن پہ نہ ہو برق حواریت کی چمک (آخر)

۵ میرا پیام کہد یا جل کے مکاں سے لامکاں
 اے مری آہ بے نوا تو نے کمال کر دیا (اختر)
 اس دردِ محبت کو حضرت سرمدؒ اس طرح بیان فرماتے ہیں
 سرمد غمِ عشق بوا لہوس راند ہند سوز غم پر دانہ مگس راند ہند
 ترجمہ :- اے سرمد حق تعالیٰ اپنی محبت کا غم ہر بوا لہوس کو نہیں دیتے
 پر دانہ کا سوز غم ناکھیوں کو نہیں عطا کرتے
 عمرے باید کہ یار آید بکنار این دولت سرمد ہر کس راند ہند
 ترجمہ :- اک عمر چاہئے کہ محبوب حقیقی دل میں آئے یہ دولت سرمدی ہر شخص
 کو نہیں عطا فرماتے ہیں۔

میرے مرشدؒ یہ اشعار ایسے موقع پر سنایا کرتے تھے
 برائے مہر انجام کار صواب یکے از ہزاراں شود انتخاب
 نہ ہر سینہ را راندانی دہند نہ ہر دیدہ را دیدہ بانی دہند
 نہ ہر گوہرے در التاج شد نہ ہر مرسلے اہل معراج شد
 ترجمہ :- حق تعالیٰ اپنی محبت کی خوشبو کو کائنات میں نشر کرنے کیلئے ہزاروں
 میں سے کسی درد بھرے دل جلے کو انتخاب فرماتے ہیں ہر سینے کو اپنی محبت کا
 راز دار نہیں بناتے اور نہ ہر آنکھ کو دوسروں کی آنکھوں کی رہنمائی کے لئے
 امام بناتے ہیں۔ ہر موتی تاج شاہی کے لئے منتخب نہیں ہوتا اور ہر
 رسول کو اہل معراج نہیں بنایا جاتا۔

حق تعالیٰ کی محبت کا درد جس دل کو عطا فرمایا جاتا ہے اس کی ایک
 خاص علامت ہے وہ یہ کہ کسی وقت بھی وہ حق تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتا
 وہ مسجد میں جس طرح با خدا ہے بازاروں اور تجارت گاہوں میں بھی با خدا

رہتا ہے۔ بیوی بچوں کے ساتھ یا دوستوں کے ساتھ جب مشغول گفتگو ہوتا ہے اس وقت بھی وہ حق تعالیٰ کے ساتھ باخدا رہتا ہے و نیلے چین کے ہر رنگ و بواور ہر گل کی دلکشی سے اپنے قلب کو بے پروا رکھنے والا حلال و حرام کا خیال رکھنے والا۔ سرپا راضی برضائے حق ہر سانس میں باحق رہنے والا ہوتا ہے اور بزبان یہ کہتا ہے سہ

دنیا کے مشغولوں میں بھی یہ باخدا رہے

رہ کر کے سب کے ساتھ بھی سبے جدا رہے

حکایت: مجھ سے میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک بار جو پور میں حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت حکیم الامتؒ سے دریافت کیا کہ حضرت! کیا جب آدمی صاحب نسبت ہو جاتا ہے تو اسے پتہ چل جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا ہاں کیا جب آپ بالغ ہوئے تھے تو آپ کو پتہ نہیں چلا تھا۔ پھر خواجہ صاحبؒ نے دریافت کیا کہ دنیا کے مشاغل میں مشغول رہتے ہوئے باخدا کس طرح آدمی رہ سکتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ میرے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ میاں اشرف علی جب میں لوگوں سے باہیں کرتا رہتا ہوں اس وقت بھی میرا قلب حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہتا ہے اور اس کی وضاحت کے لئے ایک مثال بیان فرمائی کہ خواجہ صاحبؒ دیکھئے جو پور میں یہ عورتیں دو گھڑے پانی بھرے ہوئے لے جا رہی ہیں ایک گھڑا سر پر ہے اور دوسرا گھڑا بغل میں ہے اور سر کے اوپر جو گھڑا ہے اسے ہاتھ سے پکڑا بھی نہیں اور آپس میں گفتگو کرتی جا رہی ہیں تو سر کے اوپر کا گھڑا کس طرح سر پر قائم ہے چونکہ ان کے قلب کو اس گھڑے سے مسلسل رابطہ ہے اگر یہ دھیان اور توجہ گھڑے کی طرف سے ہٹ جائے تو

گھر ازین پر آرہے بس اس مثال سے اللہ والوں کے قلبی تعلق مع اللہ دائمی کو سمجھ لینا چاہئے جس کو نسبت راستہ مستمرہ اور حضور دائم یا حضور مع الحق یا استحضار مع الحق بھی اصطلاح میں کہتے ہیں۔

ایک بزرگ اسی کو فرماتے ہیں ۷
شکر ہے درد دل مستقل ہو گیا اب تو شاید مراد دل بھی دل ہو گیا
(مولانا محمد احمد صاحب)

حق تعالیٰ کی محبت کی عجیب شان حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے جو
حضرت شیخ شہاب الدین سھروردی رحمۃ اللہ علیہ بانی سلسلہ سھروردیہ کے
خلیفہ اول ہیں بیان فرمائی ہے

بسودائے جاناں زجاں مشغول بذکر حبیب از جہاں مشغول
بیاد حق از خلق بگر۔ نختہ چناں مست ساقی کہ مے ریختہ

ترجمہ :- حق تعالیٰ کے عاشقین اپنی جانوں سے بے پروا ہو کر تمام کائنات
سے منہ پھیرے ہوئے ان کی یاد میں مشغول ہیں اور یاد حق کے لئے خلق سے
کنارہ کش ہیں اور ساقی ازل کے ایسے دیوانے ہو رہے ہیں کہ جام مے کی طرف
بھی التفات نہیں رہا۔ یعنی منعم کی طرف ایسا التفات تام ہوا کہ غلبہ حال
سے نعمتوں کی طرف توجہ نہ رہی۔

انتباہ :- مگر کامل حالت وہ ہے کہ کسی حالت سے مغلوب نہ ہو چنانچہ انبیاء
علیہم السلام منعم اور نعمت کا بیک وقت حق ادا کرتے ہیں اور نعمتوں میں
لطف منعم ہی کا عکس دیکھتے ہیں اور اولیائے کاملین کا بھی یہی حال ہے کہ
خالق اور مخلوق کے حقوق کو بیک وقت ادا کرتے ہیں البتہ فرق یہ ہے کہ انبیاء
علیہم السلام پر بیک وقت توجہ الی الخالق اور توجہ الی المخلوق دونوں کمال

درجہ پر فرض ہوتی ہے اور اولیائے امت اس قوی حضور کا تحمل نہیں کر سکتے۔

حضرت مرشدؒ نے احقر سے فرمایا کہ

حضرت سعدی شیرازیؒ نے اپنے مرشد سے دو نصیحتیں بھی عجیب بیان فرمائی ہیں۔

مرا شیخ دانائے فرخ شہاب دو اندرز فرمود از روئے تاب

یکے آنکہ مرغیر بد میں مباشش دوم آنکہ بر خویش خود میں مباشش

ترجمہ: حضرت سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے مرشد حضرت شیخ

شہاب الدین سھروردیؒ نے فرمایا کہ دو نصیحت ہماری یاد رکھنا۔ ایک یہ کہ کسی کی

برائی پر نظر نہ کرنا دوسرے یہ کہ اپنی نگاہ میں اپنے کو اچھا نہ سمجھنا جس کا حاصل

یہ ہے کہ دوسروں پر بد یعنی نہ کرو اور اپنے پر خود بینی نہ کرو۔ مگر اولاد اور شاگرد

اور مریدین یا جس کی اصلاح سپرد ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہیں یعنی ان کے عیوب

و نقائص کی دیکھ بھال ضروری ہے۔

علاج عجب و کبر پر احقر کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

عجب نام ہے اپنے کو اچھا سمجھنا خواہ دوسروں کو حقیر سمجھے یا نہ سمجھے اور تکبر

نام ہے دوسروں کو بھی حقیر سمجھنا پس عجب اور تکبر دونوں ایسی کٹی ہیں جن میں

اہل منطق کے اصول پر عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے یعنی ہر معجب کے

لئے متکبر ہونا لازم نہیں مگر ہر متکبر کا معجب ہونا لازم ہے۔

خود بینی و عجب کے علاج کے لئے احقر کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

ناظر حق مستحق رحمت بود ناظر خود دور از رحمت بود

بچنیں عاشق کہ معشوقے بدید پیش آں معشوق روئے خود بدید

پس چرا غیرت نہ آید دلبراں بچنیں عشاق را چو خر براں

(از مشنوی اختر)

ترجمہ :- (۱) حق تعالیٰ کی صفات پر نظر رکھتا ہے اور اپنی صفات کو خدانے پاک کا عطیہ و مستعار سمجھتا ہے وہ شکر گزاری سے مقرب بارگاہ ہوتا ہے اور جو اپنے صفات کو اپنی ذاتی حکمت و دانائی کا ثمرہ و نتیجہ سمجھتا ہے اور اسے مستقل اور ناقابل زوال سمجھتا ہے وہ بے خوف اور ناشکرا ہو کر خدا سے دور ہو جاتا ہے۔

(۲) عجب و خود پسندی کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی عاشق محبوب کے سامنے بجائے محبوب کو دیکھنے کے اپنے کو دیکھ رہا ہو۔ پس وہ محبوب سے ایک چپت لگا کر بھگتا دے گا۔ اسی طرح نادان سالک تھوڑی تسبیح و نوافل نماز پڑھ کر اپنے کو سب سے افضل سمجھتا ہے اور خدا کا مقرب سمجھتا ہے۔ حالانکہ ایک بزرگ فرماتے ہیں جو بندہ اپنی نگاہ میں حقیر ہوتا ہے خدا کی نظر میں باعزت ہوتا ہے اور جو اپنی نظر میں اپنے کو اچھا سمجھتا ہے خدا کی نظر میں ذلیل ہوتا ہے۔ نادان اور احمق صوفی کی مثال میں ایک حکایت یاد آئی۔

حکایت :- ایک مرید نے اپنے پیر (دنیا دار) سے خواب بیان کیا کہ حضرت! میری انگلی میں پانچخانہ لگا ہوا ہے اور آپ کی انگلی میں شہد لگا ہوا۔ پیر صاحب جھٹ بول اٹھے کہ نالائق تو دنیا دار ہے اس لئے پانچخانہ تیری انگلی میں لگا تھا اور دیندار ہوں اس لئے شہد میری انگلی میں لگا ہوا تھا۔ مرید نے کہا حضور! بھی پورا خواب تو سنئے آگے کیا ہے۔ میں نے پھر یہ دیکھا آپ میری انگلی چاٹ رہے ہیں اور میں آپ کی انگلی چاٹ رہا ہوں۔ پھر تو پیر صاحب کو اپنی بزرگی معلوم ہو گئی۔ چونکہ یہ پیر مرید سے دنیا لوٹتا تھا اس لئے خواب میں بھی پانچخانہ چاٹتا ہے اور مرید چونکہ مخلص تھا اس لئے وہ شہد چاٹتا تھا۔

فوائد صحبت شیخ

دوش رستم در میان مجلس سلطان خویش شعر ۱۲۷

بر کف ساقی بجام اندر بدیدم جان خویش

ساغرے آردو بوسید و نہادش بر کفم شعر ۱۲۸

پر منے زخشنده پمچو چہرہ رخشاں خویش

بو لب را دیدم آنجا دست می خائید سخت شعر ۱۲۹

بو ہریرہ روئے اندر ماہ بے نقصان خویش

بو لب در فکر غرقہ حجت و برہاں طلب شعر ۱۵۰

بو ہریرہ حجت خویش است ہم برہاں خویش

۱۲۷ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ کل میں اپنے مرشد شمس

تبریزیؒ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ میں نے شیخ کی نسبت

مع التلی روشنی کو اس قدر قوی النور پایا کہ اس نے میری جان کی روشنی

کو بھی پہلے سے کہیں اعلیٰ مقام پر فائز کر دیا۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوق فراواں کر دیا

پہلے جاں پھر جان جاں پھر جان جاناں کر دیا

۱۲۸ جام محبت حق میرے ہاتھ پر رکھا جیسا کہ خود

میرا مرشد چہرہ تاباں رکھتا تھا ویسا ہی وہ جام محبت

بھی نہایت آتش برنگ تھا یعنی حضرت تبریزیؒ کی صحبت نے مجھے حق تعالیٰ کا

دیوانہ بنا دیا ہے

اے سوختہ جاں پھونک دیا کیا مروں میں ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا میرے دل میں

اٹھی وہ موج مے وہ جام و مینا میں تلاطم ہے
 جہاں بے نشاں سے دعوت پرواز ہے ساتی (اصغر)
 یہ آخری شعر ہے اصغر گونڈوی کا اس کے بعد دار آخرت کو یہ دیوانہ رخصت
 ہو گیا۔

ترجمہ و تشریح عزیز
 مولانا روحی فرماتے ہیں کہ جب کوئی طالب اپنے
 مرشد سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرتا ہے تو کچھ
 حاسدین مرشد سے بدگمان کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس بندہ
 مقبول کی خلق میں قدر و منزلت کو دیکھ کر حسد سے ہاتھ چباتے ہیں جس طرح
 کہ ابولہب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت و مقبولیت پر حسد سے
 ہاتھ چباتا تھا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ اس رشک ماہ
 کامل دائم النور و متصاعد النور ذات اقدس سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
 پر ہمیشہ جان و مال و عزت کے ساتھ فدا رہے۔

ترجمہ و تشریح عزیز
 ابولہب ملعون و مردود تو بارگاہ رسالت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے فیضان سے اس وجہ سے محروم رہا کہ وہ
 حجت و برہان اور دلائل و معجزات طلب کرنے میں رات دن غلطاں و
 بیچاں رہا۔ اور جب معجزہ نظر آتا تو حسد و جہالت سے اسے جادو قرار دے
 دیتا۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی نگاہ عاشقانہ خو برہان اور حجت کے قائم مقام
 ہو رہی تھی بلکہ اس سے بھی فائق تر تھی ہے

نگاہ عشق تو بے پردہ دیکھتی ہے اسے

خرد کے سامنے اب تک حجاب عالم ہے

معجزہ اور جادو کا فرق :- ہمارے مرشد نے معجزہ اور جادو میں یہ

فرق بیان فرمایا تھا کہ جادو میں محض نظر بندی ہوتی ہے اشیاء کی حقیقت تبدیل نہیں ہوتی برعکس معجزہ کے کہ معجزہ سے شے کی ماہیت و حقیقت بھی تبدیل ہو جاتی ہے اور یہ فرق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں جن جادوگروں کو فرعون نے بھیجا تھا وہ بھی جانتے تھے چنانچہ انھوں نے اپنی رسیوں پر نظر بندی کی جس سے وہ سانپ اور بچھو معلوم ہونے لگیں۔ مگر حقیقت میں وہ رسیاں تھیں ماہیت و حقیقت تبدیل نہ ہوئی تھی لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ان کی طرف حکم خداوندی سے ڈال دیا تو وہ عصا سچ مچ کا اڑدھا بن گیا اور اس کی حقیقت و ماہیت بھی اڑدھے کی ہو گئی جس کے سبب وہ ان کی تمام رسیوں کو جو سحر کی نظر بندی سے سانپ معلوم ہو رہی تھیں نگل گیا۔ اور جادوگروں کو چونکہ اپنے فعل پر عبور تھا اور جادو کی حقیقت سے باخبر تھے اور اس عصا کے اس فعل کو انھوں نے اپنے فن سحر کے اصول پر یقین کے ساتھ سمجھ لیا کہ یہ جادو نہیں ہو سکتا یہ کوئی مافوق السحر طاقت ہے اور مافوق المخلوقات کوئی قدرۃ قاہرہ ہے جس کا ظہور ہوا ہے پس وہ اسے پیغمبرانہ معجزہ سمجھتے ہوئے ایمان لے آئے اور اس یقین کے ساتھ ایمان لائے کہ فرعون کی سخت سزا کی دھمکی بھی انھیں ایمان سے دستبردار نہ کر سکی۔

شعر ۱۵۱
جان سرگرداں کہ گم شد در بیابان فراق
از بیاباں ما سوائے دارالاماں آورد مش

توجہ و تشریح | مولانا فرماتے ہیں کہ ان جانوں کو جو حق تعالیٰ کی جدائی کے جنگل میں سرگرداں و پریشان ہیں یعنی خدا سے غفلت کی زندگی گزارنے کے سبب بے سکون اور بے اطمینان ہیں اللہ والے ایسے

لوگوں کی رہنمائی اور رہبری فرما کر انھیں دارالامن اور دارال سکون کی طرف لاتے ہیں۔ حاصل یہ کہ کچھ مدت جو لوگ حق تعالیٰ کے خاص اور محبوب بندوں کی صحبت میں رہ کر اپنے نفس کی اصلاح کرا لیتے ہیں تو حق تعالیٰ کے خاص تعلق کی برکت سے یہ بندے بھی اطمینان کی دولت پا جاتے ہیں۔ اور قاعدہ کلیہ ہے کہ جب بندہ ہدایت کی راہ پر پہلا قدم رکھتا ہے اسی وقت سے اس کو اطمینان اور سکون ملنا شروع ہو جاتا ہے اسی طرح بندہ جب گمراہی کی راہ پر پہلا قدم رکھتا ہے اسی وقت سے اس کی بے اطمینانی اور پریشانی شروع ہو جاتی ہے۔

حکایت :- حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ **أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ** کی تفسیر کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت حق تعالیٰ بطور انعام کے فرما رہے ہیں۔ کہ کون ایمان بالغیب لائے۔ نماز کو قائم کرے۔ اور خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرے (زکوٰۃ دے) و مثل ذالک دوسرے احکام کو بجالائے تو اس کا یہ انعام ہے کہ یہ لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے۔

تو اس انعام پر بظاہر یہ اشکال ہوتا ہے کہ انعام تو مزید اراور پر لطف ہونا چاہئے۔ ہدایت پر ہونے میں کیا لطف ہے۔

اس کے جواب میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بار میں سہارنپور سے کانپور جانے کے لئے لکھنؤ جانے والی ریل پر سوار ہوا۔ اس ڈبے میں ایک صاحب سے میں نے دریافت کیا کہ کیا آپ بھی لکھنؤ جا رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا میں تو میرٹھ جا رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ گاڑی تو میرٹھ جانے والی نہیں ہے آپ کو تو یہ لکھنؤ لے جائے گی۔ چونکہ ریل چل پڑی تھی اب وہ اتر بھی نہ سکتے تھے لیکن

دوسرا اسٹیشن بھی قریب تھا تھوڑی ہی دیر میں وہ اتر کر ریل تبدیل کر سکتے تھے۔ مگر صحیح راہ پر نہ ہونے اور غلط راہ پر ہونے کے سبب انھیں اس قدر پریشانی تھی کہ میں نے ان سے کچھ گفتگو کرنی چاہی تو یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تمہیں باتوں کی سوچھی ہے اور ہمارے دل کی پریشانی کا جو عالم ہے وہ ہمیں جانتے ہیں۔

اس حکایت سے یہ بات نہایت واضح ہو جاتی ہے کہ ہدایت کی راہ پر لگ جانے ہی سے سکون شروع ہو جاتا ہے اور غلط راہ پر قدم پڑتے ہی بے اطمینانی اور پریشانی شروع ہو جاتی ہے۔ حق تعالیٰ اسی کو فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایمان لائے اعمال صالحہ کئے ان کو ہم بالطف زندگی عطا کرتے ہیں اور جو ہماری یاد سے اعراض کر کے غفلت کی زندگی گزارتے ہیں ان کی زندگی کو ہم تلخ کر دیتے ہیں۔

مولانا رومی فرماتے ہیں ۷

عارفان زانند ہر دم آمنوں کہ گذر کردند از دریائے خوں

ترجمہ:- اللہ والے ہر وقت اس سبب سے امن و سکون میں ہیں کہ انھوں نے اپنی نفسانی خواہشات کو حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے تابع کر دیا ہے اور اس قدر مجاہدہ و محنت و تکلیف اس سلسلے میں جھیلتے ہیں کہ گویا وہ دریائے خون آرزو سے گذرتے ہیں۔ اور ان کا مذاق یہ ہوتا ہے کسی بزرگ کا شعر ہے ۷

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں

اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

اختیار کا شعر یہ ہے

اس نے جب وادی حسرت سے گذارا مجھ کو

ہر بن مومے مرے خون کا دریا نکلا

حکایت :- میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ یہ حکایت اکثر احقر کو سنایا کرتے تھے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے خدا آپ سے ملاقات کا اقرب ترین کیا ذریعہ ہے۔ ارشاد ہوا اَدَّعِ نَفْسَكَ وَتَعَالَ تَرْجَمَهُ اے موسیٰ (علیہ السلام) نفس کو چھوڑ دیجئے اور آجائیے۔ مطلب یہ کہ بندہ اور خدا کے درمیان صرف نفس کے خواہشات حائل ہوتے ہیں نفس کو مٹا دو خدا مل جاوے گا۔ اور نفس کو مٹانے کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی مرضیات کو خدائے پاک کا مرضیات کے تابع کر دے۔

تو مباحث اصلا کمال این ست و بس

رو در و گم شو وصال این ست و بس

ترجمہ :- تو اپنے کو مٹا دے یہی کمال ہے یعنی کامل وہ ہے جو اپنے نفس کو مٹا دے اور جا حق تعالیٰ کی مرضیات میں اپنی مرضیات کو گم کر دے۔ یہی وصال ہے یعنی اسی وقت تو واصل ہو جاوے گا۔

قرب اور اوصال می گویند وصال اور محال می گویند

ترجمہ :- دراصل حق تعالیٰ کے قرب کا نام وصال ہے ورنہ لغوی معنی کے اعتبار سے حق تعالیٰ کا واصل بہ معنی مقرب ہے۔

دولت باطنی عارفین

شعر ۱۵۲ عاشقان را شمع و شاہد نیست از بیرون خویش

آب انگورے بخوردہ بادہ شاہا از خون خویش

ترجمہ و تشریح عاشقانِ حق کا چراغ یعنی ان کا نور ان کے باہر نہیں ہوتا

ان کے قلب و روح میں ہوتا ہے کیونکہ وہ اعمالِ صالحہ کے انگور کا پانی پیتے ہیں اور ان کے اعمالِ صالحہ کے انوار ان کے خون میں گردش کرتے ہوئے انہیں دائمی مستی و کیف و سرور عطا کرتے ہیں۔ برعکس دنیا کی تمام فانی لذتوں کا سرور عارضی ہوتا ہے۔

افسردگی گل پہ ہنسی جب کوئی کلی

ہنسکر کہا خزاں نے کہ تو بھی نظر میں ہے

جو چین میں گزرے تو اے صبا تو یہ کہنا بلبیل زار سے

کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے زنگنا دل کو بہار سے

اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نہیں

ترجمہ:- اگر کائنات تیز ہواؤں سے بھر جاوے تو بھی مقبولین کا چراغ ہرگز نہیں بجھتا کیونکہ یہ چراغ باہر نہیں ہوتا ان کے قلب و روح میں ہوتا ہے۔

شعر ۱۵۲ ہر کس اندر جہاں مجنون دہم لیلائے شدند

عارفان لیلائے خویش و نیز ہم مجنوں خویش

ترجمہ و تشریح جب یہ بات اوپر ثابت ہو چکی کہ خدا کے عاشقین کے قلوب

ارواح میں محبوبِ حقیقی کا نور خاص جلوہ فگن ہوتا ہے بلکہ

ان کے ظاہر و باطن کے ذرہ ذرہ میں بھی وہ نور صمد تجلی ہوتا ہے۔

نوادد درین و بسر تخت و فوق بر سر برگردنم مانند طوق (روحی)

مولانا فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا نور میرے داہنے بائیں تخت و فوق ہر

طرف ہمارے سر اور گردن میں مانند طوق محیط ہے۔ پس عارفین کے علاوہ

دنیا میں اور لوگ تو الگ الگ کوئی مجنوں ہے کوئی لیلیٰ ہے مگر عارفین اپنے

ہی نور باطن (تجلی حق) پر عاشق ہونے کے سبب گویا اپنے ہی مجنوں ہیں اولہ
چونکہ محبوب حق بھی ہیں پس وہ خود ہی اپنے یسلی بھی ہیں۔

شعر ۱۵۲
گر تو فرعون منی از مصر تن بیرون کنی
در درون خانہ بینی موسی و مارون را

اگر تو اپنی انانیت فرعون کو اپنے نفس کے مصر سے باہر
کر دے تو اپنے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت

ترجمہ و تشریح

مارون علیہ السلام کو مشاہدہ کرے گا یعنی اپنی روح میں انوار ولایت کا
مشاہدہ کرے گا جس کا حاصل قرب حق ہے اور قرب حق کئی مشکک ہے
جس کے درجات متفاوت المراتب ہوتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو

اصالۃ عطا ہوتا ہے قرب نبوت اور قرب ولایت میں زمین و آسمان کا فرق
ہوتا ہے چنانچہ قرب ولایت کا سب سے اعلیٰ مقام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو حاصل تھا مگر غار ثور میں دشمنان اسلام کی آہٹ پا کر معیت قرب
و نسبت صدیقیت خائف اور متاثر ہو گئی مگر قرب نبوت نے لائحہ عمل کہا۔

حالانکہ ان اللہ معنا کی معیت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شمولیت منصوص ہو رہی
ہے لیکن معیت رسالت و نبوت کے مقام کی بلندی بھی واضح فرمائی جا رہی

ہے۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ اے صدیق! غم و اندیشہ
مت کرو خدا ہمارے ساتھ ہے یہ جملہ معیت رسالت و معیت صدیقیت کے

فرق مراتب کو بیان کرتا ہے۔ حضرت مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے احقر سے فرمایا کہ
کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا لہذا شرف ہے کہ جہاں حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر تھا اس کے کچھ اوپر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا
پائے مبارک دیکھا پھر یوں تشریح فرمائی کہ جہاں صدیقیت کا مقام منہا ختم ہوتا

ہے اس کے کچھ اوپر سے مقام نبوت کی ابتداء ہوتی ہے۔

”لذت جانبازی در مجاہدہ“

شعر ۱۵۵ شغل ما بر غم حرام و خون ما بر ما حلال
ہر غمے کاں گرد ما گرد و شود خون خویش

ترجمہ و تشریح ہمارا شغل (عاشقی مع الحق) غم دنیا اور دنیا کے غمزدوں پر حرام ہے یعنی دنیا کو دل سے نکالیں پھر وہ اہل محبت سے فیضیاب ہو سکیں گے اور ہمارا خون ہمارے اوپر حلال ہے یعنی حق تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اپنی خواہشات نفسانیہ کا ہر وقت خون کرنا ہمارے اوپر حلال ہے کیونکہ یہ عین منشاء حق ہے۔ اور دنیا کے غم ہم کو خوفزدہ اس لئے نہیں کر سکتے کہ بہت بڑا غم یعنی آخرت کا غم ہماری رگوں میں ہمارے خون کے ساتھ دوڑ رہا ہے۔ پس اس غم کے سامنے دنیا کے سب غم ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے عصائے موسوی (علیہ السلام) کے سامنے جادو گروں کے سانپ بچھو اور آن واحد میں سب کو نکل گیا۔

آخرت کے غم میں اور دنیا کے غم میں کیا فرق ہے۔

دنیا کا غم

دنیا کا غم نہایت تلخ اور دل کو پریشان کرتا ہے چنانچہ دنیا کے عشاق ہمیشہ پریشان رہتے ہیں خواہ وہ اوپر سے کتنے ہی ٹھاٹ باٹ سے رہتے ہوں مگر اندر دل میں

آخرت کا غم

آخرت کا غم قلب و روح کو سکون عطا کرتا ہے اور لذت ہوتا ہے چنانچہ اللہ والوں کو دیکھئے کہ ہر وقت چین و سکون سے ہیں دنیا کی پریشانی بھی اگر ان کے پاس آتی ہے تو وہ باہر باہر رہتی ہے دل میں گھسنے نہیں پاتی

کیونکہ دل میں وہ حق تعالیٰ کے تصرفات پر راضی ہیں۔
سکون نہیں ہوتا۔

آخرت کے لذیذ غم پر حسب ذیل اشعار ملاحظہ کیجئے۔
عارف غم جاناں کی توجہ کے تصدق

ٹھکرا دیا وہ غم جو غم جاوداں نہ تھا
آلام روزگار کو آساں بنا دیا جو غم دیا اسے غم جاناں بنا دیا
فکر این دآں نے جب مجھ کو پریشاں کر دیا
ہم نے سرنذر جنوں فتنہ سا ماں کر دیا
زہد زاہد راودیں دیندار را ذرۂ دردت دل عطا را (مجدوب)

وہ تو کہتے کہ ترے غم نے بڑا کام کیا

ورنہ مشکل تھا غم زیست گوارا کرنا

اس مقام کے مناسب اب احقر کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

ہم لمحہ حیات گذارا ہم نے آپ کے نام کی لذت کا سہارا لیکر
ترے غم کے سوا ممکن نہیں تھا گذرتے دن میری جان حزیں کے

زندگی پر کیف پانی گرچہ دل پر غم رہا

ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

عارف گر حیات سمجھتی تھی کائنات

میری نظر میں غم ترا جان حیات ہے

ہو آزاد فوراً غم دو جہاں سے ترا ذرۂ غم اگر ہاتھ آئے

ترے ہاتھ سے زیر تعمیر ہوں میں

مبارک مجھے میسری ویرانیاں ہیں

”زندگی در زندگی“

شعر ۱۵۶

من نیم موقوف نفع صورہ پچو مردگاں
ہرزمانم عشق جانے می دہد ز فسوں خویش

عام لوگوں کو تو نفع صور سے حیات ثانی عطا ہوگی لیکن
خدا کے عاشقوں کو عشق ہر وقت جان کو عطا کرتا ہے

ترجمہ و تشریح

کشتگان خنجر تسلیم را ہرزماں از غیب جان دیگرست

ترجمہ: حق تعالیٰ کی مرضی پر راضی رہنا اور خنجر تسلیم کے سامنے گردن رکھنا جن کو نصیب ہے حق تعالیٰ کا کرم ہر وقت غیب سے انھیں حیات تازہ عطا کرتا ہے۔

گذر گئی جو گذرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلائے سکے

(مولانا محمد احمد صاحب)

انھیں ہر لحظہ جان نو عطا ہوتی ہے دنیا میں

جو پیش خنجر تسلیم گردن ڈال دیتے ہیں (اختر)

شعر ۱۵۷

باز در آمد طبیب از در رنجور خویش

دست عنایت نہد بر سر مجور خویش

سالک پر قبض باطنی کے بعد جب پھر بسط کی حالت عطا

ہوتی ہے اس خوشی کو مولانا فرماتے ہیں کہ وہ محبوب

حقیقی حالت استتار کے بعد حالت حضوری اپنے عاشقوں کو عطا فرماتے

ترجمہ و تشریح

ہیں اور اپنے مہجورین کے ہجر کو (یعنی قبض باطنی کو) حالت وصل (بسط و حضوری) سے تبدیل فرماتے ہیں۔

بیان عشق

شعر ۱۵۸ اے مونس و غمگسار عاشق

اے چشم و چراغ یار عاشق

شعر ۱۵۹ اے واروئے فرہی و صحت

از بہر تن نزار عاشق

اے عشق! تو عاشقوں کے لئے مونس و غمگسار ہے اور عاشقوں کا چشم و چراغ و یار ہے اور عاشقوں کے کمزور

ترجمہ و تشریح

چشم کی فرہی و صحت کے لئے تو دوا ہے۔

شعر ۱۶۰ اے عاشقاں چوں نیشب جاں در پے جانان رود

جاں چوں نباشد در تنم من زندگانی چوں کنم

اے عاشقو! ادھی رات کو ذکر و نماز تہجد اور استغفار و

ترجمہ و تشریح

و آہ سحر گاہی کے ذریعہ جب محبوب حقیقی کی یاد میں جان

مست و بخودی ہوتی ہے تو پھر جسم کے ساتھ روح کا رابطہ کمزور اور مغلوب

ہوتا ہے اور غلبہ تعلق مع اللہ کا ہو جاتا ہے اور پھر دنیا کی زندگانی یعنی

دنیا کے مشاغل ایک درد سر میرے لئے معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت علامہ سید سلیمان صاحب کو جب حضرت حکیم الامت تھانوی

کے فیضانِ صحبت سے نماز تہجد و ذکر کی حلاوت محسوس ہوئی تو اس لذت

عبادت کو ان اشعار میں یوں بیان فرمایا ہے

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا ذکر میں تاثیر دور جام ہے
 وعدہ آنے کا شب آخر میں ہے صبح سے ہی انتظار شام ہے
 احقر نے اس لذت کو یوں عرض کیا ہے۔

لذتِ ذکر

میں اس کے نام کی لذت کو کیا بیاں کرتا
 زبان عشق کی حیرت کو دیکھتا ہوں میں
 کبھی نہ کر سکے کیوں شرح دردِ پنہانی
 ہر ایک لفظ و معانی سے پوچھتا ہوں میں
 خدا کے نام کی لذت ہے جان کل لذات
 بڑے سکون میں ذاکر کو دیکھتا ہوں میں
 اس نظم کے بقیہ اشعار بھی درج ذیل ہیں تاکہ اہل ذوق کیلئے باعث
 نشاطِ طبع ہو۔

ہر ایک ذرہ میں اس کو بھی دیکھتا ہوں میں
 دلیلِ صانع کی صنعت میں دیکھتا ہوں میں
 سمجھ کے دوستو میں بوائے پیر، بن اس کا
 چمن میں لالہ و سوسن کو سونگھتا ہوں میں
 کبھی چمن میں پھرا اور کبھی بیا باں میں
 جہاں گیا ہوں اسی کو تو ڈھونڈتا ہوں میں
 میں اپنے گھر سے ہوا ہوں جو اس طرح بے گھر
 خدا کے چاہنے والوں کو ڈھونڈتا ہوں میں

درائے عقل ہے جب درد کا مقام اختر
کیوں اس کو اہل خرد سے بھی پوچھتا ہوں میں

ناز عشق بر عاشقان

پیش آمد آں دلبر مرا گفتم شہا کم کن بلا شعر ۱۶۱

گفتا برو گر عاشقی ہر دم بلا افزود کنم
گفتم شہا بس قطرہ ما در بجز تو باریدہ ام شعر ۱۶۲

گفتا چہ غم ہر قطرہ را من لولوئے مکنوں کنم
گفتم شہا در پردہ ما خود را چرا داری نہاں شعر ۱۶۳

گفتا گر بیرون شوم سی صد چوں تو مجنوں کنم

مولانا پر بحالت ذکر کوئی خاص تجلی قرب کی وارد ہوئی اور
ترجمہ و تشریح الہامات اور مناجات کا سلسلہ شروع ہوا۔ پس مولانا نے

عرض کیا اے محبوب حقیقی! آپ کی جدائی میں بہت قطرہ لائے اشک آنکھوں سے
برسائے ہیں الہام ہوا کہ کیا غم ہے میں ہر قطرہ کو محفوظ موتی کر دیتا ہوں۔

پھر عرض کیا کہ اے محبوب حقیقی آپ پردہ غیب میں اپنے کو کیوں چھپائے
ہوئے ہیں۔ الہام ہوا اگر یہ پردہ نہ ہوتا تو تیرے جیسے تین ہزار مجنوں کرتا۔

یعنی عالم در برہم ہوتا اور پھر یہ عالم امتحان نہ رہتا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اب سابقہ زمانے جیسے اولیائے کاملین
نہیں پیدا ہوتے لیکن حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے
کہ خدا کی قسم اب بھی کوئی کرسی خالی نہیں غوث و اقطاب و ابدال و اولاد
کی تمام کرسیاں پُر ہیں اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ قیامت تک

اہل حق کی جماعت قائم رہے گی جو حق تعالیٰ کی نصرت سے دین حق پر قائم
رہیں گے اور ان کے مقابلے میں جو آئے گا رسوا کر دیا جاوے گا۔ ہاں طلب
و بیاس ہو تو پلانے والے موجود ہیں۔

ہنوز آل ابر رحمت دُر نشان ست

خم و خمخانہ با مہر و نشان ست

حق تعالیٰ کی طرف سے ابر رحمت کی اب بھی بارش ہو رہی ہے اور محبت و معرفت
کی تمام نعمتیں اب بھی سر بہ مہر ہو رہی ہیں۔ احقر نے اس مضمون کو یوں عرض
کیا ہے۔

نظم بہ عنوان

”سو بار بھی گر کر کے سنبھلتا ہے آج بھی“

ہاں وہ درمیخانہ تو کھلتا ہے آج بھی

پیمانہ رحمت تو چھلکتا ہے آج بھی

وہ درد جو ارواح کی کلیوں کو ملا تھا

ہر چاک گریباں سے مہکتا ہے آج بھی

اعجاز نظر دیکھتے ساقی ازل کا

اشکوں میں لہو میرے ٹپکتا ہے آج بھی

جو مست ہو امرشد کا مل کی نظر سے

سو بار بھی گر کر کے سنبھلتا ہے آج بھی

وہ جام محبت ترانا یا اب نہیں ہے

سینوں سے اہل درد کے ملتا ہے آج بھی

اختیار ہماری درو پسندی کی انتہا
ہے وصل مگر دل تو تڑپتا ہے آج بھی

فوائد گریہ عشق

شعر ۱۶۲ جوں ابریسے اشک دریں خاک نشاندیم
وازا بر گزشتیم و براں ماہ رسیدیم
ترجمہ و تشریح جب ابر کی طرح اس زمین پر ہم نے آنسو برسائے تو
ہمارے اشک ہائے ندامت پر حق تعالیٰ کے دریائے رحمت
کو جوش ہوا اور ہمارے گناہوں کو عفو فرما کر اپنے قرب کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا
یعنی گریہ و زاری مناجات میں جو کرتا ہے اور گڑ گڑا کر جو گناہوں کی معافی
مانگتا ہے اس کی ماضی کی کوتاہیوں کی تلافی ہو جاتی ہے اور اس کا حال
درست ہو جاتا ہے اور اس کا مستقبل بھی روشن ہو جاتا ہے۔
کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے
اے سیل اشک تو ہی بہا لے ادھر مجھے

تزکیہ نفس و اصلاح نفس

شعر ۱۶۵ نفس را چوں خار دیدم سوئے گل بگریختم
عقل را چوں سرکہ دیدم باشکر آیینختم
شعر ۱۶۶ نام و ننگ و کبر و ناموس و رعزت فخر و عجب
ہرچہ بودم زین قبل از جلگی بگریختم

یہ اشعار اس وقت ہوئے تھے جبکہ احقر کلاس مری پہاڑیوں کے مناظر سے گذر رہا تھا۔

ترجمہ و تشریح ہم نے اپنے روحانی چمن اور اعمال صالحہ کے باغ کے لئے جب نفس کو دشمن (خار) پایا تو حق تعالیٰ کی طرف راہ فرار اختیار کی یعنی رضائے نفس کو ترک کر کے رضائے مولیٰ کی کوشش میں لگ گئے اور چونکہ حق تعالیٰ کی یاد سے قلب و روح کو اطمینان عطا ہوتا ہے اس لئے محبوب حقیقی کو گل سے تشبیہ دی عقل کو جب ہم نے ناقص پایا تو اس کو باطل بنانے کے لئے عشق کی آمیزش کر دی پس عقل کا سرکہ عشق کی شکر سے مل کر لذیذ اور مفید ہو گیا اور عشق سے مراد عشق خدا ہے (نہ کہ مجازی فانی جو ننگ انسانیت ہے۔ خدائے پاک اس سے پناہ میں رکھیں) اور عشق حقیقی کی برکت سے نام و نمود اور تکر و عجب اور ناموس و رعونت و فخر سب روحانی بیماریوں سے نجات مل گئی۔ یعنی عشق حق غیر حق کو سوختہ کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ والے طالبین کے دلوں میں حق تعالیٰ کی محبت پیدا ہونے کے لئے ذکر بتاتے ہیں۔

حکایت :- احقر مولف عرض کرتا ہے کہ ایک عاشق مجاز ایک فلم ایکٹریس فردوس پر عاشق تھا۔ لیکن عشق مجازی میں چونکہ سکون نہیں ملتا ہر وقت بے چینی اور عذاب الہی میں مبتلا تھا۔ مجھ سے ملا اور کہا کہ میں اپنی اصلاح چاہتا ہوں۔ احقر نے کہا کہ آپ اجازت دیں تو میں آپ کی بیماری آپ کو بتا دوں۔ اس نے کہا بتائیے۔ احقر نے کہا کہ آپ عشق کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ اس کو بہت تعجب ہوا اور بیچارہ نے اسکو احقر کا کشف سمجھا اور معتقد ہو کر بیعت بھی ہو گیا حالانکہ یہ کشف نہ تھا اسکی آنکھوں سے ٹپک رہا تھا احقر نے ذوقاً اور وجداً اس کی آنکھوں کو دیکھ کر محسوس کر لیا کہ یہ کسی کے عشق میں مبتلا ہے یا یہ کہ مزاج عاشقانہ

رکھتا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عشق مجازی میں کافی شہرت رکھتا ہے
 بہر حال جب توبہ کر کے وہ ذکر اللہ میں لگ گیا تو چند دن کے بعد مجھ سے
 کہا کہ عشق مجازی تو عذاب الہی ہے اور خدا کے عشق میں سکون اور اطمینان
 ہے اور کہا کہ فردوس کے عشق میں رات کی نیند بھی حرام اور سکون قلب سے
 چھن گیا تھا اور اب سکون اور اطمینان سے سو جاتا ہوں۔ احقر نے ان کو
 مبارک باد دی اور ایک شعر ان کو بنا کر دیدیا ہے

نام فردوس تھا لیکن تھی سراپا دوزخ

ہائے اک عمر کیوں، برباد کیا تھا ہم نے

مسلمانوں کو چاہیے کہ فلم ایکٹرس کا یا سینما جیسے لعنت گاہوں اور شیطان
 ماؤس کا نام فردوس نہ رکھا کریں۔ یہ تو چوری اور سینہ زوری ہے اور عظیم ترین
 گستاخی ہے۔ اللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا نَحِبُّ وَتَرْضَى

”لڑکوں کے عشق کی خباثت“

بمجنس پرستی سے جولت اڑائے

انسانیت بنا اپنی وہ پرچم جلا گئے

رسوا ہوئے ہیں فاعل منعوں آن میں

دولوں حیا کے اپنے جنازے اٹھا گئے

ہرگز ملا سلیں گے نہ آنکھیں تمام عمر

آپس میں شرم کے جو وہ پردے بٹلا گئے

دھوکہ یہ تھا کہ حق محبت ادا کریں

نفرت کا بیج تا دم آخر جما گئے

تجھے تھے جس نظر کو اساس حیات دل
 کیوں اس نظر سے آج نظر کو بچا گئے
 کیا کہ ہے یہی دوستو لعنت مجاز کی
 پہچاننے کے بعد بھی آنکھیں پڑا گئے
 یہ عشق نہیں، ہیں یہ معصیت کے تقاضے
 دونوں کو ایک پل میں جو رسوا بنا گئے

”علاج لڑکوں سے عشق بازی“

۱۔ کوہ کے از حسن شد مولائے خلق
 بعد پیری شد خرف رسوائے خلق
 ۲۔ چوں بہ بدنامی بر آید ریش او
 دیوراننگ آید از تفتیش او
 ۳۔ جو لڑکا حسن کے سبب آج خلق کا سردار بنا ہوا ہے اور ہر طرف
 اس کا اکرام اور پیار ہو رہا ہے جب یہی بوڑھا ہو گا تو ذلیل اور کھوئیست پھرے
 گا کوئی نگاہ بھی نہ اٹھائے گا۔
 ۴۔ حسین لڑکوں کی جب بدنامی کے ساتھ داڑھی اور مونچھیں نکل آتی ہیں
 تو پھر شیطان کو بھی ان کی مزاج پر سی سے شرم آتی ہے اور عاشق لوگ نفرت
 کرنے لگتے ہیں۔

۵۔ احقر مولف کا اردو شعر ہے

اس کے عارض کو لغت میں دیکھو
 کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

تشکر میخ جس حسین لڑکے کے عارضی حسن پر بدنگاہی کر کے خدا کا قہر و غضب خرید جاتا ہے جب وہ کچھ ہی دن میں بڑی بڑی مونچھوں پر تاؤ دے کر ایمانک سامنے آتا ہے تو اس کے عاشقوں کے شوق بوسہ لب رخسار و کیسو کا دم نکل جاتا ہے اور ان کے عشق کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ پھر علاج یہ ہے (۱) ہر بدنگاہی پر چار رکعت نفل توبہ پڑھنا۔ موت اور دوزخ کا ہر روز کچھ دیر مراقبہ کرنا اور حسینوں کے حسن کے زوال کو اور قبروں میں ان کے جسم کا سہڑنا گلنا اور کپڑوں کی غذا بننا سوچنا (۲) اور اللہ والوں کی صحبت کا التزام یعنی پابندی سے ان کے پاس جانا (۳) اور حسینوں سے بہت دور رہنا بالخصوص آنکھوں کی حفاظت کا اہتمام۔ اور قلب کو ان کے تصورات سے بچانا اور پاکیزہ اور جائز کاموں میں اپنے کو مصروف رکھنا (۴) اور کسی بزرگ سے مشورہ کر کے ذکر و اثبات کرنا یعنی لا الہ الا اللہ ۵۰۰ مرتبہ اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۱۱۱ مرتبہ اول آخر درود شریف ۳ بار۔ تجربہ :- کسی مرشد کامل سے رجوع کرنا اور اس کے مشوروں پر عمل کرنا اس بیماری کا مکمل اور شافی علاج ہے۔ نیرا حق مولف کا رسالہ ”ستور تزکیہ نفس“ بدنگاہی اور عشق مجازی کے لئے نہایت اکیر و مفید ہے اس رسالہ میں تفصیل سے اس بیماری کی تباہی اور اس کا علاج مذکور ہے جس سے لوگوں کو بفضلہ تعالیٰ بہت نفع ہو رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ بہت جلد بدنگاہی اور عشق مجازی کی تباہ کاریاں اور اس کا علاج شافی کے نام سے ایک مستقل کتاب لکھنے کا ارادہ ہے۔ حق تعالیٰ سے تکمیل کی دعا فرمائیں۔



تجھے تھے جس نظر کو اساس حیات دل
 کیوں اس نظر سے آج نظر کو بچا گئے
 کیا کم ہے یہی دوستو لعنت مجاز کی
 پہچاننے کے بعد بھی آنکھیں چرا گئے
 یہ عشق نہیں، ہیں یہ معصیت کے تقاضے
 دونوں کو ایک پل میں جو رسوا بنا گئے

”علاج لڑکوں سے عشق بازی“

۱۔ کوہ کے از حسن شد مولائے خلق
 بعد پیری شد خرف رسوائے خلق
 ۲۔ چوں بہ بدنامی بر آید ریش او
 دیوراننگ آید از تفتیش او
 ۳۔ جو لڑکا حسن کے سبب آج خلق کا سردار بنا ہوا ہے اور ہر طرف
 اس کا اکرام اور پیار ہو رہا ہے جب یہی بوڑھا ہو گا تو ذلیل اور کھوئیست پھرے
 گا کوئی نگاہ بھی نہ اٹھائے گا۔
 ۴۔ حسین لڑکوں کی جب بدنامی کے ساتھ داڑھی اور مونچھیں نکل آتی ہیں
 تو پھر شیطان کو بھی ان کی مزاج پر سی سے شرم آتی ہے اور عاشق لوگ نفرت
 کرنے لگتے ہیں۔

۵۔ احقر مولف کا اردو شعر ہے

اس کے عارض کو لغت میں دیکھو
 کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

تشریح جس حسین لڑکے کے عارضی حسن پر بدنگاہی کر کے خدا کا قہر و غضب خرید جاتا ہے جب وہ کچھ ہی دن میں بڑی بڑی موچھوں پر تاؤ دے کر ایمانک سامنے آتا ہے تو اس کے عاشقوں کے شوق بوسہ لبِ مریضاً و کیسو کا دم نکل جاتا ہے اور ان کا شوق کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ پھر علاج یہ ہے (۱) ہر بدنگاہی پر چار رکعت نفل توبہ پڑھنا۔ موت اور دوزخ کا ہر روز کچھ دیر مراقبہ کرنا اور حسینوں کے حسن کے زوال کو اور قبروں میں ان کے جسم کا سڑنا گلنا اور کپڑوں کی غذا بننا سوچنا (۲) اور اللہ والوں کی صحبت کا التزام یعنی پابندی سے ان کے پاس جانا (۳) اور حسینوں سے بہت دور رہنا۔ بالخصوص آنکھوں کی حفاظت کا اہتمام۔ اور قلب کو ان کے تصورات سے بچانا اور پاکیزہ اور جائز کاموں میں اپنے کو مصروف رکھنا (۴) اور کسی بزرگ سے مشورہ کر کے ذکر و اثبات کرنا یعنی لا الہ الا اللہ ۵۰۰ مرتبہ اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۱۱۱ مرتبہ اول آخر درود شریف ۳ بار۔ تجربہ :- کسی مرشد کامل سے رجوع کرنا اور اس کے مشوروں پر عمل کرنا اس بیماری کا مکمل اور شافی علاج ہے۔ نیرا حق مولف کا رسالہ ”دستور تزکیہ نفس“ بدنگاہی اور عشق مجازی کے لئے نہایت اکیس و مفید ہے اس رسالہ میں تفصیل سے اس بیماری کی تباہی اور اس کا علاج مذکور ہے جس سے لوگوں کو بفضلہ تعالیٰ بہت نفع ہو رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ بہت جلد بدنگاہی اور عشق مجازی کی تباہ کاریاں اور اس کا علاج شافی کے نام سے ایک مستقل کتاب لکھنے کا ارادہ ہے۔ حق تعالیٰ سے تکمیل کی دعا فرمائیں۔



”سکون دل در مجلس اہل دل“

۱۔ سولے تیرے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے یارب جدھر بھی جاؤں
 کسے غم دل و جاں سناؤں کسے میں زخم جگر دکھاؤں
 ۲۔ یہ دنیا والے تو بے وفا ہیں وفا کی قیمت سے بے خبر ہیں
 پھر ان کو دل دے کے زندگی کو جفا سے آہنگ کیوں بناؤں
 ۳۔ یہ بت جو محتاج ہیں سراپا غلام ان کا بنوں تو کیونکر
 غلام کا بھی غلام بن کر میں اپنی قیمت کو کیوں گھٹاؤں
 ۴۔ یہ مانا ہم نے چمن میں خوش رنگ گل سے بلبل ہے مست و شیدا
 مگر نشیمن جو عارضی ہو تو اس کو مسکن میں کیوں بناؤں
 ۵۔ مجھے تو اختر سکون دل گر ملا تو بس اہل دل کے درد پر
 تو ان کے در کو میں اپنا مسکن صمیم دل سے نہ کیوں بناؤں

معارف و حقائق کلمہ لا الہ

ما ز بالائیم و بالامی رویم

شعر ۱۴۲

ما ز دریا ایم و دریا می رویم

شعر ۱۴۳

ما از انجا و ازیں جانستم

ما از نجا یم و آنجا می رویم

شعر ۱۴۴

لا الہ اے جاں رہ الا اللہ ہست

ما ہم از لاتا بہ الامی رویم

شعر ۱۴۵

قل تعالوا آیت است از جذب حق

ما بجدب حق تعالی می رویم



کشتی نوحیم در طوفاں نوح

شعر ۱۴۶

لا جرم بے دست و بے پامی رویم

شعر ۱۴۷

آخر مانیت در دور قمر

لا جرم فوق الشریامی رویم

شعر ۱۴۸

اے زباں خامش کن و با من میا

ہیں کہ ما از عشق بے مامی رویم

شعر ۱۴۹

ہمت عالیست در سر طائے ما

از شری تا عرش اعلیٰ می رویم

۱۴۲۔ ہم عالم ارواح سے عالم دنیا میں اتارے گئے، ہیں

ترجمہ و تشریح

اسی لئے ہماری ارواح کا میلان عالم بالا کی طرف ہونے کے

سبب ہم عالم بالا کی طرف جاتے ہیں یعنی حق تعالیٰ کا قرب و رضا تلاش کرتے ہیں۔

نہ ہم جاوہ نہ ہم محل نہ ہم منزل سمجھتے ہیں

رضا جوئی کو تیسری زندگی دل سمجھتے ہیں (رزوی)

عالم بالا کی طرف جانے سے مراد حق تعالیٰ کے قرب اور اعمال قرب کی تلاش ہے۔

۱۴۳۔ ہماری روحوں کا تعلق عالم ارواح سے ہے اس فانی

ترجمہ و تشریح

جہاں سے نہیں ہے ہماری جسم کی خاک البتہ اس جہان خاکی سے

ہے لیکن روح چونکہ یہاں سے نہیں ہے اوپر سے آئی ہے پس ہم عالم بالا کی

طرف جاتے ہیں یعنی ترقیات قرب خدا کے لئے بے چینی ہماری عین فطرت کا

تقاضا ہے کیونکہ ہر شے اپنے مرکز کی طرف جانا چاہتی ہے۔

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انہیں کا انہیں کا ہوا جا رہا ہوں

ترجمہ و تشریح اے میری جان! لا الہ یعنی قلب کو غیر اللہ سے خالی کرنا ہی الا اللہ تک رسائی کا ذریعہ ہے۔ غیر کی نفی سے محبوب حقیقی کا اثبات ہوتا ہے۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ کا یہ شعر اس مقام کی خوب تشریح کرتا ہے۔

دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل
سج رہا ہے شاہ خوباں کے لئے دربار دل
حضرت خواجہ صاحبؒ کا یہ شعر بھی جس پر حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے
ایک لاکھ روپیہ دینے کی تمنا ظاہر فرمائی تھی خوب ہے۔
ہر تمنا دل سے نہصت ہو گئی اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی
خواجہ صاحبؒ کا ایک اور شعر یاد آیا ہے

دل مرا ہو جائے اک میدان ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو
جس قدر لا الہ قوی ہو گا اسی قدر الا اللہ قوی ہو گا یعنی قلب کا غیر اللہ سے
اور معاصی کی آلائش سے جس قدر تزکیہ ہو گا اور جس قدر اپنے نفس کی مع
اس کے تقاضائے شہوانیہ کی نفی ہو گی۔ اسی قدر حق تعالیٰ کا نور قوی قلب کو
عطا ہو گا۔ جس طرح جب زمین اپنی گردش میں چاند اور سورج کے درمیان سے
بالکل الگ ہو جاتی ہے تو چاند کا پورا دائرہ سورج کے نور سے روشن ہو جاتا ہے
اور وہ چاند بدر کامل (چودھویں کا) کہلاتا ہے اسی طرح جب سالک کا نفس
(فنائیت کاملہ سے) حق تعالیٰ اور قلب عارف کے درمیان سے بالکل الگ ہو
ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ کے نور پاک سے اس عارف کے قلب کا پورا دائرہ منور

ہو جاتا ہے۔ اور پھر جب ارشاد کرتا ہے تو اس کا پورا کلام نورانی ہونے کے سبب
طالبین کو بھی نور خالص اور نور تام کی تاثیر اور تجلی سے محفوظ اور مسرور اور منور
کرتا ہے۔

شیخ نورانی زرہ آگہہ کند نور را بالفظ ہا ہمرہ کند (ردعی)
وہ نورانی شیخ کامل خدا کا راستہ بھی بتاتا ہے اور اپنے نور کامل باطنی کو اپنے الفاظ
کے ہمراہ کر کے سامعین کے دلوں میں اتار دیتا ہے برعکس اس کے کہ جو
صاحب ارشاد نفس کو پوری طرح نہیں مٹائے ہوتا اس کے کلام میں بقدر
نفس کے زندگی اور بقاء کے ظلمات شامل ہوتے ہیں جس طرح زمین جس قدر
چاند اور سورج کے درمیان حائل رہتی ہے چاند کا اسی قدر حصہ بے نور اور
تاریک رہتا ہے پس ایسے صاحب ارشاد کے مجالس و مواعظ میں اس کے
کلام سے فیض تام طالبین کو نہیں ہوتا۔

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند

صاف گر باشد ندانم چوں کند (ردعی)

ترجمہ :- جب جرعہ خاک آمیز مجنوں کر رہا ہے تو صاف اور خالص نور باطن کا
کیا کچھ اثر دکھائے گا۔

بن کے دیوانہ کریں گے خلق کو دیوانہ ہم

بر مہر مہر سنائیں گے ترا افسانہ ہم

۱۵۱ جب اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک

ترجمہ و تشریح کے واسطے سے ہم کو تعالوا کا حکم قرآن میں ہو رہا ہے کہ آؤ
ہماری طرف سے اس جذب و کشش کے فیض سے ہم حق تعالیٰ کی طرف
تیزی سے منزل طے کر رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۶۶۔ ہم گویا حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں بیٹھے ہیں (بوجہ جذب حق کے فیضان سے) پس ہم بے دست پائے یعنی عاجز فی طریق ہونے کے باوجود بھی حق تعالیٰ کے جذب کی برکت سے قرب حاصل کر رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۶۷۔ رفتار سلوک کی انتہا صرف قمر تک نہیں ہے (جیسا کہ اہل کفر صرف چاند پر پہنچ کر فخر محسوس کر رہے ہیں حالانکہ قلوب ان کے بے نور اور کفر سے تاریک ہیں)۔

تسخیر مہر و ماہ مبارک تجھے مگر دل میں اگر نہیں تو کہیں روشنی نہیں اللہ والوں کی رفتار چاند سے بھی تیز رفتار ہے

در رہ دنیا زکل کا ہلترند در رہ عقبی زہمہ گو میسرند (ردی)

ترجمہ :- عارفین دنیا کے معاملہ میں تو سب سے کاہل ہیں (بوجہ اسے فانی اور ناپائیدار اور بے وفا اور آخرت کے مقابلے میں عارضی اور بے قیمت سمجھنے کے) لیکن آخرت کے امور اور اعمال اور مجاہدات میں یہ چاند سے بھی بازی لے جاتے ہیں۔ پس اللہ والے حق تعالیٰ کے قرب کے معاملہ میں تیز رفتاری کے سبب ثریا سے بھی اوپر بالیقین قدم رکھتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۶۸۔ اے زبان تو خاموش ہو جا کہ اب تیرا کام نہیں یہاں لغت اور اس کے الفاظ قاصر ہیں کیونکہ ہم عشق

حقیقی کی برکت سے بدون جسم کے پاؤں کے صرف اپنے قلب و روح کے پیروں سے حق تعالیٰ کی طرف اڑ رہے ہیں۔

جاں مجر و گشتہ از غوعائے تن می پردیا پردل بے بائے تن (ردی)

ترجمہ :- ہماری روح جسم ہو گئی۔ تن کے ہنگاموں سے یکسو اور مستغنی ہو کر

دل کے پر سے اللہ تعالیٰ تک اڑتی ہے بغیر جسم کے پاؤں کے
 ۱۷۹۷ ہمارے سروں میں تعلق مع اللہ کے فیض سے ایسی
ترجمہ و تشریح | عالی ہمتی ہے کہ ہم ثریا سے بھی آگے عرش اعلیٰ تک اڑ
 رہے ہیں ۷

تصور عرش پر ہے وقف سجدہ ہے جبیں میری
 حدیث شریف میں ہے کہ جب مومن سجدہ کرتا ہے تو اس کا سر حق تعالیٰ شانہ
 کے مبارک قدموں پر ہوتا ہے اسی سبب سے نماز کو مومن کی معراج بھی
 فرمایا ہے۔ گویا سر تو فرش پر ہے اور روح عرش پر ہے اس عروج و ترقی کو
 کفار کیا پاسکتے ہیں۔

در بیان امتحان عاشقان

عاشقی بر من پریشانت کنم
 کم عمارت کن کہ ویرانت کنم
 تو در آں کہ خلق را حیراں کنی
 من بر آں کہ مست و حیرانت کنم
 گر کہہ قافی تو بیجو آشنا
 آرمت در چرخ و گردانت کنم
 در تو افلاطون و لقمانے بعلم
 من بیک دیدار نادانت کنم
 بر سر گنج چو مارے خفتہ
 من چو مارے خستہ بے جانت کنم

شعر ۱۸۰۷

شعر ۱۸۱۷

شعر ۱۸۲۷

شعر ۱۸۳۷

شعر ۱۸۴۷

شعر ۱۸۵

اے کشف چو آمدی در بحر ما

چوں صدق من گوہر افشانت کنم

بر گلویت تیغ بارادست نیست

شعر ۱۸۶

گر چو اسماعیل قربانت کنم

دامن من گیر گر تر دامنی

تا چومہ از نور دامانت کنم

شعر ۱۸۷

گر تو صد خانہ کنی ز بنور وار

چوں مگس بے خان بے مانت کنم

من ہمانم سایہ لازم بر سرت

شعر ۱۸۸

تا کہ افریدون و سلطانت کنم

شعر ۱۸۹

کشف - ایک دریائی جانور کا نام ہے فارسی میں سنگ پشت کہتے ہیں
غالباً کچھوا ہوگا۔

حل لغات
(از غیاث)

خان بے مان - بے گھر بے سامان دراصل خانما لفظ ہے، خان مخفف
خانہ ہے اور ما مان کا مخفف ہے جس کے معنی رخت و
سامان ہیں۔

افریدون - دراصل فریدون ہے ایک عظیم الشان بادشاہ اس نام کا
گذرا ہے۔

آ - یا - یہاں چکی کے معنی میں ہے۔

ترجمہ و تفسیر

محبوب حقیقی کی طرف سے حکایت کرتے ہوئے مولانا
فرماتے ہیں کہ اے طالب و عاشق اگر تو میرے ساتھ محبت کا
دعویٰ کرتا ہے تو میں تیری آزمائش کروں گا وَلَنْبَلُوَنَّكُمْ الخ اور اپنے

امتحانات خوف و جوع و نقصان اموال و اموات سے تمہارا امتحان کروں گا۔
 امتحان کا لفظ محنت سے ہے جس میں مشقت و پریشانی ضرور ہوتی ہے (مگر وہ
 نعمت، قرب و معیت خاصہ کی بشارت سے لذیذ تر کر دی جاتی ہے جس طرح
 تیز مرچوں والے کباب کھانے سے آنسو تو بہتے ہیں مگر زبان چٹخاریاں کس
 لطف سے لیتی ہے اور قلب کس درجہ پر کیف ہوتا ہے۔) اور عمارت کم بنا کہ
 میں ویران کرتا ہوں (اگرچہ اس ویرانی میں خزانہ اپنے قرب خاص کا منکشف
 فرماتے ہیں جس سے انہدام عمارت پر عاشق بجائے حسرت صد آفرین کہتا ہے)
 اے عاشق تو اس فکر میں ہے کہ اپنے صفات سے مخلوق
ترجمہ و تشریح کو محو حیرت کرے اور جاہ حاصل کرے اور میں یہ ارادہ رکھتا
 ہوں کہ تجھے اپنے درد و محبت سے مست اور محو حیرت کروں چنانچہ عارفین خالق کی
 طرف متوجہ رہتے ہیں اور مخلوق کے ساتھ ان کی محبت و خدمت للحق ہوتی ہے یعنی
 جو رضائے حق کا ہر وقت اہتمام عشق حق کے سبب کرتا ہے۔ وہ مخلوق خدا پر
 بھی نسبت الی الخالق کا لحاظ رکھتے ہوئے بہت مشفق و مخلص و کریم ہوتا ہے
 اس کی اس مثال سے توضیح خوب ہو جاتی ہے کہ اپنے باپ سے جس قدر تعلق قوی
 اور صحیح اور مخلصانہ رکھے گا اسی قدر باپ کی خوشنودی کی خاطر بھائیوں کے
 ساتھ بھی کریم اور مخلص ہوگا اور جو باپ کے ساتھ غدار اور ظالم ہوگا۔ وہ
 بھائیوں کے ساتھ کبھی مخلص نہیں ہوگا۔ کیونکہ بھائیوں کے رشتہ کے سبب
 تو باپ تھا اور وہ کٹا ہوا ہے۔ ہاں کسی دنیوی غرض کی بنا پر اس کے خلاف
 بعض لوگ باپ سے رشتہ کاٹ کر بھائیوں پر اظہارِ مہربانی کرتے ہیں جس طرح
 اہل کفر و شرک ربا سے رشتہ کاٹ کر اپنی جاہ یا کسی دیگر مفاد کی خاطر امداد
 کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اہل تجربہ اور اہل فہم ان کی امداد کے اندر جو پہلو مضمر ہوتے

ہیں بخوبی سمجھتے ہیں۔

۱۸۲ اے عاشق و طالب تو اگر کوہ قاف اور چکی کے مانند جامد
ترجمہ و تشریح | ہے تو میں اپنے عشق سے چرخ اور گردش میں تجھے سوگرداں
 کروں گا۔

صبا بہ لطف بگو آں غزال رعنا را

کہ مہربہ کوہ و بیاباں تو داوہ مارا (حافظ شیرازی)

ترجمہ:- اے صبا اس خوبصورت ہرن سے ازراہ کرم یہ پیغام کہ دینا کہ مجھے تیری
 تلاش نے کوہ و بیاباں میں سرگرداں کیا ہوا ہے۔

۱۸۳ اے عاشق! اگر تو علم کے اعتبار سے افلاطون اور
ترجمہ و تشریح | لقمان علیہ السلام کے مثل ہے تو میں تجھے اپنی ایک تجلی کے

دیدار سے مجنوں اور دیوانہ بنا دوں گا اور خرد کے پُرزے اڑا دوں گا۔

کہاں خرد ہے کہاں نظام کار اس کا (اصغر)

یہ پوچھتے ہیں ترے جلوئے ہوش رُبا (اختر)

لیکن امتزاج محبت سے عقل انسان کی کامل ہو جاتی ہے۔ خدائے پاک کی
 محبت کے بغیر کفار کو انسانی عقل سے اتار کر انھیں جانور اور جانور سے بدتر
 فرمایا گیا۔ شعر مذکور کا دوسرا مصرعہ دراصل یہ تھا۔

یہ پوچھتی ہے تری نرگس خمار آلود

لیکن اس مصرعہ میں احقر کو عشق مجاز کی بو آتی ہے اس لئے اس مصرعہ کو احقر
 نے اس مصرعہ سے تبدیل کر دیا جو مذکور ہے۔

۱۸۴ اے عاشق تو دنیا کی محبت اور ہوائے نفسانی کی خزانے
ترجمہ و تشریح | پر مثل سانپ بیٹھا ہوا ہے اور میں تجھے اپنی محبت کے فیضان کے

بے نفس اور فانی کرنا چاہتا ہوں یعنی تیرے نفس امارہ بالسوء کو نفس لوامہ پھر
نفس مطمئنہ بنانا چاہتا ہوں۔ یعنی تیرے نفس سرکش کو کمزور اور بے جان کرنا
چاہتا ہوں جو تیرے اندر کا سانپ ہے۔ نفس کے اقسام حسب ذیل ہیں۔
۱۔ نفس امارہ بالسوء :- وہ نفس ہے جو ہر وقت گناہ اور بُرائی کا
تقاضا کرتا رہتا ہے۔

۲۔ نفس لوامہ :- وہ نفس ہے جو گناہوں سے بچتا ہے مگر گاہ گناہ
میں مبتلا ہو جاتا ہے لیکن متنبہ ہو کر توبہ کر لیتا ہے اور اپنے کو ملامت
کرتا ہے۔

۳۔ نفس مطمئنہ :- یہ اولیاء کا نفس ہوتا ہے جو تقویٰ کامل سے آراستہ
ہوتا ہے اور ہر گناہ سے بچتا ہے اور ذکر الہی سے دولت اطمینان پاتا ہے
پھر جب اس نفس کا انتقال اسی حالت میں ہوتا ہے تو بطور انعام دو
لقب اسے اور ملتے ہیں (۴) راضیہ (۵) مرضیہ

۴۔ نفس راضیہ :- جو حق تعالیٰ کے العامات سے مشرف ہو کر حق تعالیٰ
سے راضی ہوتا ہے۔

۵۔ نفس مرضیہ :- وہ نفس جو اعمال صالحہ کی برکت سے عند اللہ پسندید
اور محبوب ہو جاوے۔

۱۸۵۔ اے عاشق! تو بھی تو مثل کچھوے کے ہے لیکن میرے
ترجمہ و تشریح بحر محبت و معرفت میں جب قدم رکھے گا تو میری عطا تجھے

مثل صدق گوہر افشاں بنا دے گی یعنی تمہاری زبان سے کلام معرفت کے
موتی برسیں گے

۱۸۶۔ اے عاشق تو خدا کے راستے میں خوف مت کر۔ اگر تیرے
ترجمہ و تشریح

نفس کو مٹانے کے لئے میں تجھے ذبح کروں گا تو تیری گردن پر خنجر کو دسترس نہ ہوگی جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن مبارک پر چھری نہ چل سکی مراد یہ کہ حق تعالیٰ کے راستے میں ہر مجاہدہ کے لئے تو تیار ہو جا اگرچہ جان بھی دینا پڑے اور حق تعالیٰ کی نصرت تیرے لئے کافی ہوگی۔ اور تو مشاہدہ کرے گا کہ ۵

کشتگان خنجر تسلیم را ہرزماں از غیب جان دیگرست
ترجمہ و تشریح ۱۸۷۔ اگر تو گنہگار ہے تو میرا دامن رحمت پکڑے تاکہ مثل چاند تیرے دامن کو نور سے بھر دوں اور تیری تردامنی پاکدامنی سے تبدیل ہو جاوے گی۔

۱۸۸۔ اگر تو شہد کی مکھی کی طرح سیکڑوں گھر بنا ڈالے گا پھر بھی اے عاشق تجھے میرا عشق بے خانہ اور سر و سامان کر دے گا ۵

نسا زد عشق را کنجے سلامت خوشا رسوائی کوئے ملامت
ترجمہ و تشریح ۱۸۹۔ اے عاشق میری رحمت تیرے لئے ہمارے ہمد بلکہ ہمارے ساز ہے) پس میری رحمت تیرے سر پر سایہ کئے ہو تاکہ تجھے سلطان فریدوں بلکہ رشک فریدوں بنا دے اور سلطانت عطا کر دے۔ اور باطنی دائمی سلطنت ظاہری سلطنت فانی سے بے شمار درجہ افضل ہے۔

معارف و حقائق راہ عشق

شعر ۱۹۔ امشب اے دلدار مہمان تو ایم
 شب چہ باشد روز و شب آن تو ایم

- شعر ۱۹۱۔ گر کجا باشیم و ہر جا کہ رویم
حاضراں کاسنہ و خوان توایم
- شعر ۱۹۲۔ نقش ہائے صنعت دست توایم
پروریدہ نعمت نان توایم
- شعر ۱۹۳۔ ہر زباں نقشے کنی در مغز ما
ما صحیفہ خط و عنوان توایم
- شعر ۱۹۴۔ ام از مکر درد و راہزن
زانکہ چوں زر در چرمدان توایم
- شعر ۱۹۵۔ زانچناں مست است و خوشبو جان ما
کہ سبکروح و گراں جان توایم
- شعر ۱۹۶۔ گوئے زریں فلک رقصان ماست
چونبا شد زانکہ چوگان توایم
- شعر ۱۹۷۔ خواہ چوگان گوئی مارا خواہ گوئے
دولت این بس کہ میدان توایم
- شعر ۱۹۸۔ خواہ مارا مارکن خواہی عصا
معجز موسیٰ و برمان توایم
- شعر ۱۹۹۔ عشق مارا پشت داری می کند
زانکہ خنداں رئے بستان توایم
- ۱۹۱۔ ایک رات اے محبوب ہم آپ کے ہمان ہیں اور
ترجمہ و تشریح | رات ہی کی کیا تخصیص ہم تو رات دن آپ ہی کی مختلف
شانوں کے مظہر ہیں۔

۱۹۱۔ ہم جہاں بھی ہیں اور جہاں بھی جائیں گے آپ ہی
ترجمہ و تشریح کے خوانِ نعمت اور کاسۂ کرم کے گدا ہیں۔

۱۹۲۔ ہم آپ ہی کے دستِ قدرۃ اور دستِ کرم کے
ترجمہ و تشریح مصنوعات ہیں اور آپ ہی کی روٹیوں کے پروردہ ہیں۔

۱۹۳۔ جو زبان بھی آپ ہمارے مغزِ دماغ میں عطا کرتے
ترجمہ و تشریح ہیں تو ہم دراصل آپ ہی کا عنوان اور خط اور صحیفہ
بن جاتے ہیں۔

۱۹۴۔ ہم چوراہہ راہزن کے مکر سے محفوظ ہوتے ہیں
ترجمہ و تشریح جب آپ کا کرم ہماری حفاظت کرتا ہے۔ جس طرح
سونے کو چرمدان میں حفاظت سے رکھتے ہیں۔

چرمدان - بالفقہ بمعنی کیسہ (غیاث)

۱۹۵۔ آپ کے قرب کی خوشبو سے ہماری جان اس طرح
ترجمہ و تشریح مست ہے کہ کبھی تجلی قبض کے وقت گراں جاں اور کبھی
تجلی بسط کے وقت سبکروح ہو جاتے ہیں۔

۱۹۶۔ آسمان کا زرین گیند ہمارے لئے رقصاں ہے (یعنی
ترجمہ و تشریح یہ گردشِ افلاک ہماری تربیت و مصلحت کے لئے ہے) اور

کیوں ایسا نہ ہو گا جبکہ ہم آپ کے چوگان ہیں۔

چوگان - وہ لکڑی خمیدہ جس سے گیند کھیلتے ہیں (غیاث)

اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی اور تم آخرت
کے لئے۔

۱۹۷۔ آپ ہم کو خواہ چوگان فرمائیں یا گیند فرمائیں ہمارے
ترجمہ و تشریح

لئے یہی دولت کافی ہے کہ ہم آپ کے میدان میں یعنی انسان آپ کا منظر ہر تم ہے
 ۱۹۸۷ء خواہ ہم کو آپ اڑو یا کہیں یا عصا ہم حضرت موسیٰ
ترجمہ و تشریح علیہ السلام کے لئے تو معجزہ ہو گئے اور آپ کے لئے برہان
 (دلیل) ہو گئے۔ یعنی عصائے موسوی (علیہ السلام) کو آپ ہی کے قدرے نے
 اڑو یا بنا کر معجزہ اور دلیل رسالت بنا دیا۔

۱۹۹۷ء آپ کا عشق عبادات میں بڑی اعانت کرتا ہے اور
ترجمہ و تشریح اسی کے فیض سے ہم آپ کے گویا خوشنما سبزہ زار باغ ہیں۔
 شعر ۲۰۰

داغ ہر پروانہ از شمع الست

خدمت شمع ہماں سلطاں کنم

ترجمہ و تشریح ہر پروانہ فطرت عاشق کا داغ شمع ازل کے سبب ہے
 پس ہم اسی شمع حقیقی سلطان کائنات کی خدمت میں یعنی
 عبادت میں لگے ہیں۔

عشق شد مہمان ہر دل سوختہ

شعر ۲۰۱

جان و دل از بہر او قرباں کنم

ترجمہ و تشریح حق تعالیٰ کا عشق ہر سوختہ دل کا مہمان ہوتا ہے۔ جان و
 دل کو میں حق تعالیٰ ہی کے اوپر قربان کرتا ہوں۔ اور
 محبت للحق جو ہو وہ بھی بالحق ہی میں داخل ہے یعنی اللہ والوں سے اللہ تعالیٰ
 ہی کے لئے جو محبت ہوتی ہے وہ بھی حق تعالیٰ ہی کی محبت ہے۔ اس موقع پر
 احقر نشاط طبع ناظرین و سالکین کے لئے اپنے اشعار پیش کرتا



تلاش دیوانہ حق

- ۱ اختر ہمیں تو چاہئے وہ رند بادہ نوش
جس کو ہو فکر جام نہ ہو فکر ناؤ نوش
- ۲ ہو جس کی موت و زندگی بس اس کے نام پر
دونوں جہاں کو کھیل گیا اس کے نام پر
- ۳ جو روح چین پاتی نہ ہو اس کے غیر سے
وحشت سے بھاگی بھرتی ہو ہر ایک غیر سے
- ۴ سینے میں ہو جو درد کا نشتر لئے ہوئے
صحرا و چین و دونوں کو مضطر کئے ہوئے
- ۵ اللہ کہے درد سے وہ اس طرح اختر
ارض و سما کی یہ فضا ہو جائے منور
- ۶ یارب ترے عشاق سے ہو میری ملاقات
قائم ہیں جن کے واسطے یہ ارض و سموات
- ۷ جیتے ہیں جو ترے لئے مرتے ہیں ہم و ہیں
جس دل میں تو نہیں دیاں جائیں گے ہم نہیں
- ۸ مل جائے جب وہ آشنائے درد محبت
پھر شوق سے کر دوں ندا گلہائے محبت

۱ رند بادہ نوش سے مراد اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے۔

۲ جام سے مراد جام معرفت و محبت الہیہ ہے۔

- ۹ پوچھو گا میں اس سوختہ جاں سے باادب
- ۱۰ ہم تشنہ لبوں کو بھی پلائے گا جام کب
- ۱۱ کچھ راز بتا مجھ سے بھی اے چاک گریباں
- ۱۲ اے دامن ترا شک رواں زلف پریشاں
- ۱۳ کس کے لئے دریا تری آنکھوں سے رواں ہے
- ۱۴ کس کے لئے پیری میں بھی تو رشک جواں ہے
- ۱۵ کس کے لئے جاری لبوں سے آہ و فغاں ہے
- ۱۶ کس برق سے اٹھتا یہ نشیمن سے دھواں ہے
- ۱۷ ہے کس نگہ پاک کا تیرے جگر میں تیر
- ۱۸ اک خلق ہوئی جاتی ہے جس درد کی اسیر
- ۱۹ تیرے چمن کو کیسے اُجاڑے گی وہ خنزاں
- ۲۰ جو خود ہی تیرے فیض سے ہے رشک گلستاں
- ۲۱ میں کچھ بھی نہیں دوستوں میں سب مرے اشعار
- ۲۲ فیض شہہ عبد الغنی فیض شہہ ابرار
- ۲۳ میں داستان درد جگر کس کو سناؤں
- ۲۴ اختر میں اپنا زخم جگر کس کو دکھاؤں
- ۲۵ پا جاتا ہوں جب آشنائے درد جگر کو
- ۲۶ کرتا ہوں فاش رابطہ شمس و قمر کو

۱۷ شمس کے نور سے قمر منور ہوتا ہے بشرطیکہ زمین درمیان سے ہٹ جاوے ورنہ جس قدر زمین حاصل ہوتی ہے اسی قدر چاند بے نور ہوتا ہے یہ حیلولت اگر کامل طور پر ختم ہوتی ہے تو چاند چودھویں تاریخ کا بدر کامل ہوتا ہے اور اگر یہ حیلولت (باقی دوسرے صفحہ پر)

راہ سلوک

شعر ۲۰۲ اے خواجہ سلام علیک من عزم سفر دارم

ہر بام فلک پہنہاں من راہ گذر دارم

ترجمہ و تشریح | اے خواجہ اسلام علیکم میں سفر سیرالی اللہ کا ارادہ رکھتا ہوں میں مخفی آسمان کی چھت پر اپنی راہ گذر رکھتا ہوں۔

مراد سلوک طے کرنا ہے۔ جس کا حاصل مرضیات الہیہ کے سامنے اپنے نفس کی خواہشات کے تابع کرنے کی مشق ہے۔ مرشد کامل کے مشورہ سے۔ پھر اس فنا نفس کی برکت سے حق تعالیٰ کے قرب کے آفتاب سے سالک کے قلب کا چاند روشن ہو جاتا ہے اور سالک بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لوشمع محفل کی

پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

شعر ۲۰۳ اے گلشن و گلزارم اے صحت و بیارم

اے یوسف و دیدارم اے رونق بازارم

ترجمہ و تشریح | آپ کی یاد ہی میرے لئے گلزار اور چمن ہے اور اگر آپ کی یاد میسر نہ ہو تو چمن صحرا سے زیادہ وحشت ناک ہو آپ

(پہلے صفحے سے آگے) کلی طور پر حائل ہو تو چاند بالکل بے نور ہو جاتا ہے۔ رہ سلوک میں سالک کے قلب اور آفتاب قرب حق میں نفس کی زمین کی حیولت کے یہی نتائج ہوتے ہیں جو سالک اپنے نفس کو بالکل مٹا دیتا ہے اس کے دل کا چاند اللہ تعالیٰ کے نور سے بالکل منور ہو جاتا ہے اور جس کا نفس جس قدر حائل رہتا ہے اسی قدر بے نور رہتا ہے۔

ہی ہمارے لئے یوسف دیدار اور رونق بازار ہیں۔

شعر ۲۰۴ دیدم ہمہ عالم را نقش درو دیوارے

اے بروہ تو دستارم ہم سے تو دست آرم

ترجمہ و تشریح تمام کائنات کو میں نے آپ ہی کے درو دیوار کا نقش دیکھا
اے ذات پاک آپ کی شان عظمت نے ہمارے سر سے

ہماری دستار گرا دی اور نہایت تذلل اور خواری سے میں نے آپ کی طرف
ہاتھ سوال کا پھیلا دیا۔

شعر ۲۰۵ در زیر قبلے خود چقماق نہاں داری

خواہی کہ زنی آتش در خرمن دانبارم

ترجمہ و تشریح آپ نے زیر قبا چقماق مخفی رکھا ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ
میرے وجود کے انبار و خرمن میں آگ لگا دیں مراد یہ کہ

عشق محبوب کا تقاضا یہ ہے کہ

تو مباش اصلا کمال این ست و بس

رو درو گم شو وصال این است و بس

ترجمہ :- اے عاشق تو اپنا وجود ختم کر دے یہی کمال تصوف و سلوک ہے
اور جا اپنے کو محبوب کی یاد میں گم کر دے یہی وصال ہے۔

”در بیان کر و فرشان عاشقان“

شعر ۲۰۶ چوں سرو قد و سوسن استادہ و آزادم

چوں سنگم و چو آہن در سینہ شرر دارم

تک میبرو آں سلیم آں سوئے بدراں میلم

کز فرقت آں دریا بس گرم جگر دارم

شعر ۲۰۷

شعر ۲۰۸

چوں لعل ز خورشیدت از گرمی وز تابش

من فرد گردارم من زیب دگردارم

شعر ۲۰۹

اے عشق صلا گفتی می آئیم و بسم اللہ

آخر بچہ آرامم گرا از تو خضر دارم

شعر ۲۱۰

گر پیش تو ناسو تم خط است ز لاهو تم

قوت ملکی ہستم گر شکل بشر دارم

۲۱۱ مثل سرود سوسن کے قد کے میں آزاد کھڑا ہوں
لیکن مثل پتھر اور لوہے کے اندر اندر سینے میں آتش
عشق رکھتا ہوں۔

۲۱۲ مجھ کو میرا سیل اشک اور میلان وصال جلد
محبوب تک پہنچائے گا کیونکہ اس دریا کے فراق سے میں
بہت ہی گرم جگر رکھتا ہوں۔

کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے

اے سیل اشک تو ہی بہا کے ادھر مجھے

حل لغت۔ تک بعضی تگ دوڑنا و قعر دریا (غیاث)

تحقیق۔ سرود کی دو قسمیں ہیں سرود بے شاخ کو سرود آزاد اور دوسرے کو سرود شاخ
کہتے ہیں۔ غیاث۔

۲۱۳ جس طرح لعل آپ کے خورشید جہاں تاب سے
گرمی اور چمک رکھتا ہے اسی طرح آپ کا یہ عاشق بھی
کروفر کی ہر وقت نئی نئی شان رکھتا ہے۔

۲۱۴ اے عشق! تو انعام پیش کرنے کا اعلان کرتا ہے تو

میں بھی آتا ہوں اور عشق کی بسم اللہ شروع کرتا ہوں۔ اور آخر مجھ کو تیرے
سوا آرام بھی کس چیز سے ملے گا اگر میں تجھ سے قریب تر ہوں۔

۲۱۰۔ اگر تیرے سامنے میں ناسوتی ہوں مگر عالم لاہوتی
ترجمہ و تشریح سے میرا رابطہ ہے اور قوت ملکوتیہ اپنے باطن میں نہاں
رکھتا ہوں اگرچہ شکل انسان رکھتا ہوں۔

شعر ۲۱۱۔ جز خون دل عاشق آن شیر نیا شامد

من زاده آن شیرم دلخونم و خونخوارم

عشق صرف دل عاشق کا خون پیتا ہے وہ دودھ
ترجمہ و تشریح نہیں پیتا ہے اور میں اس دودھ سے پیدا ہوا ہوں

کہ جس سے ہمارا دل خون ہے اور خون پیتا بھی ہے یعنی سالک جو مجاہدات
برداشت کرتا ہے اس سے زیریں اور آسمان بھی لرزتے ہیں۔ نفس کی
خواہشات کو مارنا آسان نہیں۔ نفس کے شیر کو شکست دینا خرگوش کا کام
نہیں ہے۔ یہ اللہ والوں کے تعلق و فیضانِ صحبت اور ان کی دعاؤں کا
صدقہ ہے اور ان کو اپنی حالت سے اطلاع کرنا اور ان کے مشوروں پر
اتباع کرنے کا ثمرہ ہوتا ہے کہ طالب کا نفس آہستہ آہستہ مرضیات الہیہ
کے تابع ہو جاتا ہے۔ اگر نفس کو مسخر کرنا اور تابع بنانا اس قدر آسان ہوتا
تو آج ہر ایک ولی اللہ نظر آتا۔ لیکن یہ خدائی سودا ایسا سستا نہیں ہے
چوں زخم دم کا تش دل تیز شد

شیر بجزاں شفتہ و خونریز شد (روحی)

اس شعر کی وضاحت میں یہ شعر سامنے رکھئے مولانا فرماتے ہیں کہ میں کس
طرح خاموش رہوں اور آہ و نالہ نہ کروں کیونکہ دل کی آگ تیز ہو گئی ہے اور

جدائی کا دودھ جوش مار رہا ہے اور خونریز ہو رہا ہے۔ پس شعر مذکور کے دوسرے مصرعہ میں جس دودھ کا ذکر ہے اس سے مراد شیر، بھراں ہے یعنی ہماری روح عالم ارواح سے دور اس کائنات میں جب سے آئی ہے وہ حق تعالیٰ کے عالم قرب کو یاد کر کے رو رہی ہے کیونکہ ہر شے اپنے اصل مرکز کی طرف رجوع کرتی ہے۔

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش باز جوید روزگار وصل خویش
جو شخص کہ اپنے اصل سے دور ہوتا ہے پھر اس اصل کے وصل کا متلاشی رہتا ہے۔

عاشق کا خون پینا اور اس کے دل کا خون ہونا یہ اشارہ ہے اس طرف کہ حق تعالیٰ کی راہ میں سالک اپنی اس آرزو کا خون کرتا ہے جو مرضی حق کے خلاف ہوتی ہے احقر نے اس مقام کو جہاد اکبر کی شہادت سے تعبیر کیا ہے کیونکہ حدیث شریف میں کفار سے لڑنے کو جہاد اصغر اور اپنے نفس سے مقابلے کو جہاد اکبر فرمایا گیا ہے۔ بس جو شخص اپنی آنکھوں کو حسینوں سے پچاتا ہے اور قلب کو ان کے خیالات سے محفوظ رکھتا ہے یعنی اپنے قصد و ارادہ سے ان کے تصورات میں مشغول نہیں ہوتا وہ عند اللہ جہاد اکبر کا شہید ہے اسی مقام کو احقر نے اس شعر میں عرض کیا ہے

میں بسمل ترے حکم کے تیغ سے ہوں شہادت نہیں میری ممنون خنجر

”احتر از ازن اہل“

درخواست مکن خواجہ من باتو نمی گویم
من مردہ نمی شویم من خار نمی کارم

شعر ۲۱۲

ترجمہ و تشریح | اے خواجہ تو مجھ سے اسرار عشق و مستی مت پوچھ کہ تو زاہد خشک اس کا اہل نہیں نا اہل سے ایسی گفتگو کرنا چونکہ بے سوہے اس لئے مردہ نہلانے اور کانٹا بونے کا کام میں نہیں کرتا۔ یہاں مرد نہلانا اصطلاحی لفظ ہے یعنی بے کار کام کرنا اصطلاح نہ سمجھنے سے نا اہل اور نادان لوگ صوفیہ کے کلام پر اعتراض بے جا کرتے ہیں۔

شعر ۲۱۳ | ز تو سرمست خمارم خبر از خویش ندارم

سر خود نیز ندارم کہ تقاضائے تو دارم

ترجمہ و تشریح | آپ کی محبت سے سرمست و بخود ہوں حتی کہ میں اب اپنی خبر بھی نہیں رکھتا ہوں آپ کی طلب کے صدقے اپنی خود سری بھی فنا ہو چکی ہے۔

شعر ۲۱۴ | دیدہ از ہمہ بستم چو جمالش دیدم

مست بخشائش او گشتم و جاں بخشیدم

ترجمہ و تشریح | جب سے آنکھوں نے اس کا جمال دیکھا ہے سب سے آنکھوں کو بند کر لیا ہے اس ذات پاک کی عطایا و عنایات سے مست ہوں اور جان فدا کر دی میں نے

شعر ۲۱۵ | تمہ سارا لینا جبہ فرض علینا

سکن العیش لدینا بجز از دوست ندارم

ترجمہ و تشریح | چاند میری طرف آیا اس کی محبت ہم پر فرض ہے زندگی کا سکون بغیر اس محبوب کے میں نہیں پاتا ہوں غالباً چاند سے حضرت شمس تبریز مراد ہیں کیونکہ مولانا رومی کے پاس تشریف لائے تھے تربیت کے لئے الہام غیبی سے۔ پس مولانا کو جو لطف ان کی صحبت اور دوستی

سے ملا ہے اس کو مصرعہ ثانیہ میں بیان فرمایا

شمس تبریز کہ نور مہرہ و صد اختر از دست
شعر ۲۱۶

گرچہ زارم ز غمش، ہچو ہلال عیدم

حضرت شمس تبریزیؒ کہ لاکھوں ستاروں نے اور

ترجمہ و تشریح

چاند نے ان سے نور حاصل کیا یعنی ان کی صحبت سے

کتنے اولیا پیدا ہوئے۔ اگرچہ میں حضرت شمس کی جدائی کے غم سے لاغر و

کمزور ہوں مگر مثل عید کے روشن ہوں ہلال عید لاغر تو ہوتا ہے لیکن

باعث مسرت و پیغام عید ہوتا ہے۔

حقوق و آداب تقاضائے عشق مرشد

من ازین خانہ پر نور بدرمی نروم

شعر ۲۱۷

من ازین شہر مبارک بسفرمی نروم

گرچہ جہاں موج شود بحر شود سہر تا سہر

شعر ۲۱۸

من بجز جانب قعرش بگرمی نروم

منم و این صنم و عاشقی و باقی عمر

شعر ۲۱۹

گر مرا تو نبری جائے دگرمی نروم

شہر ماتحت گہہ و منزل آن سلطانت

شعر ۲۲۰

من ز سلطان سلاطین بدرمی نروم

شہر ما از شہہ ما جنت ما وئے خوش ست

شعر ۲۲۱

من ز فردوس بریں سوئے سقرمی نروم

این خبر رفت بہر سو و بہر گوش رسید

شعر ۲۲۲

من ازین بنجری سوئے خبرمی نروم

۲۱۷۔ میں حضرت شمس تبریزی کی پر نور مجلس سے باہر
ترجمہ و تشریح نہ جاؤں گا اور میں تبریزی جیسے مبارک بافیض شہر سے
 باہر سفر نہ کروں گا۔ یعنی خوب جسم کر فیض مرشد حاصل کروں گا۔

۲۱۸۔ یہ جہاں موجِ حوادث ہو یا بحرِ حوادث ہو سرتا سر لیکن
ترجمہ و تشریح میں اپنے مرشد کے دریائے معرفت کی گہرائی میں جستجوئے گہر
 کے سوا کہیں نہ جاؤں گا۔

۲۱۹۔ میں ہوں اور میرا محبوب مرشد شمس تبریزی ہے
ترجمہ و تشریح اور میری عاشقی ہے اور میری عمر باقی رہے اے محبوب
 اگر مجھے تو اپنے ہمراہ نہ بھی لیا جاوے گا تب بھی اب کسی غیر کے پاس میں نہ
 جاؤں گا۔

ارشاد حضرت حکیم الامت تھانوی :- مرید اور شیخ کا تعلق ایسا ہے
 جس طرح میاں بیوی کا ہوتا ہے پس کوئی عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی
 دوسرے مرد کی طرف تاک جھانک کرے تو وہ فاحشہ ہے اسی طرح جو مرید
 دوسرے شیخ کی طرف بھی متوجہ ہو یہ خلاف طریق ہے اور مرشد کے ساتھ ہی
 عقیدت ہو کہ اس سے بڑھ کر میرے لئے جہاں میں کوئی مفید نہیں۔ اگرچہ
 علم الہی میں اور بھی بڑے بڑے اولیاء موجود ہوں لیکن ایسی عقیدت مرشد
 کامل متبع سنت کے ساتھ مطلوب ہے ورنہ اگر غلط انتخاب کر لیا اور وہ
 ناقص ہے طریق اور فن سے بے خبر ہے تو اس کا ترک واجب ہے۔ پس
 انتخاب مرشد میں نہایت احتیاط سے کام لیا جاوے اور خوب مناسبت
 رکھ لے پھر مرید ہو۔

۲۲۰۔ میرا شہر وہی ہے جہاں وہ سلطان شمس تبریزی قیام
ترجمہ و تشریح

پذیر ہو میں ایسے سلطان الاولیاء اور شیخ المشائخ کی صحبت سے باہر نہ جاؤں
گا۔ سلطان سلاطین یہاں مجازاً استعمال کیا گیا ہے۔ ترجمہ میں اسی معنی کی
رعایت ہے۔

ترجمہ و تفسیر ۲۲۱۔ میرا شہر میرے مرشد کی برکت سے ہے
اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است وہمیں دست ہمیں ست

کے مصداق ہے پس میں اس فردوس بریں معنوی کو چھوڑ کر نا جنسوں کی صحبت
میں جو مترادف سقر ہے نہ جاؤں گا۔

ترجمہ و تفسیر ۲۲۲۔ یہ خبر ہر طرف اڑ رہی ہے اور ہر کان میں پڑ رہی ہے
کہ اب حضرت رومی فیضان شمس سے عالم بخودی دے
خبری سے نکل کر عالم ہوش و خبر کی طرف نہ آئیں گے
تو کر لے خبر ساری خبروں سے مجھ کو

الہی رہوں اک خبر دار تیرا (حاجی امجد اللہ)
مراد یہ کہ مولانا رومی کا استغراق اہل علم کے حلقوں میں باعث حیرت تھا
اور حضرت شمس کے اس فیضان کو اس وقت نہایت اہمیت سے ذکر کیا
جا رہا تھا۔

معارف و حقائق عشق

منم آں بندہ مخلص کہ ازاں روز کہ زادم ۲۲۳ شعر

تن و جاں را ز تو دیدم دل و جاں را بہ تو دوادم
تو چہ از کار فرزانی سرود ستار نمائی ۲۲۴ شعر
کہ من از ہر سرود وئے سرود ستار بر آرم

علی و خالد ورستم بگردن نرسد بدست نفس مخنت چرا زبوں باشم	شعر ۲۲۵
دریں گلستاں من عند لیب رحمانم مجوے حد و کنارم ز حد بروں باشم	شعر ۲۲۶
مرا بعشق پرورد شمس تبریزی بدر داز ہمہ روحانیاں فزوں باشم	شعر ۲۲۷
گر بردن تو غبار بنم از اشک خودش فرو نشانم	شعر ۲۲۸
ہم خانہ گریخت از نفیرم ہم سایہ رمید از فغانم	شعر ۲۲۹
اے طالب مال و جان بندہ آتش زودہ بجان و مانم	شعر ۲۳۰

روزے کہ گذر کنی بگورم یاد آوری از نفیر شورم	شعر ۲۳۱
پر نور کنی تک لحدرا اے دیدہ و اے چراغ نورم	شعر ۲۳۲
من پد پد تو ام سلیمان یکدم مگذا رہے حضورم	شعر ۲۳۳
خامش کروم تو گومی باقی کز گفتم دشنود خود نفورم	شعر ۲۳۴

- گر با غم عشق یار داریم شعر ۲۳۵
- بر دل غم او ہزار داریم شعر ۲۳۶
- یارب تو مدہ قرار مارا شعر ۲۳۷
- گر بے رخ او قرار داریم شعر ۲۳۸
- روے تو چونو بہا دیدم شعر ۲۳۹
- گل راز تو شرمسار دیدم شعر ۲۴۰
- تا در دل من قرار کردی شعر ۲۴۱
- جان راز تو بے قرار دیدم شعر ۲۴۲
- من چشم شدم ہمہ چونرگس شعر ۲۴۳
- کان نرگس پر خار دیدم شعر ۲۴۴
- از جملہ جہاں و عیش عالم شعر ۲۴۵
- من عشق تو اختیار دیدم شعر ۲۴۶
- چوں ملک تو گشت عالم جاں شعر ۲۴۷
- در یک تو بشر ہزار دیدم شعر ۲۴۸
- من مردم دار تو زندہ گشتم شعر ۲۴۹
- این عالم را دوبار دیدم شعر ۲۵۰
- بر دار کلبہ کہ اندرین راہ شعر ۲۵۱
- بسیار کلاہ دار دیدم شعر ۲۵۲
- بس کن کہ ملول گشت دلبر شعر ۲۵۳
- بر خاطر او غبار دیدم شعر ۲۵۴
- ۲۵۴ میں وہ بندہ مخلص ہوں کہ جس روز سے پیدا ہوا ترجمہ و تشریح

ہوں یعنی حیات روحانی بہ فیضان شمس عطا ہوئی ہے اسی دن سے نور
 معرفت کی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا کہ یہ جسم و جان صرف اے خدا آپ کی
 عطا ہے پس یہ آپ کے ہیں تو اے خدا آپ ہی پر ان کو فدا کرتا ہوں
 ۲۲۷ اے مخاطب تو کس کام سے میرا مرتبہ بلند کرنا چاہتا
ترجمہ و تشریح | ہے اور مجھے دستار فضیلت کیا دکھاتا ہے میں نے تو روز
 اول ہی راہ عشق میں قدم رکھتے ہی اپنے ہر بن موسیٰ دستار فضیلت کو اتار
 پھینکا ہے

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا
 جو دستار فضیلت گم ہو دستار محبت میں
 یعنی اگر اہل علم اپنے احساس علم کو فنا کر کے کسی اللہ والے کی کچھ دن
 صحبت اٹھالیں تو پھر ان کا علم غلغلہ چادے گا اور ان کے اخلاص کا
 دھواں بالائے فلک پھیل چادے گا۔ ان کے درد کی خوشبو آفاق عالم تک
 نشر ہوگی۔

۲۲۵ بڑے بڑے پہلوؤں کو جو علی و خالد و رستم کے لقب سے
ترجمہ و تشریح | مشہور تھے میرے مقابلے میں آنے کی ہمت نہ کر سکے لیکن
 اس نفس محنت کے مکر و فریب سے گناہوں میں مبتلا ہو ہو کر ذلیل و خوار ہوں
 مطلب یہ کہ نفس کو پچھاڑنا جسمانی طاقت سے ممکن نہیں یہ کسی اللہ والے
 کا دامن مضبوط پکڑنے سے جو روحانی طاقت حاصل ہوتی ہے اس سے
 یہ زیر ہوگا۔

عہ یہاں عام مسلمانوں کے نام مراد ہیں نہ کہ حضرات صحابہ کے مبارک اسماء خوب
 سمجھیے۔

۲۲۶ میں دنیا کے اس چمن میں دنیا کے گلوں کا بلبل نہیں
ترجمہ و تشریح ہوں سے

جہاں میں رہتے ہوئے ہیں جہاں سے بیگانہ
 خدا کے چاہنے والوں کو کوئی کیا جانے (اختر)
 بازار سے گذرا ہوں خریدار نہیں ہوں دنیا میں رہتے ہوئے اپنے مولیٰ ہی کا
 عاشق اور بلبل ہوں۔ لہذا میرے حدود پر واز کی تم سے تعین نہ ہو سکے گی
 کیونکہ میں غیر محدود ذات کی طرف اڑ رہا ہوں۔

۲۲۷ **ترجمہ و تشریح** چہ نکہ حضرت شمس تبریز نے میری پرورش عشق کے ذریعہ
 سے کی ہے اس وجہ سے میرا مقام درد و محبت دوسرے
 روحانی لوگوں سے بلند و بالا ہے۔

۲۲۸ **ترجمہ و تشریح** اے محبوب! اگر آپ کو ناراض دیکھتا ہوں تو اپنے
 ندامت کے آنسوؤں سے آپ کو راضی کرتا ہوں۔

۲۲۹ **ترجمہ و تشریح** میری گریہ و زاری کی آواز سے گھبرا کر میرے ہم خانہ
 بھاگ نکلے اور میری آہ و فغاں سے عاجز و تنگ ہو کر
 میرے پڑوسی بھی بھاگ گئے۔ مراد یہ نہیں کہ ایسا واقعی ہوا ہے کیونکہ ہمسایہ
 اور ہم خانہ کو تنگ کرنا تو گناہ ہے پس مراد مجازی معنی ہوں گے یعنی انتہائی
 گریہ کی عادت عشاق کو ہوتی ہے۔

۲۳۰ **ترجمہ و تشریح** اے محبوب اپنے بندوں کے جان و مال کا طالب!
 تو نے ہمارے سامان زندگی کو آتش عشق سے سوختہ

کر دیا۔

۲۳۱ **ترجمہ و تشریح** اے محبوب جس دن تو میری قبر پر آوے گا اس دن

بھی تو میرا آہ و نالہ یاد کرے گا پس سے

کچھ کرم تو نقد فرما دیجئے بعد مرنے کے نہ وعدہ کیجئے (اختر)

۲۳۲ میرے قبر کی گہرائیوں کو بھی تو پر نور کر دے گا کہ تو

ہی میرے دیدہ اور چراغ کا نور ہے۔

ترجمہ و تشریح

۲۳۳ اے محبوب! میں آپ کا ہمد ہد ہوں ایک سانس کو

اے سلیمان! بھی اپنے سے مجھے جدا نہ کیجئے۔

ترجمہ و تشریح

۲۳۴ میں اپنے کو خاموش کرتا ہوں اب آپ ہی بیان شج

عشق فرمائیے کہ میں خود اپنی گفت و شنود سے متنفر ہوں۔

ترجمہ و تشریح

۲۳۵ اگر غم کے ساتھ ہوں لیکن عشق یار کی دولت بھی

حاصل ہے اس لذت عشق کے ساتھ اپنے دل پر ہزاروں

ترجمہ و تشریح

غم محبوب کا رکھتا ہوں۔ یعنی طاعات و مجاہدات عشق الہی سے آسان اور

لذیذ ہو جاتے ہیں۔

۲۳۶ آپ کے بغیر اگر میں سکون سے رہوں تو اے رب!

آپ میرا سکون و قرار چھین لیجئے۔

ترجمہ و تشریح

۲۳۷ آپ کا چہرہ تجلیاتِ فاصد الہیہ، مثلِ نو بہار دیکھا

تمام کائنات کے گل و چمن کو اس کے سامنے شرمندہ دیکھا۔

ترجمہ و تشریح

۵ صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز رکھا

وہ آگے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

۲۳۸ اے محبوب! جب سے آپ میرے قلب میں آئے

ہں (یعنی نسبت مع اللہ خاصہ علیٰ سطح الولاية جب طالب

ترجمہ و تشریح

کے قلب کو عطا ہوتی ہے) اپنی جان کو آپ کے بغیر بے قرار پاتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۳۹ جب سے اس نرگس پر خمار کی تجلی دکھی ہے میں خود
سرایا چشم نرگس ہو رہا ہوں یعنی سے

ان کی جھلک بھی ہے مری چشم پر آب میں

ترجمہ و تشریح ۲۴۰ اے محبوب حقیقی! تمام کائنات کے عیش و آرام سے
رخ پھیر کر آپ کی محبت کو میں نے انتخاب کیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۲۴۱ میرے رُوح کا ملک جب سے آپ کی جلوہ گاہ ہے۔
ایک بشر میں ہزاروں بشر میں نے دیکھے یعنی باعتبار روحانیت

کے صفات کے ایک تعلق مع اللہ والابشر ہزاروں بشر بلکہ لاکھوں بشر سے
افضل ہے سے

صد ہزار اندر ہزاروں ایک تن اند

ہاں وہاں ایں دلق پوشاں من اند (رومی)

ترجمہ:- خبردار یہ گڈری پوش ہمارے خاص بندے ہیں۔ ان کا ایک خاکی تن
میرے تعلق خاص کے شرف سے لاکھوں انسانوں سے افضل ہے۔

ترجمہ و تشریح ۲۴۲ میں آپ سے غافل ہونے کے سبب مثل مردہ تھا۔ آپ کے
تعلق خاص کے فیض سے اب زندہ ہو گیا۔ پس اس ایمانی حیات

کے صدقے گویا کہ مجھے حیات بعد الممات عطا ہوئی یعنی دوسری حیات نورانی عطا
ہوئی۔ حدیث شریف میں ہے کہ خدا سے غافل مثل مردہ ہے اور ذاکر مثل زندہ ہے

ترجمہ و تشریح ۲۴۳ اے سالک تکبر کا کلاہ اتار کر پھینک دے کہ میں نے
خدائے پاک کی راہ میں ہزاروں کلاہ دار دیکھے ہیں جن کی

کلاہ کا پتہ بھی نہ چلا یعنی اپنے رب کی عظمت کے سامنے فنا ہو گئے کہ ہستی کا
تار و پود بھی باقی نہ رہا۔ یعنی مرضیات الہیہ کے تابع رہ گئے اور اپنی مرضیات کو

فنا کر دیا۔

۲۴۴ اے رومی! خاموش ہو جا کہ زیادہ گوئی سے محبوب
ترجمہ و تشریح | ملوں خاطر ہو گیا اور اسکی خاطر پہ غبار دیکھا میں نے۔

”کمالات عشق و عاشقان خدا“

شعر ۲۴۵ آتش از تو میان جاں دارم

لیک صد مہر بر زباں دارم

شعر ۲۴۶ دو جہاں را کند یکے لقمہ

شعلہ ہائے کہ در نہاں دارم

شعر ۲۴۷ گر جہاں را ہمہ فنا برسد

بے جہاں ملک صد جہاں دارم

شعر ۲۴۸ شکر آں را کہ جاں دہد تن را

دل از و شاد و جاں رواں دارم

شعر ۲۴۹ آنچه داد دست شمس تبسریزی

از من آن جو کہ من ہماں دارم

۲۴۵ آپ کی محبت کی آگ جان کے اندر رکھتا ہوں
ترجمہ و تشریح | لیکن زبان پر ہر وقت سیکڑوں عنایات بیان کرتا ہوں۔

یعنی آتش محبت کو خلق سے مخفی رکھتا ہوں کیونکہ اس آگ کا لذیذ ہونا۔
 عامۃ الناس کے عقول متوسطہ کے ادراک سے بالاتر ہے۔

۲۴۶ جو شعلہ ہائے عشق حق کے میرے سینے میں اٹھتے
ترجمہ و تشریح | رہتے ہیں۔ وہ دونوں جہاں کے فکر و غم کو ایک لقمہ بنا

ڈالتے ہیں مطلب یہ کہ عاشق ذات حق ہر وقت ذات حق ہی کی فکر و ذکر میں مشغول ہے اور انکے تو ذرّہ غم میں یہ تاثیر ہے چہ جائیکہ شعلہائے عشق جسے عطا فرمائے گئے ہوں۔ احقر کا شعر ہے ۷

ہو آزاد فوراً غم دو جہاں سے ترا ذرّہ غم اگر ہاتھ آئے

۲۲۷ اگر تمام کائنات کو فنا طاری ہو جاوے تو بھی حق تعالیٰ کی ذات پاک کے تعلق خاص کے صدقے میں ہم اپنی روح

میں سیکڑوں جہاں رکھتے ہیں یعنی ہم اس جہاں کے محتاج نہیں رہے بسبب اس کہ ہم خالق جہاں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جگر کا شعر کیا ہی خوب ہے ۷

کبھی کبھی تو اسی ایک مشت خاک کے گرد

طواف کرتے ہوئے ہفت آسماں گذرے

اور کبھی کبھی کا لفظ صرف صاحب تلوین کے لئے مناسب ہے ورنہ صاحب تمکین کو یہ مقام علی بسیل دوام حاصل رہتا ہے۔ اور یہ حق تعالیٰ کا فضل ہے جس پر چاہیں فرمائیں۔ اللّٰهُمَّ اِنَّا مِنْهُ نَصِيبًا

۲۲۸ شکر اس ذات پاک کا کہ جو خاک کی تن میں روح مرحمت فرماتا ہے میرا دل انھیں کے تعلق سے شاد ہے اور روح

اسی ذات کی طرف رواں ہونے والی ہے کیونکہ ہر شے اپنے اصل مرکز کی طرف رجوع ہونے والی ہے۔

۲۲۹ جو فیوض و برکات کہ مجھے حضرت شمس تبریزیؒ سے حاصل ہوئے ہیں اس کے علاوہ مجھ میں اور کچھ مت

ڈھونڈو کہ اس کے علاوہ میں کچھ نہیں رکھتا ہوں۔



شعر ۲۵۰ | این نشاں ہا کہ بر رخم پیدا است

وانکہ از شاہ ہمنشین دارم

آں یکے گنج کز جہاں بیش است

در ددل و جاں خود دین دارم

مرکب ز ہدرا ب سرم پے

زانکہ بر پست عشق زین دارم

پا نیدارست جان من در عشق

زانکہ پائے آہنیں دارم

از دم بوے گل ازاں آید

کز دروں باغ ویا سمیں دارم

از فرج پایم از زمین دورست

زانکہ در لامکاں مکیں دارم

شعر ۲۵۱ |

شعر ۲۵۲ |

شعر ۲۵۳ |

شعر ۲۵۴ |

شعر ۲۵۵ |

نشاں یہ نشانیاں میرے چہرے سے نمایاں ہیں تم اے

ترجمہ و تشریح | دیکھنے والو یقین کر لو کہ ہم اپنے باطن میں اس شاہ حقیقی

کو ہمنشین رکھتے ہیں۔ پس میرے قلب سے اس خالق آفتاب و ماہتاب

کا نور چھلک کر میرے چہرہ سے بھی نمایاں ہو رہا ہے۔ احقر شارج عرض

کرتا ہے کہ حدیث شریف میں اللہ والوں کی نشانی بھی یہی بتائی گئی ہے

کہ جب ان کو دیکھا جاتا ہے تو ذکر اللہ خدا یاد آجاتا ہے

تو اب نظر نہیں تھی کسی شیخ و شاب میں

ان کی جھلک بھی تھی مری چشم پر آب میں

ترجمہ و تشریح | ۲۵۱ | تعلق مع اللہ اور نسبت مع اللہ کا وہ خزانہ جو

تمام کائنات اور اس کے خزانوں سے زیادہ قیمتی ہے میں اپنے دل و جان میں مدفون رکھتا ہوں۔ ۷

نہ میکرہ میں نہ خانقاہ میں ہے جو تجلی دلِ تباہ میں ہے

ترجمہ و تشریح ۲۵۲ زہد خشک کی سواری تو میں نے سچے چھوڑ دیا کیونکہ میں نے عشق (تیز رفتار) کے پشت پر اپنا زمین

رکھ دیا ہے۔ یعنی مرکب عشق ہمارا مرکب ہے (مرکب - سواری)

ترجمہ و تشریح ۲۵۳ میری جان عشق میں نہایت مضبوط ہے کیونکہ میں آہنیں پاؤں رکھتا ہوں یعنی تعلق مع اللہ کی باطنی طاقت

کے سبب میں کوہ استقامت ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۵۴ میری گفتگو اور سانس سے حق تعالیٰ کی خوشبوئے قرب اس سبب سے آتی ہے کہ میرے باطن میں رقبہ

(روح میں) قرب بارگاہ حق کا باغ ویا سمن ہے۔

ترجمہ و تشریح ۲۵۵ غلبہ فرحت روحانی سے میرا پاؤں زمین پر نہیں زمین سے دور ہے کیونکہ میری روحانیت لامکاں میں

مکین ہے۔ ۷

جہاں میں رہتے ہوئے ہیں جہاں سے بیگانے

خدا کے چاہنے والوں کو کوئی کیا جانے

شعر ۲۵۶ نالہ بلبیل بہار کنیم

تا ازاں بلبلاں شکار کنیم

ترجمہ و تشریح بلبیلوں کے شکار کے لئے میں نے نالہ بلبیل مشق کیا ہے اور یہ تبلیغ کا نہایت جازب اور موثر طریقہ ہے کہ

جس ذوق کا آدمی مجلس میں آوے اس سے کچھ دیر اسی کی مذاق میں گفتگو کر کے اس کو مانوس کیا جاوے اور پھر اس کو دام محبت الہیہ میں شکار کر لیا جاوے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میری مجلس میں جو جس فن کے اندر اپنے کو ماہر سمجھتا ہے میں اس کو اسی فن میں متیخ اور متاثر کرتا ہوں (اس کے بعد وہ مانوس ہو کر استفادہ عشق حق کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے)۔

زاہدوں پر مے اچھالی جائے گی روح ان مردوں میں ڈالی جائے گی

بسط بعد القبض

بارد گر جانب یار آمدیم شعر ۲۵۷

خیرہ نگر نزد نگار آمدیم

نافہ آہو جو بزد بردماغ شعر ۲۵۸

دام گرفتیم و شکار آمدیم

اے ہمہ ہستی مکن از ما کنار شعر ۲۵۹

زانکہ ز ہستی بکنار آمدیم

باز چو دیدیم رُخ عاشقان

جملہ خوشاں بہ نثار آمدیم

شعر ۲۶۰

۲۵۷ غفلت دور کر کے دوبارہ اس یار حقیقی کی جانب

ترجمہ و تشریح ہم آگئے یعنی قبض کی حالت سے بسط کی حالت کی طرف

آگئے اور اس حالت بسط میں مشاہدہ تجلیات سے خیرہ نگر ہم مقرب بارگاہ

حق ہیں۔ (خیرہ نگاہی شوکتِ تجلی سے نگاہوں کا محوریت ہونا)

ترجمہ و تشریح ۲۵۸ خوشبوئے قرب (مشک نافہ آہو) سے دماغ کو اس طرح بے خود کر دیا کہ ہم دیوانہ وار دامِ محبت کو پکڑتے ہوئے محبوبِ حقیقی کے شکار ہو گئے۔

ترجمہ و تشریح ۲۵۹ اے حقِ قیوم! مجھے اپنے سے دور نہ فرما کیونکہ آپ کے بعد سے ہم اپنی ہستی ہی سے دور ہو گئے یعنی ہلاکت کے فریضے گر گئے۔

ترجمہ و تشریح ۲۶۰ ہم نے پھر اہل اللہ (عاشقانِ حق) کے مبارک چہروں کو دیکھا نہایت خاموشی کے ساتھ ہم ان پر نثار ہو گئے۔

”فیضانِ نسبتِ باطنی“

شعر ۲۶۱ چہ دانی تو کہ در باطن چہ شاہ ہمنشیں دارم

رخ زریں من منگر کہ پائے آہنیں دارم

گہ خورشید را مانم گہ دریائے پر در را

درون دل فلک دارم برون دل زیں دارم

چرا پڑ مردہ باشم کہ بشگفت ہر جزوم

چرا خربندہ باشم براتے زیر زیں باشم

شعاع آفتابم من اگر درخا نہا گر دیم

عقیق و لعل و درم من ولادت زاب و طیں دارم

۲۶۱ اے مخاطب! تو میرے اس باطنی نعمتِ عظمیٰ کو کیا

جانتا ہے کہ میں باطن میں کیسے سلطانِ السلاطین اور

احکم الحاکمین کو ہمنشین رکھتا ہوں میرے پیلے چہرے کو مت دیکھ کہ یہ مجاہدات
عشق حق سے زریں ہو رہا ہے میرے آہنیں پاؤں کو دیکھ (یعنی نسبت مع اللہ
کی طاقت کو غیر اہم مت سمجھ) سے

جو دل پہ ہم اس کا کرم دیکھتے ہیں تو دل کو بہہ از جام جم دیکھتے ہیں
حکایت :- حضرت شاہ فضل رحمن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی
مجلس میں درس حدیث شریف دے رہے تھے کہ ایک مولوی صاحب رامپور کے
نواب رامپور کے فرستادہ وقاصد بن کر آئے اور کچھ موقع پا کر عرض کیا کہ حضرت
آپ کو نواب صاحب نے یاد فرمایا ہے اور یہ پیغام کہلایا ہے کہ اگر شاہ صاحب
تشریف لائیں تو ایک لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کروں گا۔ ارشاد فرمایا اے
ظالم! ایک لاکھ روپیہ پر ڈالو خاک۔ میری بات سنو جو میں کہہ رہا ہوں۔
یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کی گفتگو کے سامنے یہ کیا پیش کر دیا پھر یہ شعر
مست ہو کر پڑھا۔

میں دل پہ جو اس کا کرم دیکھتا ہوں تو دل کو بہہ از جام جم دیکھتا ہوں
۲۶۲۲ کبھی تو آفتاب کو اپنے نور باطن سے شرمسار کرتا ہوں
ترجمہ و تشریح اور کبھی باطنی نسبت مع اللہ کے دیکھتا سے زمین پر دریائے
پر در کونام کرتا ہوں اپنے قلب کے اندر فلک تاباں از آفتاب حق رکھتا
ہوں اور دل کے باہر زمین رکھتا ہوں یعنی کائنات کو قلب کے باہر اور
خالق کائنات کو قلب کے اندر رکھتا ہوں۔ مراد اس سے تعلق خاص اور
معیت خاص ہے جو انبیاء اور اولیاء کے ساتھ مختص ہے۔ پس اہل ظاہر کو
ظاہری الفاظ پر معترض ہونا نادانی ہے۔ حق تعالیٰ کی ذات مکان سے اور
زمان سے پاک ہے۔ صوفیاء کے الفاظ کو اصطلاح تصوف سے سمجھنا چاہیے۔

اور یہ ہر فن کا قاعدہ ہے کہ اس کے مضامین کو اسی فن کے اصطلاح سے سمجھتے ہیں۔ مثلاً شریعت میں صلوة کا مفہوم شارع علیہ السلام کی اصطلاح میں سمجھا جاوے گا نہ کہ لغوی مفہوم صرف دعا کو مراد لیں گے۔

ترجمہ و تشریح ۲۶۳ میں کس طرح افسردہ ہو سکتا ہوں جبکہ میرا ہر جز تعلق مع اللہ کے فیض سے زندہ اور شگفتہ ہو گیا ہے اور گدھے کا غلام کیسے ہو سکتا ہوں جبکہ براق عشق پر میرا زین ہے۔

(خر بندہ - بندہ خیر - اصناف مقلوبی ہے)

ترجمہ و تشریح ۲۶۴ اگر میرا فیض سا لکین کے قلوب میں منور ہو رہا ہے تو کیا تعجب کہ آفتاب کی شعاعیں ہر گھر میں داخل ہوتی ہیں پھر خالص آفتاب کا نور تو کیا کچھ قوی تر ہو گا۔ اور اگر میں پانی اور کچھڑ سے مولود ہوں تو یہ بات میری حقارت کا سبب نہیں ہے کیونکہ اسی مٹی سے لعل اور عقیق اور موتی بھی پیدا ہوتے ہیں جو اپنی قیمت کے سبب سلاطین کے سردوں پر بیٹھتے ہیں۔ پس حق تعالیٰ اسی آب و گل سے دُر نبوت اور دُر ولایت پیدا فرماتے ہیں اور ان کے فضل کا تو عجیب عالم ہے جوش میں آئے جو دریا رحم کا گھر صد سالہ ہو فخر اولیاء

طلب الطاف و عنایات مرشد

شعر ۲۶۵ بیا اے شمس تبریزی مکن سنگین دلی با من

کہ بے تو لعل و لولورا نمیدانم نمیدانم

ترجمہ و تشریح اے مرشد حضرت شمس الدین تبریزی میرے ساتھ عنایت کا معاملہ فرمائیے کہ آپ کے بغیر لعل اور موتی

بھی مجھے بے قدر معلوم ہوتے ہیں۔

شعر ۲۶۶ نہ آں بے زہرہ دل دارم کہ از دلدار بگریزم

نہ آں خنجر بکف دارم کہ از پیکار بگریزم

میں ایسا بے پتہ والا دل نہیں رکھتا ہوں یعنی بے ہمت
ترجمہ و تشریح اور پست حوصلہ نہیں ہوں کہ خوف مجاہدات سے محبوب

حقیقی سے بعد پر صابر رہوں اور میں اپنے ہاتھ پر وہ خنجر نہیں رکھتا ہوں
 کہ جہاد سے بھاگوں۔

شعر ۲۶۷ زہے دریائے بے ساحل پر از ماہی درون دل

چنین دریا ندیدستم چنین ماہی نمی دانم

اے محبوب! تو دریائے بے ساحل کی طرح میرے قلب
ترجمہ و تشریح میں پُر ماہی ہے یعنی آپ نے اپنی تجلیات صفات سے

میرے قلب کو پر کیفیت کیا ہوا ہے میں نے کائنات میں ایسا دریا نہ دیکھا
 اور نہ ایسی مچھلی دیکھی۔

شعر ۲۶۸ ہزاراں جان یعقوبی ہی سوز دازیں خوبی

چرا اے یوسف خوباں دریں چاہے نمیدانم

آپ کے ہزاروں عاشق مثل حضرت یعقوب علیہ السلام
ترجمہ و تشریح گریاں و سوزاں ہیں اے یوسف خوباں! آپ کئیوں

میں یعنی قابو خواص عشاق میں کیوں جلوہ فرما ہیں۔ میں نہیں
 جانتا ہوں۔



”حقائق و معارف“

من از استلیم بالا یم سر عالم نمیدارم	شعر ۲۶۹
نه از خاکم نه از آبم دل آیم نمیدارم	شعر ۲۷۰
نه شادیدہا چو بیزارم سر غم از کجا دارم	شعر ۲۷۱
بغیر او چو من خود را خوش و خرم نمیدارم	شعر ۲۷۲
در آن شربت کہ جاں سازد دل مشتاق جاں بازو	شعر ۲۷۳
خرد خواهد کہ در تازد منش محرم نمیدارم	
پئے آل خمر چوں عیدم شکم را روزہ بر بندم	
کہ من آل سرو آزادم کہ برگ غم نمیدارم	
نه بر منہاج روز و شب بود عشاق را مذہب	
کہ من مسلک بیزیرا ین کہن طارم نمیدارم	

ترجمہ و تشریح ۲۶۹ میں افاق عالم اور حدود کائنات سے غیر ملتفت ہو کر اپنی روح کا رہ فیض مرشد کامل (مولائے عرش کریم سے رابطہ رکھتا ہوں اور تکوینی امور کائنات کا سرچشمہ اور مرکز چونکہ عالم امر ہے اور وہ مافوق الافلاک ہے پس حق تعالیٰ کے رابطہ خاص کا ایک فیضان منجملہ یہ بھی ہے کہ سر عالم کی طرف بھی توجہ نہیں رکھتا ہوں کیونکہ میں مرتبہ روح کے اعتبار سے نہ خاکی ہوں نہ آبی ہوں (بلکہ ایک طاہرہ لاہوتی ہوں) اور یہ دل بھی ان پر فدا کرنے کے سبب دل بھی نہیں رکھتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۷۰ میں تو دنیا کی خوشیوں سے بھی بیزار ہوں بوجہ انکے

عارضی اور حادث ہونے کے تو پھر دنیا کے غم کے اسرار کی کیا پروا ہوگی۔
 (بقول شخصے غم دنیا مخور کہ بے ہودہ است) اور یہ میری روح کو
 یہ مقام عدم التفات کا حق تعالیٰ کے تعلق پاک سے عطا ہوا یعنی میری
 روح اس قدر مانوس اس ذات پاک سے ہے کہ بدون ان کی معیت کے
 میں اپنے کو خوش و خرم نہیں رکھ سکتا ہوں اگرچہ قدموں میں ہفت
 اقلیم کی دولت ہوے

معیّت گرنہ ہو تیری تو گہراؤں گلستاں میں
 رہے ساتھ تو صحرا میں گلشن کا مزہ پاؤں
 ہر لمحہ حیات گزارا ہم نے اپنے نام کی لذت کا سہارا لیکر (اختر)
 تمام عمر ترے دردِ محبت نے مجھے
 کسی سے دل نہ لگانے دیا گلستاں میں (اختر)

۲۴۱ روح تعلق مع اللہ کی جو لذت محسوس کرتی ہے اس شربت
ترجمہ و تشریح وصال نے ہی دل مشتاق کو جان بازی سکھائی ہے اور
 عقل جو اس راہ عشق میں دوڑنا چاہتی ہے میں اسے تو اس راہ کا محرم نہیں
 قرار دیتا۔

۲۴۲ جب سے حق تعالیٰ کی محبت کا جام نوش کر کے روح
ترجمہ و تشریح مسرور ہوئی ہے پیٹ کی طرف سے التفات جاتا رہا۔ بلکہ
 نفلی روزوں سے شکم کو خالی رکھتا ہوں۔ میں ذات حق سے رابطہ کی بدولت
 ایک ایسے آزاد درخت سرو کے مانند ہوں کہ جس میں غم کے برگ نہیں
 رکھتا ہوں۔

۲۴۳ چونکہ میری رفتار مرتبہ روح میں مافوق الافلاک ہے
ترجمہ و تشریح

اس لئے یہاں کے روز و شب کے راستوں سے عشاق حق کو کوئی واسطہ نہیں۔

فیضان عشق حقیقی

طواف حاجیاں دارم بگردیاری گردم شعر ۲۴۴

نہ اخلاق سگال دارم نہ برمداری گردم شعر ۲۴۵

جہاں ماراست زیر او یکے گنجست پنہانی شعر ۲۴۶

سر آں گنج می دارم بگردماری گردم شعر ۲۴۷

نمیدانی کی رنجورم کہ جالینوس می جویم شعر ۲۴۸

نمیدانی کہ عطارم کہ برگلزار می گردم شعر ۲۴۹

نمیدانی کہ سیر غم کہ گرد قاف می گردم شعر ۲۵۰

نمیدانی مخورم کہ بر خمار می گردم شعر ۲۵۱

ہر نقشے کہ پیش آید درون نقاش می بنم شعر ۲۵۲

برائے عشق لیکے داں کہ مجنوں دار می گردم شعر ۲۵۳

بہا نہ میکنم نان را ولیکن مست خبازم شعر ۲۵۴

نہ اندینار مینالم نہ از دلدار می گردم شعر ۲۵۵

بیایے شمس تبریزی بصورت گریہ پرہیزی شعر ۲۵۶

شفق و از دل شمست بریں اتاری گردم شعر ۲۵۷

۲۴۴ میں اپنے محبوب کے گرد مثل حاجیوں کے طواف کرتا

ہوں یعنی مرتبہ روح میں حق تعالیٰ کی صفات میں غور و فکر

سے مست رہتا ہوں نہ کتوں جیسے حسد و حرص و طمع کے اخلاق رکھتا ہوں

نہ دنیا ئے مردار اور اس کے عاشقوں کے گرد پھرتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۴۵ میرے باطن میں تعلق مع اللہ کا ایک پنہاں خزانہ ہے اسی کی بدولت میری کائنات اور میرا جہان ہی الگ

ہے اور میرا جہاں پر لطف ہے۔

جب کبھی وہ نظر سے گزرے ہیں کتنے عالم نظر سے گزرے ہیں میں اس خزانہ مخفیہ باطنیہ نسبت الہیہ پر عاشق ہوں اور ظاہر ہے کہ ہر خزانہ پر سانپ ہوتا ہے پس اس خزانہ کے گرد بھی سانپ (مجاہدات کے) ہیں جن کے گرد میں مست پھرتا ہوں یعنی حق تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ہر تکلیف کو میں دیوانہ وار قبول کرتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۴۶ اے مخاطب! تو نہیں جانتا کہ میں روحانی عشق کا بیمار ہوں اور جالینوس یعنی مرشد کامل ڈھونڈتا ہوں۔ تو

نہیں جانتا کہ میں عطار ہوں یعنی خوشبوئے محبت الہیہ کی دوکان لگانا ہوں پس چمن اور گلزار کے گرد پھرتا رہتا ہوں کہ گلوں کی خوشبو حاصل کروں یعنی عاشقان حق اور اہل نسبت و حاملان درد و آتش پنہاں کی تلاش میں پھرتا ہوں کہ ان سے حق تعالیٰ کی محبت کا کوئی ذرہ درد کا حاصل ہو۔

ترجمہ و تشریح ۲۴۷ تو نہیں جانتا کہ میں روحانی چرٹیوں میں بوجہ قوی نسبت مع اللہ رکھنے کے جنس اعلیٰ سمرغ سے ہوں۔

نسبت مع اللہ چونکہ کئی مشکک ہے جس کے افراد متفادات المراتب ہوتے ہیں ضعف اور قوت کے اعتبار سے پس قویٰ نسبت کو سمرغ سے تشبیہ دی کہ صنف طیور میں سب سے اعلیٰ جنس شمار ہوتا ہے اور اس کا نشیمن کوہ قاف بقول مشہور ہوتا ہے۔ اسی طرح ہمارا نشیمن بھی عالم لاہوت ہے اور اے مخاطب تو نہیں جانتا کہ میں مست ہوں پس مستان حق و عاشقان حق

کے گرد پھرتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۷۸ جو نقش اور جو صورت میرے سامنے آتی ہے میں
نقش نگار اور نقاش کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔
چہ باشد آن نگارے خود کہ بندد این نگارے

یعنی مصنوع سے صانع اور مخلوق سے خالق پر استدلالی اور استحضاری حالت
میں مشغول ہو جاتا ہوں لیکن یہاں بھی مخلص ہوں یعنی دینیوی اغراض کے لئے
یہ نہیں ہوتا بلکہ اس کیفیت پر مجھے عشق صانع اور عشق خالق مجبور کرتا ہے۔
اولیائے کرام اور عارفین کے دو مقام ہوتے ہیں۔

(۱) ایک وہ جو مخلوق پر نظر اولاً ڈالتے ہیں پھر ثانیاً مشاہدہ صفات خالق
کرتے ہیں۔

(۲) دوسرے وہ عارفین قوی النسبت ہیں جو اولاً خالق پر نظر ڈالتے ہیں ثانیاً
مخلوق پر نظر ڈالتے ہیں یعنی مخلوقات پر جب نظر ڈالتے ہیں تو اپنے رب کے ساتھ
اس قوی نسبت اور قوی روحانی اور قلبی رابطہ کے ساتھ نظر ڈالتے ہیں جس کا
نوران کی نظر میں توجہ الی اللہ کا مقام مرتبہ اولیٰ میں رکھتا ہے اور مخلوق پر
مرتبہ ثانیہ میں رکھتا ہے اور یہ وجدانی نعمت جو استدلال عقلی سے محسوس نہیں
ہوتی بلکہ اہل اللہ کی صحبت میں کچھ مدت مجاہدات اور ذکر و فکر کے بعد میسر ہوتی ہے
حکایت :- علامہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اولیاء کے باطنی مقامات و
اصول کو سمجھنے کے لئے کتب تصوف کا مطالعہ کیا کچھ تشفی اور تسلی نہ ہوئی پھر
قلب میں وارد ہوا کہ اولیاء کے مقامات کو پہچاننا مشکل ہے جب تک روح
کو مقام ولایت کی کرسی پر نہ بٹھایا جاوے (وزارت عظمیٰ کا نشہ اور لطف
جب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کرسی پر کسی کو بٹھا دیا جاوے) پس جس طرح

غیر نبی مقام نبوت کے قرب کا عقل سے ادراک نہیں کر سکتا اسی طرح غیر ولی مقام ولایت کو سمجھ نہیں سکتا اس کے بعد پھر تصوف میں قدم رکھا اور اکابر اولیاء سے ہوئے۔ اے خدا، ہمیں بھی ان بزرگوں کے حصول سے حصہ عطا فرما۔ آمین۔ آپ کی عطا کے لئے ہماری نااہلیت مانع نہیں ہو سکتی بلکہ خود اہلیت آپ کی عطا کی محتاج ہے۔

حکایت :- ایک فقیر کو اچانک بادشاہ بنا دیا گیا۔ بادشاہ کے انتقال ہوتے ہی مجلس وزراء میں یہ مشورہ طے ہوا کہ جو شاہی محل کے دروازے سے صبح گزرے گا اسی کو اس کرسی پر بٹھا دیا جائے گا۔ پس حکم خدا سے اور عطائے خداوندی سے ایک فقیر نے شاہی دروازہ پر صدائے سوال لگایا اور فوراً وزراء نے اس کو کپڑے وغسل دے کر شاہی لباس فاخر پہنا کر ایوان شاہی میں شاہی اجلاس کے لئے بٹھا دیا اس نے صبح صبح فیصلے کئے اور جب اجلاس ختم ہوا تو اس نے دو وزیروں کو حکم دیا کہ آئیں اور بغل میں ہاتھ لگا کر سابق شاہ کی طرح مجھے اٹھائیں۔ وزیراے میران تھے کہ اس بھک منگے کو یہ شاہی آداب کس نے سکھا دیا با ادب سوال کیا کہ حضور اگر اجازت ہو تو ایک سوال کروں بعد اجازت عرض کیا صبح تو آپ بھک منگے تھے یہ آداب سلطنت کس نے سکھائے۔ جواب دیا کہ جو بھک منگے کو سلطنت دینا جانتا ہے وہ آداب سلطنت بھی سکھانا جانتا ہے۔

۲۴۹ میں نابنائی کا عاشق ہوں اور روٹی کو میں نے بہانہ
ترجمہ و تشریح بنایا ہوا ہے یعنی حق تعالیٰ کی نعمتوں کو بہانہ بنایا ہوا ہے
 میں تو اس نعمت دینے والے پر فدا ہوں۔ میں دینار نہ ہونے سے نہیں
 روتا ہوں کہ میرے پاس پیسہ نہیں تو روٹی کیسے خریدوں گا۔ میں تو

حالت افلاس میں بھی خباز سے مست ہوں (یعنی نابنائی سے) مطلب یہ ہے کہ میں ہر حالت ضرر اور سزا تنگدستی و فراخی دونوں میں اپنے مالک و خالق پر فدا ہوں۔ میں تنگدستی سے پریشان ہو کر اپنے محبوب حقیقی کی یاد سے نہیں بھاگ سکتا۔

ترجمہ و تشریح ۲۸۱۔ اے مرشد تبریزی آپ میرے پاس آئیے۔ اگرچہ آپ صورت سے مستغنی ہو کر غرق معنیٰ ہیں اجسام اور صورتوں سے بے پروا ہو کر ہمہ تن حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہیں میری طلب تو دیکھئے کہ میں مثل شفق آپ کے آفتاب قلب سے انوار نسبت کے آثار پر فدا ہو رہا ہوں۔

گفتگوئے عاشقان درکار رب

- شعر ۲۸۱۔ ز عالم من ترا تنہا گزینم
رواداری کہ من تنہا نشینم
- شعر ۲۸۲۔ دل من چو قلم اندر کف تست
ز تست ارشاد مانم در جزینم
- شعر ۲۸۳۔ بجز آنچه تو خواہی من چہ خواہم
بجز آن کت نہائی من چہ بینم
- شعر ۲۸۴۔ گہہ از من گل بر ویدو گہہ خار
گہہ خارم خلد گہہ گل بچینم
- شعر ۲۸۵۔ تو بودی اول و آخر تو باشی
تو بہ کن اصرم از اولینم

شعر ۲۸۶

چو تو پنہاں شدی از اہل کفرم
چوں تو ظاہر شدی از اہل دینم

شعر ۲۸۷

بجز چیزے کہ دادی من چہ دارم
چہ میجوی ز جیب آستینم

۲۸۱۔ اے محبوب حقیقی! کائنات میں ہم نے لا الہ سے سب
ترجمہ و تشریح کی محبت منفی کی ہے اور الا اللہ سے صرف آپ کو اپنا مقصود

و مراد بنایا ہے پس جبکہ کائنات و موجودات سے سب کو نظر انداز کر کے صرف
آپ کو ہم نے انتخاب کیا ہے تو آپ ازراہ کرم مجھے تنہا نہ چھوڑیے اور اپنے نبی
رحمت علیہ السلام کے صدقے میں اپنی معیت خاصہ اور تعلق خاص کو علی
سطح الولاہیت ہمیں عطا فرمادیجئے۔ یعنی جس درجہ تعلق و محبت پر آپ بندوں
کو اپنا ولی بناتے ہیں اس درجہ کی محبت ہمیں بھی عطا فرمادیجئے۔
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہ حجاز کا

تو بخش بے حساب کہ ہیں جرم بے حساب

دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہ حجاز کا

۲۸۲۔ جس طرح کاتب کے ہاتھ میں قلم ہوتا ہے اسی طرح
ترجمہ و تشریح آپ کے ہاتھ میں میرا قلب ہے۔ پس میرے قلب کی خوشی

اور غم آپ ہی کے قبضے میں ہے۔ میرا مسرور ہونا اور مغموم ہونا آپ ہی
کی طرف سے ہوتا ہے۔

گر تو خواہی عین غم شادی شود

عین بند پائے آزادی شود (رومی)

ترجمہ:- لہذا اگر آپ چاہیں تو عین حقیقت غم کو حقیقت خوشی سے تبدیل

فرمادیں یعنی غم ہی کو خوشی بنا دیں اور عین قید کو آزادی بنا دیں چنانچہ
مشاہدہ ہے کہ اہل اللہ کو اسباب غم میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود
سکون اور اطمینان میسر رہتا ہے۔

صدمہ و غم میں مرے دل کے تبسم کی مثال

جیسے غنچہ گھرے خاروں میں چٹک لیتا ہے (اختر)

ترجمہ و تشریح ۲۸۳۔ اے خدائے قادر مطلق! میری مشیت بھی آپ کی
مشیت کی غلام ہے۔ اور آپ ہمارے جس طرح قلوب
کے مالک ہیں ابصار کے بھی مالک ہیں (لہذا اپنے کرم سے حق پسندی اور
حق بینی کی توفیق ہم کو عطا فرمائیے۔

ترجمہ و تشریح ۲۸۴۔ کبھی آپ کا کرم اعمال صالحہ کے پھول مجھ میں اُگاتا ہے
اور کبھی ہماری شامت عمل سے آپ کی نگاہ کرم ہٹ جاتی
ہے اور نفس و شیطان ہم پر غالب ہوتے ہیں اور سینات کے خار اگنے لگتے
ہیں۔ پس ہم کو کبھی خار چھتے ہیں اور کبھی ہم پھول چنتے ہیں۔ یعنی سالک پر
مدوجز قبض و بسط کے مختلف حالات طاری ہوتے رہتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۲۸۵۔ آپ ہی اول ہیں آپ ہی آخر ہیں پس اے قدیم
ذات تو میری آخری حالت کو میری پہلی حالت سے بہتر
فرمایا یعنی حسن خاتمہ عطا فرما۔

ترجمہ و تشریح ۲۸۶۔ جب آپ مجھ سے پنہاں ہو جاتے ہیں یعنی حالت
قبض طاری فرماتے ہیں تو ہم قلب میں انتہائی گھٹن
محسوس کرتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلب میں ایمان بھی ہے یا
نہیں۔ یعنی بسط کی اعلیٰ حالت ایمانی کے مقابلے میں یہ ادنیٰ حالت اور عدم

حضور صلی و اضمحلال نسبت مع الحق سے شبہ ہونے لگتا ہے جیسا کہ روایت میں ہے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حالت میں تغیر محسوس کیا اور فرمایا نافع حنظلہ، حنظلہؓ تو منافق ہو گیا اور اپنا حال بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ جو حالت ایمانی آپ کی مجلس میں رہتی ہے وہ آپ کے دوری میں اور دوسری مشغولیوں میں نہیں رہتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ساعة كذا وساعة كذا یعنی یہ نفاق نہیں ہے بلکہ یہ حالت اسی طرح بدلتی رہتی ہے کبھی ایسی کبھی ایسی۔ یکساں حالت نہیں رہتی — دوسرے مصرعہ کا ترجمہ یہ ہے جب آپ پھر حالت بسط عطا فرماتے ہیں تو ہم اہل دین معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سے

گے فرشتہ رشک برد پر پاکی ما گے دیو خندہ زند زنا پاکی ما
ایمان چو سلامت بہ لب گور بریم احسنت بریں چستی و چالاکی ما
ترجمہ :- کبھی تو ہماری اچھی دینی حالت پر فرشتہ بھی رشک کرتا ہے اور کبھی ہماری دینی بد حالی پر شیطان بھی خندہ زن ہوتا ہے۔ پس جب ایمان کو سلامتی سے قبر تک لیجائیں تو میں اپنی چستی و چالاکی پر اس وقت احسنت کہوں گا یعنی اس وقت تعریف کروں گا۔

حکایت :- حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ساتھ ایک کنجرٹن سبزی فروش کی دوکان سے گذر رہے تھے اس نے کہا اے جنید! آپ کی داڑھی بہتر ہے یا میرے بکرے کی۔ آپ خاموش ہو گئے اور فرمایا اس کا جواب پھر کبھی دوں گا۔ مریدوں کو غصہ آیا آپ نے فرمایا غصہ مت کرو ابھی ہمیں اپنے خاتمہ کا علم نہیں چھا ہوا تو اس سے افضل میری داڑھی ہوگی

اگر خراب ہو تو میری داڑھی اس بکرے کی داڑھی سے خراب و ذلیل ہوگی پھر شیخ نے دعا کی کہ اے خدا میرا حسن خاتمہ جب ہو جاوے اور قبرستان کی طرف میرا جنازہ جاوے تو مجھے تھوڑی دیر کے لئے حیات دیدہ بچو کہ اس برٹھیا کو جواب دیدوں اور شیخ نے مریدوں سے وصیت کی کہ میرا جنازہ اس سبزی فروش برٹھیا کی دوکان کی طرف سے گزارنا۔ چنانچہ جب جنازہ گذرا تو کفن سے سہرا اٹھا کر فرمایا اے برٹھیا تیرے بکرے کی داڑھی سے میری داڑھی بہتر ہے کیونکہ میرے کریم مولیٰ کے کرم سے میرا خاتمہ اچھا ہوا۔

قبض و بسط کی حکمت۔ سالک پر اگر ہمیشہ بسط کی حالت رہے تو عجب و کبر پیدا ہو جاوے لہذا کبھی کبھی

قبض طاری فرماتے ہیں۔ چونکہ حالت قبض میں عبادات کے اندر کیفیت و لذت نہیں رہتی اس لئے سالک کا سب پندار اور تکبر خاک میں مل جاتا ہے اور عاجزی و تواضع اور فنایت پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے بزرگوں نے لکھا ہے کہ قبض منجملہ احوال رفیعہ سے ہے سالک کو ایسی حالت سے دلگیر اور ناامید نہ ہونا چاہیے۔ حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

قبض میں بھی بسط کا تو لطف ہے جلالی تو جمالی گو نہیں
دل کیوں نہیں لگتا طاعتوں میں
دل لگنا کہاں ہے فرض تجھ پر
لگا رہ اسی میں جو ہے اختیاری
عبادت کے جامزہ گو نہ آئے

بے تلی بھی تلی چاہئے
چاہے جیسی ہو تجلی چاہئے
اس فکر کے پاس بھی نہ جانلے
تیرا تو ہے فرض دل لگانا
نہ پڑ امر غیر اختیاری کے پیچھے
نہ آدھی کو بھی چھوڑ ساری کے پیچھے

ترجمہ و تشریح ۲۸۷۔ اے خدائے پاک بجز اس کے کہ آپ جو کچھ ہم کو

عطا فرمائیں ہمارے پاس اور کیا ہو سکتا ہے۔ پس میرے آستین و جیب
کی تلاشی کی آپ کو چنداں ضرورت نہیں کیونکہ آپ عالم غیب ہیں۔

در بیان اثار عشق حقیقی

- شعر ۲۸۸ ز شوق من ز تن بیگانہ گروم
شراب عشق را بیگانہ گروم
- شعر ۲۸۹ شوم آزاد و فارغ از دو عالم
غلام خوبے جا نا نہ گروم
- شعر ۲۹۰ رسا نم عشق را از سوز جائے
کہ در اقلیمہا افسانہ گروم
- شعر ۲۹۱ حدیثم بعد ازیں مستانہ باشد
ببازار اندرون مستانہ گروم
- شعر ۲۹۲ بہ پیش عشق چو شیراں در آئیم
چو طفلان چند در کاشانہ گروم
- شعر ۲۹۳ چرا با شم ز بازاں و زہمایاں
چو چنداں چند در ویرانہ گروم
- شعر ۲۹۴ چرا در دام ہنجوں مرغ ناداں
فتادہ از پئے یکدانہ گروم
- شعر ۲۹۵ چرا در شعلہ این شمع ہستی
برائے سوختن پروانہ گروم
- شعر ۲۹۶ خمش گروم چو در بازم جہاں را
یگانہ عاشق دیوانہ گروم

ترجمہ و تشریح ۲۸۸ آپ کے شوق میں اپنے جسم سے بیگانہ ہو رہا ہوں
یعنی آپ کی لغت و رضا کی فکر و عمل میں اس درجہ محویت
و استغراق ہے کہ اپنے تن پر وری و تن آرائی کے اسباب سے بے پروا
ہو گیا ہوں اور آپ کی محبت کی شراب کا پیمانہ بن گیا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۸۹ میں دونوں جہان کو عشق حق کی بازی میں مار
چکا ہوں اس لئے میں ایسا عاشق ذات حق ہوں کہ
بس انھیں کی خوبیوں کا غلام ہوں ہے

دونوں عالم دے چکا ہوں میکشو
یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی (مجزوب)
متاع عقل و دانش عمر بھر جو جمع کی میں نے
وہ میقات حرم پر عشق کی بازی میں ہار آئے
ما مقیمان کوے و لدا ریم رخ بدنیائے دوں نمی آریم

ترجمہ و تشریح ۲۹۰ میں اپنے درد و محبت کو سوز عشق سے اس طرح نشر
کر رہا ہوں کہ تمام افاق عالم و اقلیموں میں میرا افسانہ

و چرچا ہو رہا ہے ہے

ہماری تمہاری محبت کے قصے رہیں گے یہ افسانے مشہور ہو کر

ترجمہ و تشریح ۲۹۱ جب سے میں نے بازاروں میں نعرہ مستانہ شروع
کیا ہے میری گفتگو بھی مستانہ ہونے لگی ہے مراد یہ کہ

میری محبت و نسبت مع الحق کا اثر صرف مسجد و خانقاہ تک نہیں بلکہ
بازاروں اور مخلوقات کے ہنگاموں میں بھی میں اپنا درد و محبت
سناتا ہوں ہے

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل دیکھ لیتے ہیں

۵ بن کے دیوانہ کریں گے خلق کو دیوانہ ہم

برسر منبر سنائیں گے ترا افسانہ ہم

۲۹۲ میں عشق کے میدان میں مثل شیر آیا ہوں (یعنی تمام
اعمال رضائے حق اور تمام معاصی سے بچنے کی تکلیف کو

ترجمہ و تشریح

برداشت کرنے پر آمادہ ہو کر طریق سلوک میں داخل ہوا ہوں) مثل بچوں کے
کب تک آخر دودھ پیتا رہتا یعنی غفلت کی زندگی میں فانی دنیا کو مقصود
کب تک بنائے رکھتا یہ دنیا تو ایسی دھوکہ باز معشوقہ ہے جو موت کے
وقت ہماری ران سے کھسک کر ہمیں قبر میں کیرٹوں کے حوالے کر دے گی،
اور خود دوسرے عشاق کو تلاش کر لے گی ۵

جہاں اے برا درنبا شد بہ کس

دل اندر جہاں آفریں بندوبس (سعیدی)

ترجمہ :- یہ جہاں کسی کے ساتھ بھی وفادار نہیں، لہذا اے بھائی دل
کو جہاں کے خالق سے رابطہ قائم کرنے پر تیار کر اور اسی پر قناعت کر کہ ایک
باوفا لاکھوں بے وفا سے بہتر ہے۔

۲۹۳ میں بازوں اور ہما سے کب تک دور رہوں گا اور

ترجمہ و تشریح

الوؤں کے اُلوستان میں کب تک پھرتا رہوں گا
یعنی اہل اللہ اور شیران خدا سے بے گانہ رہ کر میں دنیا داروں میں اپنے
ایام زندگی کو کب تک رائیگاں کرتا رہوں گا۔

۲۹۴ میں خود کو مرغ ناداں کی طرح ایک دانہ کے لئے

ترجمہ و تشریح

(یعنی دنیائے حقیر کے لئے) کب تک اپنے کو دام طمع میں گرفتار رکھوں گا۔

ترجمہ و تشریح ۲۹۵ میں کیوں فانی ہستی کے چراغ پر نادان کی طرح اپنی ہستی کو برباد کروں۔ خلاصہ یہ کہ عشق حقیقی قیوم کسی عاشق حق سے سیکھنا چاہئے کہ جسے کبھی فنا نہیں اور خدا کی یاد میں نکلی ہوئی آپس اور نکلے ہوئے آنسو بھی رائیگاں نہیں ہوتے بلکہ اشک محبت و خوف حق شہیدوں کے خون کے ہمسر ہیں۔

قطرۂ اشک ندامت و رجوع ہمسری خون شہادت می نمود

(مثنوی اختر)

جن کے قلوب کو حق تعالیٰ کا خاص تعلق عطا ہو گیا ہے ان اولیاء کی شان یہ ہے
۵ جو نکلی آپس تو حور بن کر جو نکلے آنسو تو بن کے گوہر

یہ کون بیٹھا ہے دل کے اندر یہ کون چشم پر آب میں ہے (مجدوب)

ترجمہ و تشریح ۲۹۶ میں خاموش ہوں اور جہان سے کھیلتا ہوں یعنی دنیا کو ایک کھیل سمجھتا ہوں اور تنہا عاشق دیوانہ پھرتا ہوں
باز بچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے

اشعار منتخب

شعر ۲۹۷

زبوںے یوسفے سر مست بودم

کہ حنش ہر دمے گوید الستم

شعر ۲۹۸

مبادم سراگر جز تو سر ہست

بسوزاں ہستیم گر بے تو ہستم

شعر ۲۹۹

بیا اے شمس تبریزی نظر کن

دلہم را بر تو بر خیرہ بہ بستم

ترجمہ و تشریح ۲۹۷ میں حق تعالیٰ کی خوشبو سے سرمست ہوں کیونکہ ہر وقت تجلیات خاصہ ذکر کی برکت اور مرشد کامل کے فیض سے، کا بہم تو ار د مجھے آکستے برکتوں کی آواز دے رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۲۹۸ اے خدائے پاک اگر میرے سر میں آپ کے علاوہ کسی کا خیال ہے تو اس سر سے مجھے بے سر کر دیجئے اور اگر آپ کے بغیر ہم زندہ رہیں تو میری زندگی میں آگ لگا دیجئے۔ مولانا نے غلبہ عشق میں یہ دعا مانگی جس کا حاصل یہ ہے کہ اے خدا مجھے مجبور محبت کر دیجئے یعنی میں آپ کا نہ بھی ہونا چاہوں تو بھی آپ اپنے کرم سے ہمیں اپنا بنا لیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۲۹۹ اے شمس الدین تبریزی مجھ پر نظر عنایت فرمائیے میں نے دل کو آپ کے خصوصی عنایات سے آپ کے ساتھ وابستہ کر لیا ہے۔

”بیان اصلاح نفس از مکائد نفس“

اشعار منتخب

شعر ۳۰۱ ززنداں زہرہ را آزاد کردم
رواں عاشقاں را شاد کردم
شعر ۳۰۲ دہاں اثر دہا را بردریدم
جہان عیش را آباد کردم
شعر ۳۰۳ زچاہے یوسفے را بر کشیدم
چو از یعقوب مخروں یاد کردم

- شعر ۳۰۳ زہے باغے کہ من ترتیب دادم
 زہے شہرے کہ من بنیاد کردم
 شعر ۳۰۴ چو شیرانی کہ می غرند بر من
 چو رو بہہ عاجز و منقار کردم
 شعر ۳۰۵ غلام خواجہ را آزاد کردم
 منم کا استاد را استاد کردم
 شعر ۳۰۶ عجب خاکم کہ من از آتش عشق
 دماغ چرخ را بر باد کردم
 شعر ۳۰۷ ملامت نیست چوں مستم تو کردی
 بزن من نفس را منقار کردم

۳۰۳ میں نے زہرہ کو آزاد کیا قید خانہ سے اور عاشقوں
 ترجمہ و تشریح کے قافلے کو میں نے مسرور کیا۔ زہرہ نام ہے ایک ستارہ کا
 جو تیسرے فلک پر تاباں ہے اور رنگ اس کا سفید ہے۔ لیکن احقر کے
 نزدیک یہاں یہ معنی مراد نہیں بلکہ زہرہ سے مراد وہ عورت ہے جس پر
 مروت و مروت عاشق ہو گئے تھے۔ کیونکہ سالک کی روح پر بھی نفس
 و شیطان (مثل مروت و مروت) اظہار شیفگی اور دعوت لذت
 معاصی دیتے ہیں اور مرشد کامل روح کو نفس و شیطان سے آزادی
 دلاتا ہے اور نفس و شیطان سے خلاصی کے بعد حق تعالیٰ کے راستے پر
 چلنے والوں کا قافلہ عشاق نہایت عمدہ و احسن طریق سے راستہ طے کرتا
 ہے اس وجہ سے طالبان حق مرشد کامل کے اس فیض سے (یعنی قید
 نفس و شیطان سے آزاد ہو کر) جب وصول الی اللہ کے منازل باسانی

طے کر لیتے ہیں تو نہایت مسرور اور شکر گزار مرشد ہوتے ہیں۔

۳۰۱۔ نفس سانپ کا منہ اور گلہ میں نے پھاڑ دیا ہے
ترجمہ و تشریح اور روح کے اندر عیش کا جہاں (تعلق مع اللہ کا عالم)

میں نے آباد کیا ہے

۳۰۲۔ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کی طرح جب
ترجمہ و تشریح ہم نے گریہ وزاری اپنے محبوب حقیقی کے لئے شروع کر دی

تو جس طرح ان کی آہ نے اثر دکھایا اور حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کو
 چاہ کنعاں نے باہر نکال لیا اور لذت وصال پسر سے آنکھیں پر نور اور مسرور
 ہوئیں اسی طرح گریہ وزاری کر کے ہم نے بھی اپنے مولائے کریم کو راضی کر لیا

اور لذت قرب دوام سے ہم بھی مسرور رہیں۔

اے خوشا چشمے کہ آں گریان اوست

اے ہمایوں دل کہ آں بریان اوست

ترجمہ:- کیا ہی مبارک ہیں وہ آنکھیں جو حق تعالیٰ کے لئے روتی ہیں اور

اور کیا ہی مبارک وہ دل ہے جو ان کے لئے جلتا اور بجھتا ہے۔

۳۰۳۔ کیا عمدہ باغ ہے کہ جس کی ہم نے ترتیب دی ہے
ترجمہ و تشریح باغ سے مراد باغ قرب الہی ہے ترتیب سے مراد اعمال صالحہ

کی ترتیب ہے اور کیا ہی عمدہ شہر ہے جسکی ہم نے بنیاد ڈالی ہے یہاں شہر سے

مراد شہر عشق حقیقی ہے جو قلب و روح میں عارفین آباد کرتے ہیں۔

۳۰۴۔ مثل شیروں کے غراتے ہوئے مجھ پر نفس نے گناہوں
ترجمہ و تشریح کے تقاضوں سے حملہ کیا لیکن خدا کے خوف سے میں نفس

کو اس طرح چت کرتا ہوں کہ اس کے تقاضوں کے شیروں کو بوٹری بنا دیتا

ہوں اور عاجز و در ماندہ کر دیتا ہوں یعنی نفس کو ہماری روح نے شکست دے کر نافرمانی کے وبال سے محفوظ اور نور تقویٰ سے منور اور قرب حق سے مسرور ہو گئی۔

ترجمہ و تشریح ۳۰۵ روح جو خواجہ ہوتے ہوئے نفس کی غلام ہو رہی تھی حالانکہ تن سواری اور روح سوار ہے جب روح

نہ ہو تو یہ سواری بیکار ہے روح جسم کو جھڑپا ہتی ہے چلاتی ہے مگر اس سرداری کے باوجود نفس مکاڑنے گناہوں کے عارضی لذت لعنت والی کا سبز باغ دکھا کر روح کو اپنا غلام بنایا تھا۔ میں نے اس خواجہ کو آزادی دلائی اور اس غلامی سے نجات پا گئی۔ پس میں وہ ہوں کہ استاد کو استاد بنانا ہوں یعنی خواجہ کو خواجگی دلاتا ہوں۔ میں سے مراد بظاہر دعویٰ اور تفاخر معلوم ہوتا ہے مگر مولانا نے جو میں استعمال فرمایا یہاں مراد ہر مرشد کامل کی روحانیت ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۰۶ میں عجیب خاکی بشر ہوں کہ عشق حق کی آگ نے مجھے وہ بلندی بخشی ہے کہ آسمان کا دماغ بھی ہم نے ڈھیلا کر دیا یعنی اولیائے حق کی روحانی رفعت کے سامنے افلاک بھی محو حیرت و سرنگوں ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۳۰۷ اے مرشد! جب آپ نے ہمیں عشق الہی سے مست کر دیا تو اب مجھے ملامت کا خوف نہ رہا۔ آپ ہر طرح ہمارے نفس کی اصلاح کے لئے میری ڈانٹ ڈپٹ روک ٹوک فرمائیے میں نے نفس کو مغلوب اور تابع کر لیا ہے۔

شعر ۳۰۸ دُبل کو باں بروں آئیم از خود

کہ مارا عزم رفتن شد مصمم

دبل زن گر نباشد عید عید ست

جہاں پر عید شد واللہ اعلم

۳۰۸۔ بیانگ دہل (ڈھول پیٹتے ہوئے) خوشی خوشی

لامت کائنات سے بے خوف ہو کر میں خودی سے بخود کی

کی طرف جا رہا ہوں اور ہمارا عزم سفر سیرالی اللہ کا اب پختہ ہو چکا ہے۔

۳۰۹۔ اور اگر خوشی کا دن ہو اور خوشی کا تقارہ بجانے

والا نہ ہو تو بھی عید کا دن تو عید ہی کا دن ہے اور عاشقوں

کے لئے تو یہ سارا جہاں خوشی سے پر ہے واللہ اعلم سے

یہاں تو ایک پیغام جنوں پہنچا ہے مستوں کو

انھیں سے پوچھیے دنیا کو جو دنیا سمجھتے ہیں

اشعار منتخب

بیانزدیک در رویم نظر کن

نشانیہانگرکز عشق دارم

بسوزم پرودہ ہفت آسماں را

اگر از آہ دل دووے بدارم

خزاں گریباغ و لبستان را بسوزد

بخندانہ جہان نوبہارم

۳۱۱۔ اے مرشد! میرے قریب آئے اور میرے چہرہ میں

غور فرمائیے اور ان نشانیوں کو دیکھیے جو عشق پنہاں سے

میرے چہرہ پر ہویدا ہیں سے

انکی جھلک بھی ہے مری چشم پر آب میں

سے جو نکلی آہیں تو حور بن کر جو نکلے آنسو تو بنکے گوہر

یہ کون بیٹھا ہے میرے دل میں یہ کون چشم پر آب میں ہے ^{جواب}

۳۱۱ جس وقت حق تعالیٰ کی یاد میں دل سے آہ نکلتی ہے تو

ترجمہ و تشریح

اس آہ سوزاں کے دھواں سے (جو سوختہ جانی کے سبب

نکلتا ہے) میں ہفت آسمان کو جلا دیتا ہوں یعنی آسمان کے حجابات میری

آنکھوں سے (بوجہ غایتہ قرب و انکشاف تجلیات خاصہ دور ہو جاتے ہیں۔

اس وقت سالک بزباں حال یہ مصرعہ پڑھتا ہے سے

مجھے تو یہ جہاں بے آسمان معلوم ہوتا ہے (اختر)

۳۱۲ اگر یہ موسم خزاں باغات و بستان و چین کو جلا دیتا ہے

ترجمہ و تشریح

تو میرے باطن کی بہار (قرب حق کا فیض) ایک جہاں نو کو

خنداں کرتا ہے یعنی اہل اللہ کو جو قرب حق تعالیٰ کا عطا ہوتا ہے وہ انکی زندگی

کو اس قدر پر لطف کر دیتا ہے کہ انکے پاس جو بھی بیٹھا ہے اگر ہزاروں غم

رکھتا ہو گا تو سکون و اطمینان کی دولت لے کر اٹھتا ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل اللہ

کے قلوب میں جو چین اور سکون اور اطمینان کی دولت ہوتی ہے سلاطین

دنیا اس کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے کیونکہ یہ نعمت تو اللہ والوں کی عورتیاں

اٹھانے سے ملتی ہیں۔ جنگ اور تلواروں سے نہیں ملتی ہے۔

اشعار منتخب

شعر ۳۱۳ منم آن زند سمرست شکر خا

میاں جملہ زنداں ہائے مایم

شعر ۳۱۲ بدیدم عشق را سرمست میگفت

بلا یکم من بلا یکم من بلا یکم

۳۱۳ میں ان کا وہ دیوانہ و سرمست ہوں کہ تمام

دیوانوں میں میری آہ پر اثر مشہور ہے۔

ترجمہ و تشریح

۳۱۴ میں نے عشق کو دیکھا کہ سرمست تھا اور یہ کہتا تھا

کہ میں بلا ہوں مراد یہ کہ عاشقی ناز پر درونازک مزاج

ترجمہ و تشریح

لوگوں کا کام نہیں یہ ایک دریائے خون ہے جس سے عبور کرنا ہے اپنے نفس

کی خواہشات کو چھوڑنا آسان نہیں۔

ترغیب صحبت و مجالست اہل اللہ

اشعار منتخب

اگر تو نیستی در عاشقی خام

شعر ۳۱۵

بیا مگر یزازیاران بدنام

تو آل صیدی کہ میل دانہ داری

شعر ۳۱۶

نبا شد در جہاں یکدانہ بے دام

اگر ناموس راہ تو بگیسرد

شعر ۳۱۷

بکش اورا و خوش را بیا شام

مکن ناموس با قلاش بنشین

شعر ۳۱۸

کہ پیش عاشقاں چہ خاں چہ عام

برفتم در کنار شمس تبریز

شعر ۳۱۹

گذر کردم ز خویش و باب زباک

ترجمہ و تشریح ۳۱۵ اے شخص اگر تو خام (کچا) عاشق نہیں ہے تو ملامت خلق سے بے خوف ہو کر ہم یا ران بدنام کے پاس آیا کر یعنی صوفیا و مشائخ کو چونکہ علمائے ظاہر طعن و اعتراض کا نشانہ بناتے ہیں اس لئے تو ان کے پاس آنے سے اگر گھبرایا تو سمجھ لے کہ تو ابھی خام ہے حضرت خواجہ صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ے

نہ لو نام الفت جو خود داریاں ہیں

بڑی ذلتیں ہیں بڑی خواریاں ہیں

شیخ کی پگڑی اچھالی جائے گی سرکشی سر سے نکالی جائے گی
زاہدوں پر مے اچھالی جائے گی روح ان مردوں میں ڈالی جائے گی
مراد یہ کہ زاہد خشک نہ بنو کہ اعمال بدون درد محبت و عشق حق کے جسم بے روح ہوتے ہیں پس کسی خدا کے عاشق دیوانے متبع سنت و شریعت کی صحبت میں رہ کر عشق و محبت اپنی روح میں پیدا کرو۔ مے اچھالنا ایک اصطلاح ہے مراد ظاہری شراب حرام اور لعنت والی نہیں بلکہ زہد خشک سے طریق عشق میں آنا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۱۶ اے مخاطب! تو وہ شکار ہے کہ دانہ کا حریص ہے اور اس جہاں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں جو بدون جال کے ہو۔

ترجمہ و تشریح ۳۱۷ اے عاشق حق! اگر حق تعالیٰ کی راہ میں تجھے دنیا کی باہ و عزت اور ناموس رُکاوٹ ڈالے کہ لوگ ملایا دیوانہ کہیں گے تو ایسے دشمن راہ خدا کی یعنی ناموس کی گردن اڑادے اور اس کا خون پی لے۔

ہمارا کام ان کی یاد اور انکی اطاعت ہے

۵

نہ بدنامی کا خطرہ اور نہ پرانے ملامت ہے (مولانا محمد احمد)

عشق کی ذلت بھی عزت ہوگئی لی فقیری بادشاہت ہوگئی
ایک اُن سے کیا محبت ہوگئی ساری دنیا ہی سے نفرت ہوگئی
بڑھ گیا اُن سے تعلق اور بھی دشمنی خلق رحمت ہوگئی

۳۱۸ ناموس ترک کر اور ہم قلاشوں اور مستوں کے
ترجمہ و تشریح پاس بیٹھا کر کیونکہ عاشقوں کی مجلس میں خاص و عام
کچھ نہیں یعنی تفاخر و تکبر اور برتری کا احساس نہیں ہوتا سب اپنے کو
فنا کئے ہوتے ہیں ۵

ہم خاک نشینوں کو نہ مسند پہ بٹھاؤ

یہ عشق کی توہین ہے اعزاز نہیں ہے (مجدوبیج)

۳۱۹ میں نے اپنا گھر بار چھوڑ کر اور اپنے نفس سے بھی
ترجمہ و تشریح آزاد ہو کر حضرت شمس تبریزیؒ کی گود میں اپنا ٹھکانہ
بنالیا ہے یعنی مرشد کامل کی صحبت میں رہنے کا ارادہ کر لیا ہے۔

در بیان اخلاص در دوستی

اشعار منتخب

بیاتا قدر یکدیگر بدانیم شعر ۳۲۱

کہ تاناگہ ز یکدیگر نمایم

چو مومن آئینہ مومن یقین شد

شعر ۳۲۱

چرا با آئینہ مارو گرانیم

شعر ۳۲۲ کریمیاں جاں فدائے دوست کردند

سگے بگزار باہم مرد ماہنیم

شعر ۳۲۳ غرضہا تیسرہ دارد دوستی را

غرضہا را چرا از دل نرانیم

شعر ۳۲۴ چو بر گورم بخوابی بوس دادن

رخم بوسہ دہ اکنون ہمانیم

۳۲۰ اے ہمنیال عاشق حق میرے پاس آتا کہ ہم دونوں

ایک دوسرے کے ساتھ حق تعالیٰ کی محبت و معرفت کی باتیں کر کے ایمان تازہ کریں ایسا نہ ہو کہ ہم میں سے کوئی جدا ہو جائے یعنی رحلت کرے پس زندگی کو غنیمت شمار کرو۔

۳۲۱ جب روایت حدیث کے مطابق مومن دوسرے

مومن کے لئے آئینہ ہے پھر ہم آپس میں دوستی و صلح اور مجالست اور شکر و شکر ہونے سے کیوں گریز کرتے ہیں اور ثقیل سمجھتے ہیں مراد یہ کہ ملاقات دوستوں کو بوجھ مت سمجھو۔

۳۲۲ اہل کرم نے تو دوستوں پر جاں فدا کر دیے

سگیت چھوڑو ہم لوگ تو انسان ہیں یعنی یہ کتے کی

خصلت ہے کہ کسی کتے سے نہ ملے اور اپنے بھائی کو دیکھ کر بھونکے۔

۳۲۳ یہ خود غرضی والی دوستی، دوستی کو تاریک بے نور

بے کیف کرتی ہے پس اللہ کے لئے مخلصانہ ملاقات کریں اور اغراض دنیویہ کو قلب سے نکال پھینکیں۔

۳۲۴ اے محبوب! جب آپ کو میری قبر پر بوسہ دینا ہے

تو ابھی تو میں زندہ ہوں اس زندگی میں مجھ پر عنایت فرما دیکھے اس وقت
ایک شعر عجیب یاد آیا۔

مجھ کو نہیں اُمید کہ وہ صاحب الطاف

پہلی ہی ملاقات میں ہو جائے خفا بھی

اس شعر سے حق تعالیٰ کے الطاف و کرم کو کس لطیف انداز سے بیان کیا

گیا ہے

نصیحت :- احقر شارح عرض کرتا ہے کہ دنیا میں یہ دولت یعنی دوستی

بے غرض صرف اولیاء اللہ کو حاصل ہے اور کسی کو نہیں میسر ہے۔ یعنی اللہ

والے جس سے محبت کرتے ہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے ہیں برعکس

تمام اہل دنیا کوئی نہ کوئی غرض رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب غرض پوری ہوئی

ان کی دوستی میں تغیر اور زوال آجاتا ہے اسی کو حضرت عارف رومیؒ فرماتے

ہیں کہ

مہرِ پا کاں در میانِ جاں نشا
دلِ مدہِ الّا بہ مہرِ دلخو شاں

ترجمہ :- دل کسی کو مت دینا مگر خدا کے پاک اور مقبول بندوں کو دل دینا

اور ان کی محبت کو درمیانِ جان داخل کر لینا اور اس کا (۱) ایک نفع تو یہ

ہوگا کہ یہ محبت ہمیشہ قائم رہنے والی ہوگی۔ کیونکہ یہ بے غرض صرف اللہ

کے لئے ہوگی۔ (۲) دوسرا یہ فائدہ ہے کہ آخرت میں یہ محبت سایہ عرش الہی

میں جگہ دلائے گی (جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے) (۳) تیسرا فائدہ

یہ ہے کہ تمہاری مغفرت کا ذریعہ بنے گی (بروایت حدیث) (۴) چوتھا فائدہ

یہ ہے کہ جس ولی اللہ سے تمہیں قلبی محبت ہوگی اس کی اچھی اچھی عادتیں

تمہارے اندر شعوری اور غیر شعوری طور پر آجائیں گی یعنی اعمال ظاہرہ

اور اعمال باطنہ و دونوں سنور جاویں گے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے المرء علی دین خلیلہ ہر آدمی اپنے گہرے دوست کے دین پر ہو جاتا ہے پس اگر تمہارا خلیل فاسق ہے تو آپ کے اندر فسق کے آثار شروع ہو جائیں گے اور اگر تمہارا خلیل کوئی بندہ مقبول ہے تو آپ کے اندر بھی مقبولیت کے اعمال و آثار شروع ہو جائیں گے من شاء فلیجب جو چاہے تجربہ کر لے حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ صحبت یافتہ ہونا کتنی بڑی نعمت ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو اپنے اولیاء کی محبت بخشیں اور ان کی صحبت عطا فرمائیں۔ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ اِلَيْكَ (حدیث)

(ترجمہ) اے اللہ ہم کو اپنی محبت عطا فرما اور جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اپنے ان عاشقوں کی محبت بھی عطا فرما اور ہم کو ایسے اعمال کی محبت عطا فرما جو تجھ سے قریب کرنے والے ہوں۔

”حلاوت طاعت و ذکر محبوب حقیقی“

اشعار منتخب

دو صد افسوں دو صد داروے نافع

شعر ۳۲۵

توئی جان را چو من رنجور باشم

شوم شیریں ز لطف جوہر تو

شعر ۳۲۶

اگر چوں بحر تلخ و شور باشم

اگر غم، ہچو شب عالم بگیرد

شعر ۳۲۷

جو صبح از نور تو منصور باشم

شعر ۳۲۸

بمن شادند وقت صبح نیکاں
کہ پیش آہنگ تو چوں نور باشم

شعر ۳۲۹

بداں دورم ہمیداری زاعدا
کہ تا از کید شاں مہجور باشم

شعر ۳۳۰

چہ غم دارم ز نیش عقرب لے ماہ
کہ غرق شہد چوز بہور باشم

۳۲۵ اے خدا آپ ہی میری بیمار ورنہ بخور جان کے لئے

ترجمہ و تشریح باعث شفا ہیں یعنی جب تک میرے لئے وہ بیماری حکمت

ہے آپ کی یاد کی جلالت اس بیماری کو محسوس ہی نہیں ہونے دیتی
اور جب حکمت ختم ہوئی تو کرم مطلق آپ کا ہم کو شفا عطا کرتا ہے۔

۳۲۶ اگر رنج و غم کی تاریکی مثل رات کے تمام عالم

ترجمہ و تشریح میں پھیل جائے تب بھی مثل صبح کے میں آپ کے نور

سے مدد پاتا ہوں۔

۳۲۷ اور اگر کردار و اعمال کی خرابی سے مثل دریائے

ترجمہ و تشریح شور و تلخ رسوا ہو جاتا ہوں تو آپ کا لطف و کرم مجھے

توفیق تو بہ اور اصلاح اعمال و اخلاق سے پھر دریائے شہ میں بنا دیتا ہے

۳۲۸ آخر شب کی عبادت کے انوار جو میرے چہرہ پر

ترجمہ و تشریح آپ کے قرب سے ہویدا ہوتے ہیں اس کو دیکھ کر آپ کے

نیک بندے نہایت مسرور و شاداں ہوتے ہیں اور اپنی روح میں آپ کے

تعلق و قرب میں ترقی محسوس کرتے ہیں

ترجمہ و تشریح ۳۲۹ نفس و شیطان سے آپ سے لئے ہم کو دور رکھتے ہیں

کہ ہم ان کے کید و مکر سے محفوظ رہیں یعنی گناہوں سے محفوظ رہیں۔

۳۳۱ میں بچھو کے ڈنک سے کیا غم کروں جبکہ میں شہید
ترجمہ و تشریح کی مکھی کی طرح شہید میں غرق ہوں یعنی دنیا کلبے ہوو
 غم میرے سامنے ذلیل اور بے حقیقت بن چکا ہے کیونکہ ہم نے آخرت کے
 غم لذیذ کو حاصل کر لیا ہے اور ہم غرق یا دمجوب حقیقی ہو چکے ہیں۔

پیان عشق مرشد

اشعار منتخب

- شعر ۳۳۱ الہی آں شکر لب رامدہ غم
 مبادا قامت آں سرور اخم
 شعر ۳۳۲ تو میدانی کہ باغ جان ما اوست
 مبادا آں سرور جاں از باغ ما کم
 شعر ۳۳۳ ہمیشہ تازہ سر سبز دارش
 برو افشاں کرامتہا و مادوم
 شعر ۳۳۴ معظم دارش اندر دین و دنیا
 بحق حرمت آں اسم اعظم
 شعر ۳۳۵ وجودش در نبی آدم غریب است
 بدو صد فخر دارو جان آدم
 شعر ۳۳۶ مخلص دار اورا ہیچو جنت
 کہ او نعمت رجناتست باہم
 شعر ۳۳۷ دُعائے کہ آن برب نیاید
 کہ بر او صاف روح آن مقسم

شعر ۳۳۸ صلاح دین و دنیا ماچوا ویست

بیاد اولتشس باقی بعالم

۳۳۱ اے خدامیرے مرشد (غایتہ محبوبیت سے شکر لب

ترجمہ و تشریح فرمایا) کو دنیا کے غم سے محفوظ فرما اور اس قامت سر و

محبوبانہ کو خم نہ کیجیو یعنی دنیا کے افکار و حوادث سے خمیدہ مگر نہ کیجئے تجربہ ہے
کہ زیادتی غم سے کمر سیدھی نہیں رہتی۔

حکایت :- احقر مؤلف نے اپنے مرشد حضرت شیخ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب

پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ حضرت سلطان نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ
سے ان کے خاص عاشق حضرت امیر خسروؒ نے تین باتیں دریافت کیں۔

(۱) گفتم کہ روشن از قمر گفتا کہ رخسار من است

(۲) گفتم کہ شیریں از شکر گفتا کہ گفتار من است

(۳) گفتم کہ خسرو نتوان گفتا پرستار من است

ترجمہ (۱) حضرت امیر خسروؒ نے دریافت کیا کہ مرشد! چاند سے زیادہ روشن
کیا چیز ہے ارشاد فرمایا کہ میرا چہرہ یعنی طالب کے لئے شیخ کا چہرہ ایسا ہی معلوم
ہونا چاہئے خواہ وہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں یعنی اگر کوئی ولی
کامل صاحب نسبت مرشد سیاہ نام بھی ہو تو اس کا چہرہ مرید کو روشن قمر
سے زیادہ روشن معلوم ہونا چاہئے۔

ترجمہ (۲) پھر حضرت امیر خسروؒ نے دریافت کیا کہ اے مرشد! شکر سے زیادہ
میسٹھی کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ میری گفتگو (طالب کے لئے) یعنی مرید کو اپنے مرشد

کا کلام شکر سے شیریں تر معلوم ہونا چاہئے کیونکہ شکر اور چاند مخلوق ہیں
اور مرشد خالق شکر اور خالق چاند سے طالب کو ملتا ہے۔

ترجمہ (۳) پھر حضرت امیر خسروؒ نے اپنے مرشد سے دریافت کیا کہ امیر خسرو کیا ہے۔ جواب ارشاد فرمایا کہ میرا دیوانہ ہے۔ لفظ پرستار سے وحشت نہ ہونی چاہئے کیونکہ ہر زبان کو اس کے محاورات سے سمجھنا چاہئے جس طرح صلوة کو لغت سے نہیں بلکہ اصطلاح شریعت سے سمجھنا چاہئے ورنہ لغت میں صلوة کا مفہوم صرف دعائیں مانگنا ہے اور شریعت میں ایک خاص طریقہ عبادت کا نام نماز ہے پس اہل ایران شغف خاص اور تعلق شدید رکھنے والے کو پرستار بولتے ہیں۔

اکثر تنہائیوں میں جب صرف احقر اور حضرت ہوتے تو یہ باتیں حضرت والا احقر کو سنایا کرتے۔

ترجمہ و تشریح ۳۳۲ اے خدا تو جانتا ہے کہ میری روح کا باغ میرے مرشد کی صحبت کے فیض سے ہرا بھرا اور تازہ ہے پس میری جان کے سرو کو میرے باغ سے دور نہ فرمائیے یعنی مرشد کے فراق سے ہم کو محفوظ رکھئے۔

ترجمہ و تشریح ۳۳۳ اے خدا! میرے مرشد کو تازہ سرسبز رکھئے اور ان کی روح پر ہر وقت کرامتیں برسائیے۔ یعنی اقبال و عزت عطا فرمائیے۔

ترجمہ و تشریح ۳۳۴ اے خدا! دین اور دنیا میں میرے مرشد کو معظم (بزرگ ترین شخصیت) رکھئے اور یہ دعا اپنے اسم اعظم کی برکت سے قبول فرمائیے۔

ترجمہ و تشریح ۳۳۵ میرے مرشد کا وجود مخلوقات میں اہم وجود ہے اور روح انسانیت ان کی ہستی پر فخر کرتی ہے (بوجہ

کمالات انسانیت کے)

۳۳۶ مثل جنت کے میرے مرشد کو بھی ہمیشہ حیات
ترجمہ و تشریح جاودانی عطا فرمائیے کہ میرا مرشد بھی ہمارے لئے جنت
 کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے یعنی جنت تک پہنچانے والا ہے (اصلاح اخلاقی
 و اعمال کے ذریعہ)

۳۳۷ اے مرشد بہت سی دعائے ناگفتہ لب ہمارے
ترجمہ و تشریح قلب میں مخفی ہے اور آپ کی روح مبارک کے اوصاف پر
 تقسیم ہو چکی ہے یعنی دل آپ کے مسلسل فیضان روحانی کو محسوس کرتا رہتا
 ہے اور دعائیں دیتا رہتا ہے)

۳۳۸ جبکہ دین و دنیا کی اصلاح کا ذریعہ ہمارا مرشد ہے
ترجمہ و تشریح تو اے خدا تو اس مبارک ہستی کو عالم میں باقی رکھیو۔ (یہ دعائے
 برکت عمر ہے)

”تمنائے لقا مرشد“

<u>اشعار منتخب</u>	
بیاتا عاشقی از سر بگیرم	شعر ۳۳۹
مرو پائے جہاں در زر بگیرم	
بیاتا در جوار عشق باشم	شعر ۳۴۰
نسیم از مشک و از عنبر بگیرم	
زمین و دشت و کوہ و باغ جانرا	شعر ۳۴۱
ہمہ در حلقہ انحصار بگیرم	

- چولالہ از شراب لامکانے
شعر ۳۴۲
- بکف خود مئے احمر بگیرم
شعر ۳۴۳
- گہہ درگیرم و در بام گیرم
چو بینم روئے تو آرام گیرم
شعر ۳۴۴
- دلہ از غم گریبان می دراند
کہ کے دامان آن خوش نام گیرم
شعر ۳۴۵
- چو زلف انداختہ ساقی در آید
بہ دستے زلف دوستے جام گیرم
شعر ۳۴۶
- وگر در خرقہ صوفی در آمد
شوم حاجی و راہ شام گیرم
شعر ۳۴۷
- وگر چوں مرغ اندر دل بپرد
شوم صیاد و مرغال دام گیرم

- بیا کہز عشق تو دیوانہ گشتم
شعر ۳۴۸
- وگر گنجے بدم ویرانہ گشتم
شعر ۳۴۹
- ز عشق تو ز خان و ما بریدم
بدر و عشق تو ہم خانہ گشتم
شعر ۳۵۰
- چناں کابل بدم کہ حد بروں بود
چو دیدم روئے تو مردانہ گشتم
شعر ۳۵۱
- ترا بہتر ز خویش و خویش دیدم
ز خویش از بہر تو بیگانہ گشتم

ز عکس شمس تبریزے حقائق
بماندم مسجد و میخانہ گشتم

شعر ۳۵۲

(تفویض و تسلیم)

کار مرا چو او کند کار و گر چہ چراکنم
نون کہ چشیدم از لبش یاد شکر چہ اکنم

شعر ۳۵۳

از گلزار چوں روم جانب خار چوں شوم
از پئے شب چو مرغ شب ترک سحر چہ اکنم

شعر ۳۵۴

بادہ اگر چہ میخورم عقل نرفت از سرم
گلشن چو بہشت رازیر و نہ بر چہ اکنم

شعر ۳۵۵

چونکہ کمر بہ بستہ ام بہر چنان مہے بجد
از پئے ہر ستارہ ترک قمر چہ اکنم

شعر ۳۵۶

دل ز سخن ملول شد و ز خمشی خمول شد
چوں رہ امن یافتم یاد خطر چہ اکنم

شعر ۳۵۷

”حضور می مع الحق“

چوں رخ آفتاب شد دور و ز دیدہ زلیں

شعر ۳۵۸

جامہ سیاہ میکند شب ز فراق لاجرم

خور چو بہ صبح سمر زند جامہ سپید کرد روز

شعر ۳۵۹

اے رخت آفتاب جاں دور مشور محضرم

شعر ۳۶۷

چوز تو دور می روم غیرت خاک تیرہ ام

چوں برسم بہ ماہ نور رونق چرخ اخضرم

داروے فرہی ز تو یافت زمین و آسماں

تربیتی نما مرا از بر خود کہ لاعنرم

شعر ۳۶۸

۳۳۹ ایک بار اچانک بدون اطلاع حضرت شمس

تبریز رحمت اللہ علیہ شام روانہ ہو گئے مولانا نے صبح

ترجمہ و تشریح

جب مرشد کو نہ پایا نہایت پریشان ہوئے اور اسی حالت میں غالباً یہ

اشعار موزوں ہوئے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ اے محبوب مرشد! آئیے

تا کہ ہم عاشقی باللہ کا کام شروع کریں (میر سے شروع کرنا محاورہ ہے)

اور عشق حق کی شان یہ ہے کہ عاشق پر ذات حق غیر محدود کے آثار مرتب

ہونے سے وہ تمام آفاق عالم کو اپنے دائرہ خیال سے محیط ہوتا ہے پس مولانا

فرماتے ہیں کہ اور جہان کے پاؤں و سر کو میدان عشق حق بنا لیں چونکہ مومن

کے لئے تمام کائنات سجدہ گاہ رہے اس لئے پوری کائنات اس کے لئے

میدان عبادت و میدان محبت و معرفت ہے۔

۳۴۰ اے مرشد آئیے تا کہ ہم آپ کے عشق تام سے استفادہ

کرنے کے سبب جو ارعشق الہی میں مقیم رہیں اور محبوب

ترجمہ و تشریح

حقیقی کے نسیم قرب سے مشک و عنبر کی خوشبو حاصل کریں

۳۴۱ اور زمین و جنگل و پہاڑ و باغ کو اپنی جان مضطر

کے لئے ذکر محبوب کے فیض سے حلاۃ اخضر بنالیں۔ یعنی

ترجمہ و تشریح

میر سبز و شاداب بنالیں۔

۳۴۲ اور مثل لالہ کے شراب لامکاں سے (نور محبت و

ترجمہ و تشریح

معرفت حق سے، اپنے ہاتھ میں جام معرفت احرار تیزوالی رکھیں

۳۴۳ اے مرشد! آپ کی جدائی میں کبھی دروازہ پہ کھڑا
ترجمہ و تشریح منتظر: دل کبھی بالا خانہ سے جھانکتا ہوں جس کا حاصل یہ
 ہے کہ میں آپ کی جدائی سے بے حد مضطرب ہوں۔ جب آپ کے چہرہ الود کو دیکھوں
 گا تبھی آرام و قرار و سکون پاؤں گا۔

۳۴۴ میرے دل کا شدت فراق میرا گریبان پھاڑے
ترجمہ و تشریح ڈالتا ہے اور مجھے مضطرب کئے ہوئے ہے کہ میں کب اے
 مرشد! آپ کا دامن ہاتھ میں پکڑوں۔

۳۴۵ یہاں ظاہری مفہوم مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ
ترجمہ و تشریح اگر مرشد ظاہر الکریم ہوگا تو ایک ہاتھ میں ہمارے اس کی
 عنایت و کرم کا جام ہوگا اور ایک ہاتھ میں جام معرفت ہوگا۔

۳۴۶ اور اگر ساقی صوفی کا لباس و خرقہ پہن کر آئے گا تو
ترجمہ و تشریح میں بھی حاجی بن جاؤں گا اور راہ شام اس کی معیت
 میں اختیار کروں گا یعنی ہمراہی مرشد کی اختیار کروں گا۔ ساقی سے مراد
 مرشد ہے۔

۳۴۷ اور اگر ساقی میرے قلب میں مثل مرغ اڑے گا
ترجمہ و تشریح (یعنی یاد مرشد مجھے بے چین کرے گی) تو میں بھی صیاد بن کر
 چڑیوں کا شکار کروں گا۔ یعنی طالبان حق کو دعوت الی اللہ پیش کروں گا۔

۳۴۸ آئے اے مرشد! آپ کے عشق نے تو مجھے دیوانہ
ترجمہ و تشریح کر دیا۔ اور اگر میں خزانہ تھا تو آپ کے عشق نے تو مجھے
 ویرانہ بنا دیا ہے۔ مراد یہ کہ آپ کی محبت نے مجھے میرے صفات علم و منطق

و فلسفہ سے بیگانہ کر رکھا ہے اور میری مذموم انا کو فنائے محمود بخشا ہے۔

۳۴۹ آپ کی محبت سے میں اپنے مال و متاع اور گھر سے
ترجمہ و تشریح دست بردار ہو گیا ہوں آپ کے دردِ محبت سے میں

ہمخانہ ہو گیا ہوں یعنی آپ کا دردِ محبت میرا ہمنشین و رفیق بن گیا ہے۔

۳۵۰ میری کاہلی و سستی تو حد سے گذر گئی تھی لیکن آپ
ترجمہ و تشریح کے چہرہ انور کی زیارت سے مردانہ ہو گیا ہوں یعنی طاقت

و چستی آگئی ہے۔

ہر چند پیرِ وحستہ و بس ناتواں شدم

ہر گہہ نظر بروئے تو کردم جواں شدم

ترجمہ:- ہر چند میں بوڑھا و ناتواں اور خستہ ہوں لیکن جب آپ کو دیکھتا ہوں
تو مثل جوانِ طاقتور ہو جاتا ہوں۔

۳۵۱ آپ کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں اور آپ کے لئے
ترجمہ و تشریح خود کو خود سے بیگانہ پاتا ہوں۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد فدائے یک تن بیگانہ کا شنا باشد

ترجمہ:- ہزار اپنے ہوں جو خدا سے بیگانے ہیں بے کار ہیں اور میں اس بیگانے
پر خدا ہوں جو خدا کا آشنا ہے اگرچہ میرا وطنیت یا علاقائیت یا خاندان کا اس سے
رشتہ نہیں۔

۳۵۲ حضرت شمس الدین تبریزی کے فیضِ روحانی سے

ترجمہ و تشریح وہ جلال الدین رومی جو پہلے زاہد خشک تھا اب عاشقِ حق

ہو گیا اور اخلاص و درود کی حلاوت سے اب ایمان و اسلام درجہ احسان میں
عطا ہو گیا ہے۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نہ شد
 صوفیائے کرام کی اصطلاح میں لفظ میخانہ سے مراد طریق عشق ہے جس کو
 وہ طریق زہد خشک کے مقابلے میں استعمال کرتے ہیں۔
 انتباہ :- واضح رہے کہ ہر فن کو اس کے اصطلاحی لفظ سے سمجھنے کے بجائے
 محض لغت کے مفہوم کو بنیاد بنا کر بزرگوں کے کلام پر اعتراض کرنا شرعاً ظلم
 کے علاوہ عقلاً بھی ناانصافی ہے۔

۳۵۳ جب حق تعالیٰ ہمارا کام اپنے کرم سے بنا دیتے
ترجمہ و تشریح | ہیں تو پھر ہم اختیار کی خوشامد یا غیر حق میں مشغولی کیوں
 اختیار کریں جب خالق شکر کی یاد سے میں حلاوت قرب حاصل کر رہا ہوں
 تو پھر شکر کو کیوں یاد کروں۔

۳۵۴ جب توفیق خداوندی سے میں اعمال قرب و رضا
ترجمہ و تشریح | اختیار کر کے گلزار قرب میں ہوں تو پھر غیر حق کی طرف التفات
 کر کے کانٹوں کی طرف کیوں جاؤں اور میں رات کی خاطر مثل خفاش (شب
 پرست چڑیا چمگادری) کے ترک سحر یعنی روشنی سے روگردانی کیوں کروں۔
 ۳۵۵ بادۂ معرفت پینے کے باوجود میرا سر عقل و حواس
ترجمہ و تشریح | سے محروم ہونے کے بجائے اور صاحب عقل ہو گیا پس
 میں حق تعالیٰ کی محبت کے اس چمن و بہشت کو دنیا کے عوض کیسے نظر انداز

کروں۔

انتباہ :- عقل کو دنیا کی شراب لعنت والی اڑاتی ہے اور جو خدا کے
 پاک بندے پیتے ہیں یعنی ذکر اللہ کی کثرت سے اور اتباع سنت کے ہتہام
 سے وہ خم نبوت سے جو پیتے ہیں وہ پاک مے عقل کو نورانی اور کامل بناتی

ہے۔ اور پینے کا لفظ بھی یہاں مجازاً مستعمل ہوا ہے ورنہ پینے سے مراد صرف یہی ہے کہ کثرت ذکر و دوام ذکر سے جو ارواح و قلوب عارفین و سالکین پر کیفیات خاصہ کا طریاں ہوتا ہے اور جس کی لذت و مستی پر وہ حضرات ہفت اقلیم فدا کرنا چاہتے ہیں بلکہ جان بھی فدا کرنے کے لئے مضطر رہتے ہیں۔

۵ دونوں عالم دے چکا ہوں میکشو

یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی (مجدوبت)

اسی کو عارفِ رومی فرماتے ہیں

نہ تہا اندریں میخانہ مستم ازیں مے ہچومن بسیار شد مست
 ازیں مے جرعه پا کاں چشیدند جنید و شبلی و عطار شد مست

ترجمہ:- (۱) میں ہی تہا اس میخانہ میں مست نہیں ہوں اس جامِ معرفت سے بہت سے اولیاء ہمارے طرف سرشار و مست ہیں۔

(۲) اس بادلِ معرفت سے پاک بندوں نے ایک جرعه پی لیا اور

اسی سے حضرت جنید و شبلی و عطار مست ہوئے ہیں۔

۳۵۶ جب ہم نے کمر باندھ لی اس چاند کی تلاش کے لئے

ترجمہ و تشریح [یعنی وصول الی الحق کے لئے، تو پھر ہر ستارہ کی خاطر تلاش قمر کو کیوں ترک کروں۔ یعنی قانی حسینوں کے عارضی حسن کو دیکھ کر میں اگر حق تعالیٰ سے غافل ہوا تو میری مثال ایسی ہوگی کہ کوئی آفتاب کے عکس کو دیوار پر دیکھے اور دیوار کی روشنی پر فدا ہو جائے تو حیران اور غمزہ کف افسوس ملتا ہوا اپنی رائیگاں عمر پر نوحہ خواں ہو پس دنیا کے ان حسینوں کے حسن دراصل ہمارے امتحان کے لئے حق تعالیٰ کی طرف سے ایک مستعار عکس ہے کچھ دن کے بعد چہرہ کی چمک دمک خاک میں مل جاتی ہے اور شرمندگی کے سوا

کچھ حاصل نہیں پس جو حکم خدا سے اپنی آنکھیں ان حسینوں سے بچائے گا۔ مطابق وعدہ حدیث دل میں خوشی اور حلاوت ایمان کی پاوے گا۔ اور جو ان کے حسن کو دیکھے گا وہ دشمن شیطان کے جال میں پھنس کر پریشان ہوگا۔ کیونکہ حدیث میں عورتوں کو شیطان کی رسیاں فرمایا ہے کہ شیطان اپنا شکار انھیں عورتوں کے ذریعہ کرتا ہے اور حسین لڑکے عورتوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ عورتوں سے تو کچھ آدمی کو بدنامی کا خطرہ ہوتا ہے اور لڑکوں سے بے خوف ملاقات آسان ہوتی ہے۔ آہ کتنے لوگ عشق مجازی کے عذاب میں مبتلا ہو کر اپنے اوپر سکون و اطمینان اور آرام والی نیند کو حرام کر چکے ہیں حق تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

احقر کا شعر ان کے عارضی ہونے پر ملاحظہ ہو۔

انکے عارضی کو لغت میں دیکھو کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

آہ کتنے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے عورتوں یا لڑکوں کے عشق سے یا ہاتھ سے منی نکالنے کی خبیث عادتوں سے اپنے کو اس قدر تباہ کر لیا کہ وہ شادی کے قابل نہ رہے اور دنیا ہی میں ان کو سزا بھگتنی پڑی۔ اور پیشاب کے قطروں کی شکایت بھی ایسے لوگوں کو اس قدر ہوتی ہے کہ پاک رہنا مشکل ہوتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بچہ جب دس سال کا ہو اسی وقت سے اس کو ان خبیث عادتوں سے اور ان کی تباہ کاریوں سے آگاہ کیا جائے۔ ورنہ صحت کی محرومی کے ساتھ علم سے محرومی ہو جاتی ہے اور زندگی بھر تقویٰ حاصل ہونا نہایت مشکل ہو جاتا ہے۔

۳۵۷ دل تو زیادتی سخن سے افسردہ ہوگا اور خاموشی

ترجمہ و تشریح سے زیادہ سے زیادہ گنہامی ہوگی پس کیوں نہ راہ خطر سے

بچا جاوے جب کہ امن و بے خطر راہ سکوت کا ہے۔ یعنی کثرت کلام سے احتیاط چاہئے۔ مراد یہ کہ غیر مفید گفتگو سے بچے۔

۳۵۸۔ جب آفتاب زمین کی آنکھوں سے روپوش ہو گیا

ترجمہ و تشریح | تورات سورج کی جدائی سے جامہ سیاہ پہن لیتی ہے اسی طرح قلب کے محاذات سے جب تجلی خورشید حق کا استتار ہو جاتا ہے تو سالک پر ہزاروں غم ٹوٹ پڑتے ہیں۔

بر دل سالک ہزاراں غم بُوَد گرزباغ دل خلالے کم بُوَد
ترجمہ :- سالک کے قلب پر ہزاروں غم ٹوٹ پڑتے ہیں جب اس کے باطنی نور کے باغ سے ذرا بھی کمی محسوس ہوتی ہے۔

۳۵۹۔ آفتاب صبح طلوع ہوتا ہے تو دن کو نور کا لباس

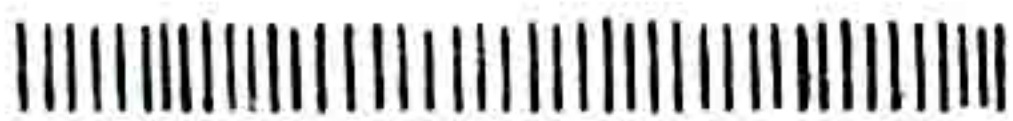
ترجمہ و تشریح | عطا ہوتا ہے آپ کا چہرہ میری روح کا خورشید ہے پس اے میری جان کے آفتاب! اپنے چہرہ کو میری محاذات سے محبوب فرمائیے۔

۳۶۰۔ اے میری جان کے آفتاب! آپ کی دوری سے

ترجمہ و تشریح | تو قلب میں ایسی تاریکی پیدا ہو جاتی ہے کہ خاک تیرہ کو بھی مجھ سے غیرت آتی ہے اور جب آپ کا نور پاک میری روح و قلب کو

تاباں اور روشن کرتا ہے تو آسمان نیلی فام کے لئے میں رونق بن جاتا ہوں

۳۶۱۔ آسمان اور زمین نے آپ ہی سے وجود اور رونق
ترجمہ و تشریح | وجود پایا ہے پس ہماری بھی تربیت اپنے خصوصی کرم سے فرمائیے کہ روحانی اعتبار سے ہم لاغر ہیں یعنی اعمال و اخلاق میں نہایت نااہل ہیں ہمیں اچھے اخلاق و اعمال کی توفیق بخش دیجئے۔



دربیان صحبت و مجالست مرشد کامل

اشعار منتخب

- شعر ۳۶۲ باز آدم خراماں تا پیش تو بمیرم
اے بار با خریدہ در غصہ وز حیرم
- شعر ۳۶۳ من چو ز میں خشکم فضل تو ابرو مشکم
جز وعد تو نخواستہم جز حقد تو نگیرم
- شعر ۳۶۴ اے جانجان مستان ز بہار تنگدستان
در جنت جمالت من غرق شہد و شیرم
- شعر ۳۶۵ خوشتر اسیرے تو صد بار از امیرے
خاص آن زمان کہ کوئی خستہ دل اسیرم
- شعر ۳۶۶ خاکے بتور سیدہ بہ از ہے و میدہ
خاصہ دے کہ کوئی کائے بینوا فقیرم
- شعر ۳۶۷ خاکے بدم زیادت بالا گرفت خاکم
بے تو کجا روم من ہستی تو ناگزیرم
- شعر ۳۶۸ تاخوان تو بدیدم از اد از شریدم
تا پیش تو رسیدم از خویش در نصیرم
- شعر ۳۶۹ در قعدہ ام سلائے آخر قرین من کن
تا بے سلام نہ بود این قعدہ اخیرم
- شعر ۳۷۰ من کف چہرانکو بچوں در کف ست چو بچم
من پا چہرانکو بچوں ہم شد دست نیرم

شعر ۳۷۱
تبریز شمس دین را از ما رساں تو خدمت
خدمت بہ مشرقے بر کز روش مستنیرم

شعر ۳۷۲
منم آن نیاز مندے کہ بتو نیاز دارم
غم چون تو نازینے بہزار ناز دارم
شعر ۳۷۳
توئی آفتاب و چشمم بحال تست روشن
اگر از تو باز گردم بکہ چشم باز دارم
شعر ۳۷۴
غم دل نگویم اے جاں کہ سخن دراز گردد
کنم این حدیث کو تہہ کہ رفیق راز دارم

”در بیان فیض مرشد کامل“

شعر ۲۷۵
بہ سفر توئی فتوحم بسحر توئی صبوحم
بدل توئی بہ شتم بہ عمل توئی ثوابم
شعر ۲۷۶
گویند سوز آتش باشد نصیب کافر
محروم ز آتش تو جز بولہب ندیدم
شعر ۲۷۷
من برد ریچہ دل بس گوش جاں نہادم
راز نہاں شنیدم دنلاں و لب ندیدم
شعر ۲۷۸
بر بندہ ناگہانے کردے نثار رحمت
جز لطف بجد تو آنرا سبب ندیدم
شعر ۲۷۹
اے ساقی گزیدہ مانندت اے دو دید
اندر عجم نیابد اندر عرب ندیدم

- شعر ۳۸۰ چنداں بریز بادہ کز خود شوم پیادہ
کاندر خودی ہستی غیر از تعب ندیدم
- شعر ۳۸۱ جز در جمال شہرت جائے حزن نیامد
جز در خمول وحدت طائے طرب ندیدم
- شعر ۳۸۲ اے شمس اے قمر تو اے شہدائے شکر تو
اے مادر و پدر تو جز تو نسب ندیدم
- شعر ۳۸۳ اے شاہ شمس تبریز اے صل و فضل دلہا
بے بصیرۂ وجودت من یک طب ندیدم

”دربیان عشق حقیقی“

- شعر ۳۸۴ چون غلام آفتابم ہمہ از آفتاب گویم
نہ شبلم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
- شعر ۳۸۵ بقدم چو آفتابم بخراب بہا بتابم
بگریم از عمارت سخن خراب گویم
- شعر ۳۸۶ ز جبین زعفرانی کرد فرلالہ گیرم
بسرشک از عوانی صفت سحاب گویم
- شعر ۳۸۷ چو ز آفتاب زادم بخدا کہ کیقبادم
نہ ز نیرم ز زہرہ نہ ز ماہتاب گویم
- شعر ۳۸۸ چو بردول زدستم بکند خموش و مستم
چو بمن رسد حسامش سخن از قراب گویم

حل لغات - از غیث اللغات، سرشک، قطرہ اشک، قراب، نیام تیغ، حقد، جلد خدمت بجالانا، فتوح، کشایش روزی و خوشی زید، آواز باریک و پست، بم، آواز غلیظ و بلند، کیتیاد، عظیم الشان بادشاہ ایران میں گذرا ہے، حسام: تلوار۔

ترجمہ و تشریح ۳۶۲ اے محبوب مرشد آپ کے پاس خراماں خوش خوش نکل جائے دم تیرے قدموں کی نیچے یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے میں آپ سے دور رہ کر اپنے غصہ و دیگر روحانی بیماریوں میں تباہ ہو رہا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۳۶۳ اے مرشد! میں مثل خشک زمین ہوں اور آپ کے عنایات و فیوض اور آپ کی قلبی دعائیں میری بنجر میں قلب کے لئے ابر باراں ہے اور بونے محبوب آپ سے پاتا ہوں بس آپ کے وعدہ کرم اور آپ کی خدمات کے سوا مجھے کچھ نہ چاہئے۔

ترجمہ و تشریح ۳۶۴ اے مستان خدا کے جانجاں! ہم تنگ دستوں سے یعنی تہید امنوں سے جو اخلاق و اعمال سے صفر الید ہیں بے پروائی نہ فرمائیے۔ میں آپ کے روحانی جمال یعنی آپ کی نسبت مع اللہ کے بہاروں کے چمن میں غرق شہد و شیر ہوں۔ یعنی آپ کی نسبت اس قدر قوی النور اور متعدی ہے کہ ہماری جانیں بھی صاحب نسبت ہوتی جا رہی ہے

اے سوختہ جان پھونکد یا کیا مرے دل میں
ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں

۴ قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل رکھدے
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

۵ جس قلب کی آہوں نے دل بھونک دینے لاکھوں

اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہوگی

انتباہ :- میرے مرشد حضرت شیخ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مرشد کی محبت مفتاح ہے تمام مقامات سلوک کی یعنی پیر کی محبت سے حق تعالیٰ کے راستے کی منزلیں باسانی طے ہو جاتی ہیں۔ مگر احقر عرض کرتا ہے مرشد سے مراد مرشد کامل ہے جس کی علامات یہ ہیں کہ سنت اور شریعت کا پورا پورا پابند ہو اور کسی بزرگ متبع سنت کا مجاز و خلیفہ ہو اور اس وقت کے صلحاء اس سے حسن ظن رکھتے ہوں اور اس کی مجالس میں بیٹھنے سے حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی آخرت کی فکر گناہوں سے بے رغبتی نیک اعمال کا شوق۔ دنیا کی بے وقعتی پیدا ہو جب ایسا مرشد مل جاوے پھر خدائے پاک کی طرف سے اس کو عظیم دولت و نعمت سمجھ کر شکر بجا لاوے اور دل و جان و مال و متاع سے اس پر فدا و قربان رہے اور اصل حق مرشد کا اس کو اپنی ہر حالت نیک و بد سے اسگاہ کرنا اور اس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے۔

شیخ کے حق میں ہیں رکھ ان کو یاد اطلاق و اتبایع و انعقاد

۳۶۵ اے مرشد! سیکڑوں بار ترک سرداری کر کے

ترجمہ و تشریح آپ کی غلامی کی زنجیریں گرقتار ہو کر مسرور و شاداں ہوں

بالخصوص وہ وقت نہایت ہی قابل فخر و مسرت میرے لئے ہوتا ہے جب

آپ کا کرم مجھے ”اے خستہ دل اسیر“ سے خطاب کرتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۶۶ اے خدا! جو خاک کی تن آپ تک رسائی حاصل کرے

وہ اس روشن قمر سے بہتر ہے جو فلک پر تاباں ہے بالخصوص جب آپ کا کرم اس خاکی تن کو اے بے نوا فقیر سے خطاب فرمائیں تو پھر آپ کے عاشقوں کو جو لطف آتا ہے وہ اعلاۃ بیان و تحریر سے باہر ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۶۷ اے خدا! میں خاکی تھا آپ کی عنایات سے میری خاک آپ کے قرب سے بالاتر ہو گئی۔ آپ کے بغیر میری زندگی موت ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۶۸ اے خدا! جب سے آپ کا خوان کرم روحانی مشاہدہ کر لیا تو آپ کے قرب کی لذت و علاوت کے سامنے میں اپنا تن من کا شریک بھول گیا۔ جب سے آپ کی تجلیات قرب کا مشاہدہ کیا اپنی ذات سے بے پروا ہوں یعنی خود کو بھول گیا۔

ترجمہ و تشریح ۳۶۹ اے خدا میں قعدہ میں ہوں (یعنی زندگی کا آخری حصہ ہے) پس میرے قعدہ کے آخری حصے کو سلام عطا فرمائیے میری زندگی کے قعدہ کو بے سلام نہ فرمائیے اور حسن خاتمہ مرحمت فرمادیجئے مراد یہ کہ جس طرح نماز کا خاتمہ سلام سے ہوتا ہے اس طرح میرا خاتمہ بھی اچھا کر دیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۳۷۰ میں کیوں خوشی نہ مناؤں کہ جب ہاتھ میں آپ کے قرب کی نعمت ہے اور میں جب پستی سے عبدیت کی بلندی بارہا ہوں تو کیوں نہ خوشی سے کودوں۔

ترجمہ و تشریح ۳۷۱ اے شمس دین تبریزی! مجھے اپنی خدمت کا موقع عنایت فرمائیے۔ میرے قلب کا چاند جس خورشید سے اخذ نور اور استفادہ نور کر رہا ہے اس خورشید کی خدمت مجھے عنایت کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۳۷۲ اے مرشد! میں صرف آپ ہی کا نیاز مند ہوں اور
اور آپ جیسے محبوب عبد کامل کی غلامی پر میں ہزاروں
ناز کرتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۳۷۳ اے مرشد ہمارے باطن کے لئے آپ ہی آفتاب ہیں
میری باطنی آنکھیں آپ ہی کے فیوض روحانی سے روشن ہیں
اگر آپ سے محروم ملاقات ہوں گا تو یہ آنکھیں آپ کے علاوہ کس کو دیکھنا گوارا
کریں گی۔

ارشاد حضرت حکیم الامت تھانویؒ :- فرمایا کہ شیخ کے ساتھ ایسا حسن ظن
ہو کہ ان سے بڑھ کر روئے زمین پر کسی اور کو اپنے لئے مفید نہ سمجھے۔ اور حضرت
گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد نقل فرمایا کہ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اگر ایک ہی
مجلس میں اکابر اولیائے کرام سلف مثل حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ و حضرت
جنید بغدادیؒ و خواجہ معین الدین چشتیؒ وغیرہم بیٹھے ہوں اور اسی مجلس میں
ہمارے پیر مرشد حضرت حاجی صاحب جہا جہر کی بیٹھے ہوں تو میں سوائے
حضرت حاجی صاحب کے اور کسی کی طرف نہ متوجہ ہوں گا کیونکہ ہمارے
روحانی پرورش تو انھیں کے ہاتھوں ہوئی۔ ہاں حضرت حاجی صاحبؒ
اپنے اکابر کی طرف متوجہ رہیں کہ وہ سب ان کے بڑے ہیں اس سے معلوم ہوا
کہ یہ حضرات اپنے مرشد کا کس درجہ ادب اور کس درجہ حسن اعتقاد رکھتے تھے۔

ترجمہ و تشریح ۳۷۴ دل کا غم اے میری جان! اب نہ بیان کروں گا کہ
مضمون دراز ہوا جانتا ہے اب اس گفتگو درود کو مختصر کرتا
ہوں تاکہ انکو رفیق راز رکھوں۔

ترجمہ و تشریح ۳۷۵ اے خدائے پاک! آپ ہی میرے لئے سفر میں فتوح

ہیں یعنی آپ ہی کا قرب مقصود اور باعث سرور ہے اور بوقت سحر آپ ہی کی یاد ہمارا جام صبح ہے اور قلب میں آپ ہی کا تعلق میرے لئے بہشت ہے اور اعمال سے آپ ہی کی رضا ہمارا ثواب ہے۔

۳۷۶ لوگ کہتے ہیں کہ آگ کافروں کے لئے ہے اور میں نے **ترجمہ و تشریح** ابوہب کو سب سے بڑھ کر آپ کی آتش محبت سے محروم دیکھا۔

۳۷۷ میں نے قلب کے دریچہ پر اپنی روح کا کان لگا رکھا ہے اور **ترجمہ و تشریح** عالم قرب خداوندی کے اسرارِ خفیہ کو ہاتھ غیبی بے دندان و بے لب سے سنا ہے۔

۳۷۸ اس گنہگار بندہ پر اچانک حق تعالیٰ کی رحمت نے **ترجمہ و تشریح** بارش فرمائی اے خدائے پاک اس رحمت کا سبب بجز آپ کے کرم و لطف کے اور کچھ نہیں۔

۳۷۹ اے مرشد کامل شمس دین تبریزیؒ اس زمانہ میں **ترجمہ و تشریح** آپ سے بڑھ کر بافیض ہم نے اپنی جستجو میں عرب و عجم کے اندر نہ پایا۔

۳۸۰ اے مرشد مجھے اس قدر پلا دیجئے جام قرب و عرفان **ترجمہ و تشریح** کو کہ میری انا فنا سے تبدیل ہو جاوے۔ کیونکہ تکبر اور خود بینی میں بجز عذاب روح و رسوائی کے میں نے کچھ نہ دیکھا۔

۳۸۱ آپ ہی کے جمال کا غم دراصل غم جاودانی اور لذیذ تر **ترجمہ و تشریح** اور باعث کامرانی ہے (یہ غم دنیا میں کہیں نہیں ملتا بجز آپ کے خاصان سے) اور آپ کے ساتھ تنہائی میں ذکر و فکر کی مشغولی کے سوا دنیا میں کہیں عیش نہیں۔

ترجمہ و تشریح ۳۸۲ اے مرشد آپ ہی ہمارے شمس و قمر ہیں اور آپ ہی ہمارے شہد و شکر ہیں اور آپ ہی ہمارے روحانی ماں باپ ہیں آپ جیسا عالی نسب میں نے کہیں نہ دیکھا۔

ترجمہ و تشریح ۳۸۳ اے شاہ شمس تبریز اے قلوب طالبین و سالکین کے لئے باب فضل و رحمت آپ ہمارے لئے معرفت کی کھجوروں کے

بصرہ ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۳۸۴ چونکہ میں آپ جیسے آفتاب کا غلام ہوں تو میں آفتاب کی روشنی کی باتیں کرتا ہوں نہ میں رات ہوں اور نہ رات کا

غلام ہوں کہ خواب کی باتیں کروں۔

انتباہ :- یہ شعر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اکثر ان لوگوں کو لکھا کرتے تھے جو خوابوں ہی کے چکر میں مبتلا رہتے تھے اور ارشاد فرمایا کہ لوگ خواب سے بہت ڈرتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ہر رات کو خواب میں اپنے کو دوزخ میں جلتا ہوا دیکھے اور جاگتے ہوئے اعمال سنت و شریعت کے مطابق اختیار کرتا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ جنت میں جاوے گا۔ ہاں جب برا خواب دیکھے تو اٹھ کر بائیں طرف احوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر تھکاردے اور بے فکر ہو جاوے۔

ترجمہ و تشریح ۳۸۵ جب میری رفتار سنت کے مطابق ہے تو میں سنت کے آفتاب سے ویرانوں میں بھی روشن ہوں اور میں عیش

دن پروری سے گریزاں گفتگوئے مجاہدات و خرابی تن کرتا ہوں کیونکہ ویرانی تن یعنی خواہشات کے قلعہ کو ڈھلانے ہی سے روح نور قرب خداوندی سے روشن ہوتی ہے گویا تعمیر روح موقوف ہے تخریب تن پر۔

ترجمہ و تشریح ۳۸۶ اے مرشد! آپ کی زعفرانی پیشانی سے میں گل لالہ کی

شان و شوکت حاصل کرتا ہوں اور آپ کے ارغوانی اشکِ محبت سے صفتِ سحاب بیان کرتا ہوں

حکایت :- ہمارے مرشد حضرت اقدس پھولپوری فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت تھانومی رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہاتھوں سے اپنے آنسوؤں کو تمام چہرہ اور آنکھوں پر ملتے ہوئے تمام داڑھی پر مل لیا کرتے تھے۔ اور یہ ارشاد اس وقت فرماتے جب اپنے آنسوؤں کو اسی طرح چہرہ مبارک پر ملتے۔ احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ حکایت صحابہ مولفہ حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم میں یہ روایت منقول ہے کہ خدا کے خوف سے نکلے ہوئے آنسو جہاں تک جاویں گے دوزخ کی آگ اس جھٹے پر حرام ہوگی اور اسی روایت کے پیش نظر ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ وہ آنسوؤں کو چہرہ اور داڑھی پر مل لیا کرتے تھے۔

حکایت :- ایک بار حضرت مرشدنا پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف پڑھانے مدرسہ بیت العلوم جا رہے تھے راستے میں تلاوت شریف کا معمول تھا درمیان تلاوت توقف فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ حکیم اختر! جب دعائیں رونا آجائے تو سمجھ لو کہ دعا قبول ہوگئی۔ احقر مؤلف عرض کرتا ہے مگر قبولیت کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) دنیا ہی میں اسی وقت عطا ہو جاوے (۲) دنیا میں ملے مگر تاخیر سے ملے (۳) دنیا میں نہ عطا ہو آخرت میں عطا فرمائیں اور وہ رحیم و حکیم ذات اپنے بندوں کی تربیت کی حکمتوں سے زیادہ باخبر ہے۔

حکایت :- حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ مجھے اپنی دعا کی قبولیت کا پتہ چل جاتا ہے لوگوں نے پوچھا

کہ وہ کس طرح فرمایا کہ جس دعا میں بدن کے بال کھڑے ہو جائیں دل دھڑکنے لگے اور آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں تو سمجھ لو کہ وہ دعا مقبول ہوتی ہے۔

۳۸۷ء جب میری پرورش روحانی آفتاب دیں (شمس الدین
ترجمہ و تشریح) تبریزی سے ہوئی ہے تو میں بخدا کی قباد سے (جو عظیم الشان

بادشاہ ایران میں گذرا ہے) کہ نہیں ہوں یعنی نسبت مع الحق کی دولت بڑی
دولت ہے کی قباد کیا ہفت اقلیم کی دولت بھی اس کے سامنے بے وقعت ہے۔

۳۸۸ء جب میرے مرشد نے میرا دل خرید لیا تو مجھے خاموش
ترجمہ و تشریح) رہنے کا حکم دے رہا ہے اور میں مست ہوں کیونکہ جب

میرے مرشد کی طرف سے تیغ محبت مجھ تک واصل ہو چکی ہے تو میں اب میان
تیغ کی گفتگو کروں گا۔ یعنی جس طرح تیغ میان میں ہوتی ہے اور آپس میں
علاقہ ظرف و مظروف کا ہوتا ہے اسی طرح میرا دل اپنے مرشد کے لئے
مثل میان کے ہے اور وہ میرے دل میں ہیں۔

”حقائق و اسرار و معارف“

اشعار منتخب

خبرے اگر شنیدی ز جمال حسن یارم ۳۸۹ء شعر

سر مست گفتہ باشم من زیں خبرندارم
تو بیاز ما گلے را بتگ ز میں نہاں کن ۳۹۰ء شعر

بہ بہار سر بر آرد کہ من آن قمر عذارم
ہم پروتا بدراں دل خفتہ را بہراں ۳۹۱ء شعر

ہلہ اے تو اصل اصلم بجناب تو مظارم

- بخدا کہ روز نیکوزیگہ پدید باشد شعر ۳۹۲
- کہ در آید آفتابش بوصول در کنارم شعر ۳۹۳
- تو خموش کن کہ سوسن بکند حکایت گل شعر ۳۹۴
- بر شاہدان گلشن کہ رسید نو بہارم شعر ۳۹۵
- چوں رسید شاہد من بر مدزن قرارم شعر ۳۹۶
- چو مقابل من آمد بزند بدل شمارم شعر ۳۹۷
- چوں گذر کنی خراماں بقدر چو سردنازاں شعر ۳۹۸
- بشوم زد دست حیراں پئے تو فغاں بر آرم شعر ۳۹۹
- بخدائے کن تو لطفے بمنزید پیش چاکر شعر ۴۰۰
- کہ براں دے کہ بردی بمنزید جاں سپارم شعر ۴۰۱
- واگر برم نیائی تو ز دور سر بجنباں شعر ۴۰۲
- بعنائتم نظر کن کہ کنی امید وارم شعر ۴۰۳
- زمن ایں ہمہ شنیدی تو وناشیدہ کردی شعر ۴۰۴
- بہہانہ چشم بستنی چہ کہ میل خواب دارم شعر ۴۰۵
- بنشاندم بہ پیشت کندم انیس و خویش شعر ۴۰۶
- برسد دوائے دردم برسد گلت بخارم شعر ۴۰۷
- شدم اے نگار خامش چو دگر نماں دطاقت شعر ۴۰۸
- کہ ز روئے ہیچو بدرت چو ہلال سر بر آرم

برخ چو آفتاب بت بجلالت خطابت شعر ۴۰۹

کہ ہزار سالہ رہ میرود آہ گرم سردم

- شعر ۲۰۲ یارب چہ کار کردم شیرے شکار کردم
در سینہ از پیئے او صد مرغزار دارم
- شعر ۲۰۳ من خود اگر گریزم با عشق می ستیگر
گوید کجا گریزی من با تو کار دارم
- شعر ۲۰۴ بگذرازیں عناصر مارا خداست ناصر
در جان ماست ناظر گراضطر دارم
- شعر ۲۰۵ چو قضا بہ سخرہ خواہد کہ بہ سبلیتے بخندد
سنگ لنگ را بگوید کہ برس میں شکا
-
- شعر ۲۰۶ چو دانہ کہ بمیرد ہزار دانہ شود
شدم بفضل خدا صد ہزار چول مردم
- شعر ۲۰۷ ربدز تیر فلک وز سنان بہرامش
ہر آن مرید کہ اور را بعشق پیروم
- شعر ۲۰۸ بغم فرو نشوم باز سوئے یاد روم
بداں بہشت و گلستان و سبزہ زار روم
- شعر ۲۰۹ نمی شکید ما ہی ز آب من چہ کنم
چو آب سجدہ کناں سوئے جو تبار روم
- شعر ۲۱۰ زو اد عشق بود کار و بار سلطاناں
بعشق و ز نروم در کد ام کار روم
- شعر ۲۱۱ چو شاہ عشق فرستد سگاں خود بہ شکار
بعشق دل بدمان سگاں شکار روم

شعر ۴۱۲
 جہاں عشق بزیر لوائے سلطانیست
 چو از رعیت عشقم بداراں دیار روم
 شعر ۴۱۳
 جواز مفر افاق شمس ملت و ملک
 بہشت عدن بود ہمدراں جوار شوم

دربیان آثار تجلیات در کائنات

شعر ۴۱۴
 ہمہ جمال تو بینم چو چشم باز کنم
 ہمہ شراب تو نوشم چو لب فراز کنم
 شعر ۴۱۵
 چو پروبال بر آرم ز شوق چو کیواں
 بہ مسجد فلک ہفتین نماز کنم
 شعر ۴۱۶
 حرام دارم با دیگران سخن گفتن
 و گر حدیث تو یا بزم سخن دراز کنم
 شعر ۴۱۷
 ز خار بند خیالت چو خار چسبم گرم
 ز نرگس و گل و صد برگ احراز کنم
 شعر ۴۱۸
 ہزار گونہ بلنگم بہر رہم کہ برند
 رہے کہ آل بسوئے تست ترکتا ز کنم
 شعر ۴۱۹
 چو آفتاب شوم آتشیں ز گرمی دل
 چو ذرنا ہمہ رامست و عشقباز کنم
 شعر ۴۲۰
 ز آفتاب وز مہتاب بگذرد نورم
 چو روئے خود بہ شہنشاہ دلنواز کنم
 شعر ۴۲۱
 بدید عشق مرا گفت من ہمہ نازم
 ہمہ نیاز شوآن لخطہ کہ ناز کنم

شعر ۴۲۲ چوناز را بگذاری ہمہ نیاز شومی
من از برائے تو نازم ہمہ نیاز کنم

شعر ۴۲۳ نہ گفتم مرو آنجا کہ آشنات منم
دریں سرائے فنا چشمہ حیات منم

شعر ۴۲۴ دگر بجد بگریزی ہزار سال از من
بعاقبت بمن آری کہ منتہات منم

شعر ۴۲۵ نہ گفتم کہ منم بحر تو یکے ماہی
بیا کہ قوت پرواز پرویات منم

شعر ۴۲۶ زہر طرف بجد بقیسرا ریعقوبے
کہ بوئے پیرہن یوسفی بیافت مشام

شعر ۴۲۷ یکے شدیم من و عشق ہنچو شیر و شکر
بیاد آل شہہ تبریز شمس دیں کہ سلاک

شعر ۴۲۸ تن را چو مشتے خاک داں در زیر او دریائے خوں
گرچہ زیروں ذرہ صد آفتابے از دروں

۳۸۹ اے مخاطب اگر تو نے مجھ سے میرے محبوب مرشد
شمس الدین کے کمالات کا بیان سنا ہے تو میں نے دیوانگی

اور وارفتگی میں بیان کیا ہو گا مجھے اپنے مضمون بیان کی کچھ خبر نہیں

۳۹۰ تو بھی اے مخاطب اگر میرے گل (مرشد کی محبت)
کو اپنے قلب کی زمین میں پوشیدہ کر لے تو تیرے اندر سے

بہار معرفت و محبت الہیہ رونما ہو کر میرے شمس کی کرامت کا اظہار کرے گی

کہ میں فلاں قمر عذار کا فیض ہوں۔ (عذرا۔ رخسار۔ بکسر عین)

۳۹۱۔ تمام پردوں کو چاک کر دو اور سوئے ہوئے دل کو
ترجمہ و تشریح بیدار کر دو اور خوب سن لیجئے کہ آپ ہی ہمارے اصل کے بھی

اصل ہیں پس آپ ہی کی طرف ہماری پرواز کی جگہ ہے۔ (ہلہ دراصل ہلا کا
 محفف ہے کلمہ تنبیہ ہے)

۳۹۲۔ بخدا کہ وہ دن نہایت مبارک اور اچھا ہو گا کہ
ترجمہ و تشریح جس دن کی صبح کو میرے محبوب مرشد کا آفتاب کرم مجھ سے

قریب تر ہو گا۔

(پگہ : پگاہ کا محفف ہے صبح فجر)

۳۹۳۔ اے رومی! تو خاموش ہو جا کہ تیرا حال خود
ترجمہ و تشریح فیضان شمس تبریزی کو آشکار کر رہا ہے جس طرح کہ

سوسن بزبان حال گلہائے چین کی بہار نو کو بیان کرتا ہے۔

(رشادان : جمع شاید، محبوب : مراد گلہائے چین یا

محبوبان چین)

۳۹۴۔ جب میرے مرشد شمس تبریزی میرے پاس ہوتے ہیں
ترجمہ و تشریح تو ان کے آتش عشق حق کے انعکاس فیض سے میرا قرار سکون

اڑ جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے قلب کی آگ کو میرے قلب کے مقابل رکھ کر میرے اندر

عشق کی چنگاریاں اڑاتے ہیں۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی نو شمع محفل کی

پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دلی

(مجدوب)

ترجمہ و تشریح ۳۹۵ اے محبوب مرشد! جب آپ خراماں میرے پاس
 مثل سرو نازاں کے تشریف لاتے ہیں تو میں بخود و حیران
 آپ کو دیکھ کر غلبہ خوشی سے نالہ و فغاں بلند کرتا ہوں۔ اس کو خوشی کا رونا
 کہتے ہیں جس کو اہل ذوق اور اہل عشق خوب سمجھتے ہیں جس طرح ابی بن کعب رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خبر سن کر رونے لگے کہ ابی! حق تعالیٰ
 نے تمہارا نام لے کر یہ فرمایا ہے کہ میں تمہیں سورۃ بئینہ سناؤں۔ علماء فرماتے ہیں
 کہ بندہ کے لئے کس قدر مقام مسرت ہے کہ خالق کائنات مولائے کریم اس کا نام
 اپنی زبان سے لیں۔ پس اس وقت یہ رونا خوشی کا رونا تھا۔

ترجمہ و تشریح ۳۹۶ بخدا اے مرشد شمس تبریزی! آپ اپنے اس غلام
 رومی پر اور عنایت مزید فرمائیے کہ آپ نے جو دل میرا لیا ہے
 اس سے بھی بڑھ کر ہم آپ پر جان قربان کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب
 مجددیؒ ہندی اپنے مرشد حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے کانپور سے روانگی
 پر تانگہ کے پیچھے پیچھے وارفہ و دیوانہ وارد و ڈر رہے تھے حالانکہ اس وقت وہاں
 وہ ڈپٹی کلکٹر تھے لیکن عشق و دشمن ناموس ان پر حکمرانی کر رہا تھا۔ اسی حال
 میں یہ اشعار پڑھتے جا رہے تھے۔
 دلربا پہلو سے اٹھ کر اب جدا ہونے کو
 کیا غضب کیا قیامت ہی یہ کیا ہونے کو ہے
 اک ذرا ٹھہرو کوئی تم پر فدا ہونے کو ہے

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے امیر خسروؒ تھے آہ۔ یہی عشق جب
 مجاز میں مبتلا ہوتا ہے تو دونوں جہان میں رسوا ہوتا ہے کیونکہ وضع الشی علی غیر
 محلہ کے سبب وہ عاشق ظالم ہوتا ہے جو غیر حق یا غیر اہل حق پر دل و جان فدا کرتا
 ہے۔ دل و جان کا یہ قیمتی سرمایہ عشق و محبت کا جب محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ اور

اور اللہ والوں پر فدا ہوتا ہے تو یہ عاشق دونوں جہان میں بامراد و کامران اور بہار جاوداں سے مالا مال ہوتا ہے۔ اب کوئی کہے کہ بدون دیکھے اللہ تعالیٰ سے محبت کیسے ہو سکتی ہے اس کا جواب اس حکایت میں ملاحظہ کریں۔

حکایت :- ایک شخص نے حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ سے عرض کیا کہ میں اپنے قلب میں حق تعالیٰ شانہ کی محبت محسوس کرتا ہوں مجھ کو تعجب ہے کہ بدون دیکھے یہ محبت کیسے ہو گئی ارشاد فرمایا کہ محبت کے لئے دیکھنا شرط نہیں دیکھو تم اپنی جان سے محبت محسوس کرتے ہو حالانکہ جان کو کبھی دیکھا نہیں۔

ہے گر تو اور امی نہ بینی در نظر فہم کن اما باظہار اثر (رومی)

اگر تو خدا کو نہیں دیکھتا تو خدائے پاک کی نشانیوں میں غور کر۔

حکایت :- ایک بدوی سے کسی منکر خدانے پوچھا کہ تو خدا کو بدون دیکھے کس طرح پہچانتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ البعرة تَدُلُّ عَلَى الْبَعِيرِ اونٹ کی مینگنیاں گواہی دیتی ہیں کہ ابھی ادھر سے اونٹ گیا ہے اور بدون دیکھے اونٹ پر یقین کرتے ہیں خکیف اَرْضُ ذَاتُ فِجَاجٍ وَ سَمَاءُ ذَاتُ بَرُوجٍ لَا تَدُلُّ عَلَى الطَّيْفِ لِحَمِيمٍ پس زمین کشادہ راہوں والی اور آسمان برجوں والا اس لطیف و خبیر ذات پاک پر کیونکر نہ گواہی دے گا۔

کہے دیتی شوخی نقش پاکی ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
ہر ایک ذرہ میں اس کو ہی دیکھتا ہوں

دلیل صانع کی صنعت میں دیکھتا ہوں (اختر)

اور عشق مجاز فانی اور عارضی ہوتا ہے آج جن کی زلف مشکبار عقل بر ہے
بڑھاپے میں وہی زلف بڈھے گدھے کی دم معلوم ہوگی

اختر او دم زشت پیسرخر (رومی)

اے بسا خوش رنگ چہ عیاں دارند

زہر سیرت دروں نہاں دارند (اختر)

ترجمہ :- اے لوگوں! بہت خوش رنگ چہرے ظاہر میں اچھے معلوم ہوتے ہیں لیکن اندر زہریلے اخلاق بھرے ہوتے ہیں۔

غیر حق را اگر کئی اندر نظر شدیکے محتاج محتاج دیگر (اختر)

یعنی عاشق غیر غلام در غلام ہو جاتا ہے اور مرشد کی محبت چونکہ اللہ کے لئے ہوتی ہے اس لئے اس کو غیر سمجھنا نادانی ہے محبت للحق بھی بالحق ہی میں داخل ہوتی ہے۔ اور یہ محبت مجازی نہیں بلکہ حقیقی ہے اور شرعاً مطلوب و محبوب ہے۔

۱۳۹۷ء مرشد! اگر آپ کو میرے قریب قیام کا موقع

توجہ و تشریح

نہیں تو آپ دور سے اپنی دعائے خصوصی اور توجہ خاص سے ہماری روح پر عنایت فرمائیے اور ہم کو مایوس نہ فرمائیے۔

حکایت :- احقر نے اپنے مرشد حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ

فرماتے سنا کہ قاز ایک چڑیا ہے جو انڈے دے کر دو پہاڑوں پر چلی جاتی ہے

اور ہزاروں میل سے توجہ اپنے انڈوں کو پہنچاتی ہے اور ان سے بچے نکل آتے

ہیں تو اولیائے کرام کی روحانی توجہات اور دعائیں مریدین کے بعد حسی کے

باوجود اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ البتہ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ فرماتے

ہیں کہ کچھ مدت ایک دفعہ شیخ کی خدمت و صحبت میں رہ لینا ضروری ہے جسکی

مدت ۶ ماہ ہے ورنہ ۴۰ دن تو ضروری رہ لینا چاہئے پھر خط و کتابت سے کام

چل جاتا ہے۔

۱۳۹۸ء مرشد! آپ نے میری داستان درد سنی اور لفظاً

توجہ و تشریح

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سنا ہی نہیں۔ اور نیند کے

غلبہ کا بہانہ فرما دیا۔

حکایت:۔ محبت کے اس عنوان کی تشریح کے لئے حکایت ہے کہ حضرت خواجہ صاحب خانقاہ تھانہ بھون میں اپنے مرشد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھے جب حضرت والا کی طرف دیکھتے حضرت غایت جی سے نظر دوسری طرف کر لیتے اور جب خواجہ صاحب نظر نیچی کرتے تو حضرت ان کی طرف نظر فرماتے حضرت خواجہ صاحب نے شیخ کی اس ادا کو اس طرح بیان کر دیا ہے

یو نظر تو مجھ پہ ڈالی جائے گی جب میں دیکھوں گا ہٹالی جائے گی

۳۹۹ میرا مرشد شمس تبریزی مجھے اپنے سامنے بٹھاتے ہیں

اور مجھے مانوس و اپنا بناتے ہیں اور ان کی اس عنایت

سے میرے درد، بھر کو دوار وصال (قرب حق) عطا ہوتی ہے اور اس طرح اے مرشد آپ کے اخلاق حمیدہ میرے اخلاق رذیلہ کو بھی اخلاق حمیدہ بنا رہے ہیں یعنی آپ کا گل میرے خار کو متاثر کر رہا ہے۔

۴۰۰ اے مرشد! میں آپ کے سامنے خاموش ہوتا ہوں

کیوں کہ آپ جیسے بدر کامل کے سامنے ہلال کی طرح

میں کیسے سر نمودار کروں۔

۴۰۱ آپ کے آفتاب جیسے چہرہ نورانی (جیسا کہ ہر صاحب

نسبت کا ہوتا ہے) اور آپ کے نورانی ارشادات کے فیض سے

حق تعالیٰ کے ہزاروں سال کا راستہ میری آہ گرم و آہ سرد طے کر لیتی ہے۔ احقر

مؤلف عرض کرتا ہے مرشد صاحب نسبت کے ساتھ رہ کر بہت جلد حق تعالیٰ

کا راستہ تھوڑی عبادات اور ذکر و شغل سے بھی طے ہو جاتا ہے اور اس پر تمام

اولیائے امت کا اجماع ہے۔

۲۰۲ یارب میں نے عشق کا درو لیکر گویا شیر کا شکار کیا ہے
ترجمہ و تشریح اور اپنے سینے میں اپنی تمناؤں کے چراگاہ اور سبزہ زار کو
 اس کے حوالے کر دیا یعنی عاشق کا فرض ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے سوا تمام تمناؤں
 کو نظر انداز کر دے۔

ہر تمنا دل سے زحمت ہوگئی اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
حکایت :- خواجہ صاحب نے یہ شعر پڑھا تو حضرت حکیم الامت تھانویؒ
 کو وجد آگیا اور مسرور ہو کر فرمایا کہ اگر میرے پاس ایک لاکھ روپیہ ہوتا تو میں
 اس شعر پر آپ کو ہدیہ دیتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت تھانویؒ
 نے اس نعمت کو قلب میں محسوس کر کے اس کے شکر یہ کے طور پر یہ
 ارشاد فرمایا۔

۲۰۳ اگر میں اس ظالم عشق سے جان چھڑا کر بھاگنا چاہتا
ترجمہ و تشریح ہوں تو مجھے یہ آواز دیتا ہے کہ کہاں جاتا ہے مجھے تجھ سے
 کام ہے۔ یعنی یہ جنم روگ ہے زندگی بھر کے لئے خریدتا ہے۔
 تمام عمر ترے در و محبت نے مجھے (اختر) کسی سے دل نہ لگانے دیا گلستا میں
 پابند محبت کبھی آزاد نہیں ہے اس قید کی اے دل کوئی میعاد نہیں ہے
 (مجزوب)

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے رب کی عبادت میں لگے رہو یہاں تک کہ
 موت آپہنچے۔

۲۰۴ عشق کے مجاہدات سے جسم کے لاغر و ضعیف ہونے پر
ترجمہ و تشریح مولانا فرماتے ہیں کہ اے عاشق تو عناصر کے تحفظ سے بے پروا

ہو جا کہ عاشقوں کا خدا تاصر ہے۔

گرفضا سو بار قصد جاں کند ہم قضا جاننت دہد درماں کند (روحی)
 ترجمہ:- اگر قضا سو بار تیری جان پر بلائیں ڈال کر تیری جان کا قصد کرتی ہے
 تو قضا ہی تجھے جان بھی عطا کرتی ہے اور تیرا درماں بھی کرتی ہے۔ بلکہ سہ
 کشتگان خنجر تسلیم را ہرزماں از غیب جان دیگرست (اختر)
 گئی وہ بھول جمال رخ مہ وا۔ نغم مری نظر جو رخ آفتاب سے گذری
 پس اگر ہم عشق حق کے لئے اپنی جان و تن کو طاعات میں فدا کر رہے ہیں اور اس
 راہ میں مجاہدات سے جو ہماری جان میں اضطراب ہے تو حق تعالیٰ ہماری جان پر
 نظر عنایت رکھتے ہیں پس کیا غم۔

۴۰۵۔ جب قضا چاہتی ہے کہ میرا تکبر خاک میں ملا دے
ترجمہ و تشریح اور میری مونچھوں کے متکبرانہ تاؤ کو نیچا دکھا دے تو
 ایک لنگڑے کتے کو اشارہ کر دیتے ہیں کہ وہ ہم کو شکار کرے سہ
 بھلا ان کا منہ تھامے منہ کو آتے یہ دشمن انھیں کے ابھالے ہوئے ہیں
 نکلنے نہ دو ہائے تم کوئی ارماں چلو ہم بھی دل اپنا ملے ہوئے ہیں
 حل لغت: سبَلت (موتے لب مونچھ) (حضرت مجددؒ)

۴۰۶۔ جب ایک دانہ زمین کے نیچے اپنے کو مٹا دیتا ہے تو وہ
ترجمہ و تشریح ہزار دانے ہوتے ہیں۔ اسی طرح میں اپنے کو جب مٹا دوں گا
 (یعنی اپنی خواہشات نفسانیہ کو مرضیات الہیہ کے تابع کر دوں گا) تو میں
 خدائے پاک کے فضل و کرم سے قائم مقام سو ہزار ہو جاؤں گا یعنی روحانیت
 اور عروج انسانیت کے اعتبار سے فانی فی اللہ لاکھوں باقی بالنفس سے افضل
 ہوتا ہے۔

۴۰۷۔ وہ شخص فلک کے تیز اور اس کے مرتزخ کے سنان (نیزہ)
ترجمہ و تشریح

سے خلاصی پاتا ہے جس مُرید کو میں نے عشق سے پرورش کیا ہے۔ مراد یہ کہ جس مرید کی تربیت شیخ کامل دردِ محبت سے کرتا ہے وہ حق تعالیٰ کی نہایت قوی نسبت سے مشرف ہوتا ہے اور وہ عاشقِ حق، حق تعالیٰ کی خاص عنایت کے سایہ میں حوادثِ کائنات سے بے فکر اور مطمئن ہوتا ہے۔

حل لغت۔ بہرام: عراق کے ایک عادل اور سخی بادشاہ کا نام ہے۔ نیز فارسی

میں برّیخ ستارہ کا نام ہے جو فلکِ پنجم پر ہے (از غیثات)

۴۰۸۔ میں غم سے صاحبِ فراش نہ بنوں گا میں سوئے مسجد
ترجمہ و تشریح جاؤں گا اور بارگاہِ حق میں فریاد کروں گا اور حق تعالیٰ کا قرب

میرا بہشت و گلستان و سبزہ زار ہے اس طرح وہ غم سببِ قربِ حق ہو جاتا ہے جو غفلت دور کر کے خدا سے مناجات و فریاد کے لئے مضطر کرتا ہے۔

گذرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے

مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے (اختر)

۴۰۹۔ یعنی اضطراب سے روح و قلبِ حق تعالیٰ سے اس طرح

ترجمہ و تشریح وابستہ ہوتے ہیں کہ آسمان کے حجابات گویا کہ ختم ہو جاتے

ہیں۔ مبارک تجھے اے مری آہِ مضطر

کو منزل کو نزدیک تر لائے ہی ہے

میرا پیام کہد یا جا کے مکان سے لامکان

اے مری آہ بے نوا تو نے کمال کر دیا (اختر)

میں کیا کروں کہ مچھلی کو پانی سے صبر نہیں آسکتا اور میری روح بھی مچھلی ہے اور

اس کا پانی حق تعالیٰ کا قرب ہے پس جس طرح پانی نشیب کی طرف سجدہ کرتا ہوا

جو نبار سے جا ملتا ہے میں بھی اپنے محبوب کی طرف سرنگوں بہا جا رہا ہوں۔

صل لغت - جو تبار: جہاں بہت سی نہریں جمع ہوتی ہیں

۱۰۷۱۔ حق تعالیٰ کا عشق سلطانی کا روبرو عطا کرتا ہے
ترجمہ و تشریح یعنی ذکر و فکر کی لذت عطا کرتا ہے جو ہفت اقلیم اور تمام
 کائنات کی لذت سے افضل ہے بلکہ اس لذت کے بدون تو عاشقوں کا جینا
 محال ہے پس اگر کاروبار عشق کی طرف میں نہ جاؤں تو پھر اور کون سا
 کام کروں ؟

نہ ہو ذکر حق نہ ہو فکر حق تو یہ جینا جینا حرام ہے (آخر)
 ہر لمحہ حیات گزارا ہم نے آپ کے نام کی لذت کا سہارا لیکر (آخر)
انتباہ:- اس کا یہ مطلب نہیں کہ بال بچوں کے حقوق سے بے پروا ہو کر
 ہر وقت ذکر میں لگا رہے یا حلال روزی میں نہ لگے ان اشعار سے صرف مراد
 یہ ہے کہ ضروری کاموں سے فارغ ہونے کے باوجود اوقات زندگی رائیگاں
 نہ کریں اور ذکر و فکر میں لگ جاویں اور اللہ والوں کے پاس حاضری دیں
 البتہ بال بچوں کے ساتھ اور حلال روزی کے مشاغل میں بھی باخدا رہیں
 یعنی حق تعالیٰ کی یاد کی خلش قلب میں چھتی رہے کہ کب فارغ ہوں اور
 ان کی یاد میں لگیں۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ حلال روزی کمانے کے لئے اگر
 نے امر و نہی کہتا ہے یا لے سب کہتا ہے تو سبحان اللہ کا ثواب مل رہا ہے اور
 اگر اخلاص نہ ہو صرف دکھاوے کے لئے یا طلب دنیا کے لئے کہ لوگ مجھے
 عابد و فقیر سمجھیں یا لوگ دنیا کا مال و نذرانہ پیش کریں اس نیت سے سبحان اللہ
 کوئی کہتا ہے تو گناہ لکھا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو اخلاص اور فہم سلیم
 عطا فرمائیں۔ آمین۔

۱۰۷۱۔ اگر وہ سلطان عشق شکار کے لئے اپنے کتوں کو چھوڑتا ہے
ترجمہ و تشریح

تو میں ان کتوں کے منہ میں دل سے شکار ہونے کو انھیں کی طرف بھاگوں گا۔
 مراد یہ کہ جس طرح شکاری جس جانور کا شکار کرتا ہے تو اسے کچھ پریشان ہر طرف
 سے کرتا ہے تاکہ نشانہ کی طرف بھاگ کر آ جاوے پس اسی طرح اگر وہ محبوب
 حقیقی ہمارے شکار کے لئے ہمارے اوپر پریشانیاں بھیجتا ہے کہ یہ روتا ہوا
 مسجد میں بھاگ کر آئے اور عفت سے باز آئے تو میں خوش خوش اس بلا کو
 نعمت سمجھوں گا کہ یہ بلا نہیں دراصل یہ کمند محبت ہے ارے یہ محبت کی رسی ہے
 مجھ نالائق کو اسی رسی میں باندھ کر اپنا بنا چاہتے ہیں۔

اسی کو غم بھی دیتے ہیں جسے اپنا سمجھتے ہیں

انتباہ :- ہر بلا سے عافیت کی دعا بھی مانگنا چاہئے اور اگر قضاء الہی سے آ جاوے
 تو صبر و تسلیم سے پریشان نہ ہو دعائے عافیت و استغفار کی کثرت کرتے ہوئے
 اس میں اپنے لئے حکمت خیر کی سوچتا رہے۔ عنقریب پھر حق تعالیٰ اس بلا کو
 بھی دور فرمادیتے ہیں۔ کیونکہ علاج مقصود ہے جب وہ حاصل ہو جاوے گی
 بلا بھاگ جائے گی۔ ہاں اگر علاج کبھی طویل ہوتا ہے یا رفع درجات کے لئے
 تاخیر ہو تو گھبراوے نہیں۔ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام چالیس برس تک
 حضرت یوسف علیہ السلام سے ملنے کی دعا فرماتے رہے اور مایوس نہ ہوئے
 حق تعالیٰ کی رحمت کے برابر امیدوار رہے۔ یہ سبق ہے ان لوگوں کے لئے
 جو بہت جلد قبولیت دعا کے آثار نہ دیکھنے سے مایوس ہونے لگتے ہیں۔

۱۲۲ عشق کا جہاں سلطانی جھنڈے کے نیچے آباد ہے اور

ترجمہ و تشریح جبکہ میں عشق کی رعایا ہوں تو دیار عشق ہی کی طرف

میں جاتا ہوں۔ مراد یہ کہ عشق خدا ہی سے بندوں کی عزت ہے عبد الملک کو
 اپنے مالک کی محبت و اطاعت ہی میں لگنا چاہئے اور اسی صورت سے

مالک کی رضا و عنایت حاصل ہوگی

ترجمہ و تشریح | مطلقہ میں اس زلزلے کے قطب حضرت شمس تبریزی کے جوار و قرب میں رہوں گا کیونکہ وہ قوم و ملک کے اس وقت آفتاب ہیں اور مجھے ان کے پاس ایسا سکون ملتا ہے کہ جیسے جنت زمین پر آئی یعنی ذکر خالق جنت کے فیض سے ذاکر حق کو لطف جنت دنیا ہی میں محسوس ہونے لگتی ہے ۔

میں دن رات رہتا ہوں جنت میں گویا

مرے باغ دل میں وہ گلکاریاں ہیں (مجدوب)

انوکھے ساغر ہیں جن سے مجھ کو مئے محبت پہنچ رہی ہے

کہ جیسے مجھ تک نزول کر کے بہا جنت پہنچ رہی ہے (احسن)

حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ زبردست عاشق حق اور عارف حق تھے اس لئے مولانا رومی کو ان سے بڑا فیض ہوا۔

حکایت :- حضرت حاجی املا اللہ صاحب ہماجر علی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے کہ مولانا رومیؒ مثنوی شریف میں حضرت شمس تبریزیؒ کے نام پر مست ہو جاتے ہیں اور شہر تبریزی کی شان میں کئی اشعار لکھ گئے۔

ارشاد فرمایا کہ مولانا کو ان سے بے حد روحانی مناسبت تھی اور حضرت شمس کے

فیض سے مولانا کو چند مختصر مدت میں اس قدر قوی نسبت عطا ہو گئی جو سیکڑوں برس کے مجاہدات و اذکار و اشغال سے عطا ہوا کرتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے پیر کے اس درجہ گرویدہ اور اولیائے کرام کے شیفتہ و فریفتہ ہو گئے۔

ارشاد حضرت پھولپوریؒ :- احقر عرض کرتا ہے کہ ہمارے حضرت مرشدنا

مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ

جس کے سینے کو انتخاب فرماتے ہیں اسی میں اپنی محبت کا درد عطا فرماتے ہیں اور پھر یہ اشعار پڑھا کرتے۔

۱۔ نہ ہر سینہ راز دانی دہند نہ ہر دیدہ را دیدہ بانی دہند
۲۔ برائے سمرانجام کار ثواب یکے از ہزاراں شود انتخاب
۳۔ جوہر گوہرے در التاج شد نہ ہر مسلے اہل معراج شد

ترجمہ :- ۱۔ حق تعالیٰ ہر سینہ کو اپنی محبت کا راز عطا نہیں فرماتے اور نہ ہر آنکھ کو دوسری آنکھوں کی رہنمائی دے رہی و دیدہ بیانی عطا فرماتے ہیں۔

محبت کے لئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں

یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر چھپڑا نہیں جاتا

۲۔ خوشبوئے محبت الہیہ کی نشر کے لئے ہزاروں سے کسی ایک کو انتخاب فرماتے ہیں۔

۳۔ ہر موتی تاج سلطانی پر لگنے کا شرف نہیں پاتا اور ہر رسول صاحب معراج نہیں ہوتا۔

۴۔ اے خداجب بھی آنکھیں کھولتا ہوں تو ہر طرف

ترجمہ و تشریح آپ ہی کا جمال نظر آتا ہے کیونکہ مصنوعات کی خوبی صانع کی خوبی پر دلالت کرتی ہے۔ اکبر الہ آبادی کا شعر ہے

اے جان جہاں حور نہ ابھی نہ پری خوب

ہے میری نگاہوں میں تری جلوہ گری خوب

اور جب لب کھولتا ہوں تو تمام کائنات میں ہر طرف آپ کی محبت کو اور معرفت کو تیز کرنے والی نشانیوں کا جام معرفت نوش کرتا ہوں۔ مراد یہ کہ کائنات کا ہر ذرہ آپ ہی کا پیغام دیتا ہے۔

۲۱۵۔ جب حق تعالیٰ کی محبت میں میری روح سے اور
ترجمہ و تشریح قلب کی گہرائی سے آہ نکلتی ہے تو اپنے پردہ بال کی طاقت
 سے میری روح اڑ کر فلکِ سابع پر مثل کیواں قرب حاصل کرتی ہے۔ مراد
 یہ کہ میری روحانیت نہایت قوی السیر (تیز رفتار) ہو جاتی ہے اور میری روح
 بارگاہِ حق تعالیٰ سے نہایت درجہ قرب حاصل کرتی ہے اگرچہ جسم اسی زمین
 پر ہوتا ہے۔

حل لغت۔ کیواں : زحل ستارہ کا نام ہے، جو فلک ہفتم پر ہے اور
 فلک ہفتم کو بھی مجازاً زحل کہتے ہیں (غیاث)

۵ تصور عرش پر ہے وقف سجدہ ہے جبین میری (مجزوب)

۵ میرا پیام کہد یا جا کے مکاں سے لامکاں

اے میری آہ لے تو اتونے کمال کر دیا (اختر)

آہ من گرا اثر داشتے یار من بکویم بگذرے داشتے

ترجمہ:- اگر میری آہ من گرا اثر رکھتی ہے تو میرا محبوب تعالیٰ شانہ میرے قلبِ روح کی
 دنیا میں اپنے تجلیاتِ خاصہ سے ضرور نوازش فرمائے گا۔ (کلیدِ مشنوی)

عاشق کہ شد کہ یار زحاش نظر نہ کرد

اے خواجہ درد نیست و گرنہ طبیب ہست

ترجمہ:- کائنات میں ایسا عاشق حق نہیں گذرا کہ حق تعالیٰ نے اس پر نگاہِ کرم
 نہ ڈالی ہو اور اسے وصول الی اللہ عطا نہ فرمایا گیا ہو۔ اے خواجہ تجھے دردِ محبت
 ہی نہیں ہے ورنہ وہاں سے کچھ کمی نہیں۔ وہاں تو عالم ان کے لطف و کرم کا یہ ہے

تشنگاں اگر آب جویند از جہاں آب ہم جوید بہ عالم تشنگاں (رومی)

ترجمہ:- اگر پیاسے پانی تلاش کرتے ہیں جہاں میں تو پانی بھی اپنے پیاسوں کو

تلاش کرتا ہے۔

ہر کجاگرید بہ سجدہ عاشقے آں زمیں باشد حریم آں شہے (اختر)

ترجمہ: جہاں کہیں بھی کوئی بندہ حق تعالیٰ کے در و محبت سے سجدہ میں پڑا

روتا ہے وہیں حق تعالیٰ کا حرم شاہی آجاتا ہے۔

پردے اٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی ادھر نظر بھی ہے

بڑھ کے مقدر آزما سر بھی ہے سنگ در بھی ہے

۱۶۱۶ میں آپ کے اغیار سے تو گفتگو کرتے ہوئے بھی گھبراتا

ہوں اور اے محبوب مرشد جب آپ کو پا جاتا ہوں تو خوب

دیر تک باتیں کرتا ہوں۔ اور یہ مناسبت کی علامت ہے۔ چنانچہ مثنوی میں

ایک مقام پر فرمایا ہے:

علامت مناسبت

بستگی نطق از بے الفتی است

۱۔ جوشش نطق از نشانی دوستی است

بلبلے گل دید کے مانند ترش

۲۔ ہر کہ دلبر دید کے مانند خموش

ترجمہ ۱۔ جس کو دیکھ کر خوب گفتگو کو دل چلے تو یہ علامت باطنی محبت و

مناسبت کی ہے اور اگر کسی کو دیکھ کر اس سے گفتگو کرنے کو دل نہ چاہے تو یہ

علامت اندرونی عدم مناسبت کی ہے یعنی دل ملنے اور نہ ملنے کی یہ پہچان ہے۔

ترجمہ ۲۔ جو محبوب کو دیکھ لیتا ہے تو کیا وہ خاموش رہتا ہے کیا بلبل گل کے پاس

خاموش رہ سکتا ہے وہ تو چہچہانا شروع کر دیتا ہے۔

حکایت: حضرت خواجہ صاحب مجددؒ اپنے مرشد تھانویؒ کے عاشق

مرید تھے جب ملتے بہت باتیں کرتے۔ حضرت نے زیادہ بات کرنے کی عادت کی

اصلاح کے لئے ۴۰ دن ان سے گفتگو بند کر دی۔ حضرت خواجہ صاحب پر یہ چلے

سکوت بڑا ہی شاق گذرا اپنا حال خود اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔

جو چپ بیٹھوں تو اک کوہ گراں معلوم ہوتا ہوں

جو لب کھولوں تو دریائے رواں معلوم ہوتا ہوں

جب یہ چلہ خاموشی کا ختم ہوا تو حضرت سے انھوں نے خوب جی بھر کے باتیں کی حضرت نے مسکرا کر فرمایا۔ آپ نے تو آج چالیس دن کی خاموشی کی کسر نکال لی۔

حکایت :- ایک بار خواجہ صاحب کو خانقاہ شریف سے نکال دیا گیا۔ دروازہ

پر بستر لگا دیا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا۔ فرمایا یہ خانقاہ نہیں یہ سرکاری سڑک کی فٹ پاتھ ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

اُدھر وہ در نہ کھولیں گے ادھر ہم در نہ چھوڑیں گے

حکومت اپنی اپنی ہے کہیں ان کی کہیں میری

حکایت :- جب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا خواجہ صاحب

خانقاہ تھانہ بھون میں ایک حجرہ کی چوکھٹ پکڑے کھڑے تھے۔ اچانک حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر یہ شعر پڑھا

چمن کارنگ گو تو نے سر اسرے خزاں بدلا

نہ ہم نے شاخ گل چھوڑی نہ ہم نے اشیاں بدلا

آپ کے دیار کے کانٹوں کے خیال سے بھی جب میں

لطف حاصل کرتا ہوں تو اس کی لذت کے سامنے میں

ترجمہ و تشریح

سیکڑوں برگ و گل اور نرگس بھول جاتا ہوں مراد یہ کہ حق تعالیٰ کی محبت جب

دل میں پیدا ہو جاتی ہے تو عبادات کا بجالانا اور معاصی سے اجتناب کا مجاہدہ

ناگوار چہ معنی لذت تیر ہو جاتا ہے۔ اور زندگی کا سنگ میل بن جاتا ہے یعنی بدون

ذکر و فکر جینا دشوار اور گناہوں میں موت نظر آنے لگتی ہے۔

۵ میں نے فانی ڈوبتے دیکھی ہے نبض کائنات

جب مزاج یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

۵ کوئی مزہ نہیں کوئی خوشی خوشی نہیں

تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں (مجدوبج)

۴۱۸۷ ہزار کاہل وسست اور لنگڑا معلوم ہوتا ہوں

ترجمہ و تشریح جب کسی دوسری راہ پر مجھے لے چلتے ہیں اور جب آپ کی

راہ پر چلتا ہوں تو دوڑتا ہوا چلتا ہے۔ یہ محبت کی علامت ہے۔

۴۱۹۷ جب میرے قلب میں حق تعالیٰ کی محبت کا درد تیز

ترجمہ و تشریح ہوتا ہے تو اس آتش عشق کی گرمی سے میرا قلب آفتاب

بن کر دوسرے طالبین کو مثل ذروں کے روشن اور مست اور عشق باز کرتا ہے

یعنی میرے پاس جو بیٹھتا ہے وہ بھی خدائے پاک کا عاشق ہو جاتا ہے۔

داغ دل چمکے گا بن کر آفتاب لاکھ اس پر خاک ڈالی جائیگی

۴۲۰۷ جب سے میں نے حق تعالیٰ کی ذات پاک سے تعلق

ترجمہ و تشریح اور رابطہ قائم کر لیا ہے اس وقت سے دنیا کے تمام حسینوں

سے (جو مثل آفتاب و ماہتاب ہیں) میری روح نجات پا چکی ہے اور جو

آفتاب و ماہتاب آسمان پر ہیں ان سے بھی میرا نور اوپر بلند ہو چکا ہے اور

یہ مجاہدات کی برکت ہے۔

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے

تب کہیں جا کے دکھایا رخِ زیبا تو نے

اور حق تعالیٰ کی ذات کو شہنشاہ و لنوا سے خطاب کیا ہے کیونکہ حق تعالیٰ

اپنے عاشقوں کے دلوں پر چین اور سکون اور اطمینان کی ٹھنڈک اتارتے ہیں

اور یہ وہ ولنوازی ہے کہ کائنات میں اس کی نظیر نہیں ہر عکس عشق مجازی سے کہ ایک عذاب ہے۔ نیند حرام ہوتی ہے۔ حضرت تھالوئی فرماتے ہیں کہ عشق مجازی عذاب الہی ہے۔

عشق مجازی اور نظر بازی کی تباہی اور بربادی پر ایک حکایت پیش کرتا ہوں تاکہ دوسروں کو سبق حاصل ہو۔

”نظر بازی اور عشق بازی کی تباہ کاری کا آنکھوں دیکھا حال“

حکایت ۱:۔ ایک صاحب دوکاندار تھے بال بچے دار تھے اس دوکان سے فرصت پا کر ایک امیر خاندان میں ٹیموشن کرتے تھے کچھ لڑکے اور کچھ لڑکیاں بھی پڑھنے لگیں۔ یہ شاعر خوش آواز بھی تھے۔ بدنگاہی کرتے کرتے عشق مجازی میں مبتلا ہو گئے۔ اور پھر ان پر عذاب الہی شروع ہو گیا راتوں کی نیند حرام ہو گئی دوکان برباد ہونے لگی۔ گھر میں فاقے ہونے لگے۔ صحت خراب ہو گئی۔ آنکھیں اند کو دھنس گئیں۔ ایک دن احقر ان کی دوکان سے گذرا دیکھا کہ بال بچھے ہوئے گرد آلود یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

مل ہی جائے گا کوئی کنارہ مجھے موج غم سے رہی ہے سہارا مجھے
لیکن شاعری سے کنارہ نہیں ملتا۔ غم سے نجات دینا تو حق تعالیٰ کے قبضے میں ہے ایک دن دیکھا کہ سخت پریشان بیٹھے ہیں خیریت معلوم کی۔ کہا دوکان کا ستیاناس ہو چکا بچے بھوکے مر رہے ہیں دل میں آگ لگی ہے تین ماہ سے نیند اڑی ہوئی ہے کسی بزرگ کا نام بتاؤ جہاں جا کر سکون حاصل کروں۔

احقر یہ حالت دیکھ کر کانپ گیا۔ اور خدا سے پناہ مانگی حضرت حکیم الامت مولانا تھالوئی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد یاد آیا کہ عشق مجازی عذاب الہی ہے خدا ہم سب کو محفوظ رکھے۔ اس کے بعد احقر پاکستان آ گیا نہ معلوم اس کا کیا حشر ہوا

اور جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اس کے قلب کو سکون ملا اور بہت اچھی نیند آئی۔
 ۵ آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب کے ترے کرم نے گوڑ میں لیکر سلا دیا (آخر)،
 اس کا راز یہ ہے کہ ہماری روح کو حق تعالیٰ سے ایسا ہی تعلق ہے جیسے
 مچھلی کو پانی سے — اور مچھلی بدوں پانی بے چین رہتی ہے — عشق
 مجازی کے تو لغوی معنی ہی خلاف حقیقت کے ہیں جیسے کوئی بالو کو پانی سمجھ کر
 بالو کی چمک دمک فریفتہ ہو یا کھاری پانی سے عشق ہو تو پیاس کو سکون نہ ہوگا
 آب شور سے علاج پیاس کا نہیں ہو سکتا ۵

نیست آب شور در مان عطش

حکایت ۲ ایک لڑکا لندن انگریزی تعلیم کے لئے گیا جب واپس آیا
 تو ان کی شادی کا انتظام ہوا۔ ایک ہفتے کے بعد لڑکی والوں نے طلاق کا
 مطالبہ کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ اپنا سرمایہ عشق مجازی میں تباہ کر کے نامرد ہو چکا
 ہے۔ نہایت ذلت کا یہ دن دیکھنا پڑا۔ خدا اس عذاب سے ہم سب کو محفوظ
 فرمائے۔ آمین (ان صاحب سے احقر بخوبی واقف ہے)

حکایت ۳ ایک بڑے رئیس صاحب جو بی اے بھی تھے ایک مکان
 کے اندر بند تھے اور ہر چہار طرف آدمیوں کا ہجوم محاصرہ کئے ہوئے تھا
 معلوم ہوا کہ یہ عشق مجازی میں رسوا اسی گھر میں بند ہیں۔ کسی پرانے شاعر کا
 شعر ہے ۵

جو پہلے دن ہی سے دل کا نہ ہم کہا کرتے تو اب یہ لوگوں سے باتیں ہم سنا کر
 اس قسم کے واقعات عشق مجازی کی رسوائیوں کے بے شمار ہیں۔ صرف
 تین واقعات آنکھوں دیکھا یہاں عبرت کے لئے تحریر ہیں۔ حق تعالیٰ
 حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

۴۲۱ عشق نے مجھے دیکھا اور مجھ سے کہا کہ میں سہرا پانار
ترجمہ و تشریح ہوں جس وقت کہ میں تجھ پر اے عاشق اپنا ناز دکھاؤں

تو تو سہرا پانیا ز ہو جایا کر یعنی جس وقت جس حکم شریعت کا جو تقاضا ہو
اس کو بدون پس و پیش کر لو۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرمایا کرتے
تھے کہ حکم شریعت کے سامنے تاویل اور مصلحت اندیشی نہ کرو بلکہ مصالح
کو تو مصالح کی طرح پس ڈالو اور حکم خدائے پاک بجا لاؤ۔

۴۲۲ اے عاشق! جب تو ناز کو ترک کرے گا سہرا پانیا ز
ترجمہ و تشریح ہو جاوے گا میں اسی لئے تجھ پر ناز کرتا ہوں کہ تیرے تکبر
اور خود بینی کو پاش پاش کر دوں۔

۴۲۳ ان اشعار میں حق تعالیٰ کی طرف سے حکایت ہے
ترجمہ و تشریح اے شخص! میں نے تو نہیں کہا کہ تو کہیں اور جاے کیونکہ
تیرا آشنا اور تیری جان سے قریب تر تو میں ہوں اس سہرائے فانی دنیا میں
میرا تعلق ہی تیرے لئے چشمہ حیات ہے یعنی تعلق مع اللہ سے زندگی عطا
ہوگی اور غفلت سے زندہ ہوتے ہوئے بھی مردہ رہے گا۔

۴۲۴ اے مخاطب تو اگر میری ذات سے نافرمانی کی
ترجمہ و تشریح طرف یا غفلت کی طرف ہزار سال بھاگتا رہے گا لیکن
آخر کار مرنے کے بعد میری طرف ہی آئے گا۔ کیونکہ تیرا منتہا میری ہی ذات ہے۔

۴۲۵ اے مخاطب کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا کہ میں
ترجمہ و تشریح سمندر ہوں اور تو میرے سمندر کی مچھلی ہے۔ پس تو میری
طرف آ جا کہ تیرے پر و پاؤں کی طاقت میرے ہی پاس ہے۔ یعنی مچھلی پانی
میں چل سکتی ہے اور خشکی میں بے جان ہو کر مردہ ہونے لگتی ہے اسی طرح

حق تعالیٰ سے دور ہو کر توبے جان اور مردہ ہونے لگے گا۔

ترجمہ و تشریح ۴۲۶۔ جب سیدنا یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پیرہن کی خوشبو پائی تو ہر طرف بے قراری سے ان کی جستجو میں کوشش شروع فرمادی اس طرح جب سالک کو حق تعالیٰ کی خوشبو ڈکڑ کر دیکر فیض مرشد سے آتی ہے تو اور شوق تیز تر ہو جاتا ہے اور اور رفتار سلوک میں ترقی ہو جاتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۲۷۔ حضرت شمس الدین تبریزیؒ کے فیض روحانی کے صدقے میں عشق اور میں مثل شیر و شکر کے ایک ہو رہا ہوں یعنی سراپا عشق ہو رہا ہوں۔

رگوں میں لہو ہے کہ چنگاریاں ہیں

۵ میں کیا کہوں کہاں ہے محبت کہاں نہیں

رگ رگ میں دوڑی پھرتی ہے نشتر لئے ہوئے

ترجمہ و تشریح ۴۲۸۔ جسم کو ایک مشمت خاک سمجھ لیکن اس کے نیچے مجاہدات کا دریا نئے خون ہے یعنی اس خاک میں گناہوں

کے تقاضے بھی ہیں جن کو مغلوب کرنے میں جگر خون کرنا پڑتا ہے۔ ترے حکم کے تیغ سے ہوں میں سہل راحت شہادت نہیں میری ممنون خنجر بالخصوص جب کسی حسین عورت سے آنکھوں کو بچانا پڑتا ہے اس وقت اہل محبت کو بے حد مجاہدہ کرنا ہوتا ہے مگر حق تعالیٰ کی رضا کے لئے دل کا خون کرنا ہی اصل ولایت ہے۔

بہت گو و لو لے دل کو ہمیں مجبور کرتے ہیں

ترے خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں (مجذوب)

اسی مجاہدہ کی برکت سے تقویٰ کا نور قلب میں پیدا ہوتا ہے جس کو مولانا دوسرے مصرعہ میں فرماتے ہیں کہ انسان کا مل ایک ذرہ خاک صرف باہر سے معلوم ہوتا ہے مگر اندر نور تقویٰ اور نور ولایت سے سیکڑوں آفتاب رکھتا ہے یہ کون آیا کدھی پڑ گئی تو شمع محفل کی

پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دلی (مجدوب)

نصیحت :- یہ تو اللہ والوں کے حالات ہیں اور جو لوگ آنکھوں کی حفاظت نہیں کرتے وہ عشق مجازی میں مبتلا ہو کر برباد ہوتے ہیں اور دنیا ہی میں انکو جس قدر پریشانی کا عذاب ہوتا ہے وہ خود عاشق مجاز ہی محسوس کرتا ہے اور انجام کار کتنے لوگ بجائے کلمہ کے اسی کا نام لیتے لیتے مر گئے اور کلمہ نصیب نہ ہوا بعضوں نے پریشانی سے تنگ آ کر خود کشی کر لی۔ لیکن اس حرام موت مرنے سے بھی انھیں سکون نہ ملے گا۔ قبر میں بھی عذاب ہی ہوگا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ

یاں تو گھبر کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ مچھلی کا مرکز پانی ہے جب اس کو پانی سے دور کر دیا جائے گا تو اس کا سکون چھن جائے گا۔ خواہ اسے کتنا ہی اسباب عیش و آرام فراہم کر دیا جائے۔ اسی طرح انسان کے قلب کا اور روح کا مرکز حق تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو خدا سے جس قدر دور ہوگا اسی قدر سکون سے محروم ہوگا۔ اس مضمون کو ان اشعار سے سمجھئے۔

ظالم ہے عدل کے خلاف غیر کو دل دیا اگر

جس نے دیا ہے دل تجھے دل کو خدا اسی پہ کر

اس کا سکون چھین گیا مرکز سے جو جدا ہوا

مرکز دل خدا ہے بس دل نہ خدا کسی پہ کر (اختر)

تسکریج :- یہ ہے کہ دل توحق تعالیٰ نے پیدا کیا ہے پھر اس دل کو خدا کے سوا دوسروں پر فدا کرنا عشق مجاز کے لئے کیسے جائز ہو گا اور شرعاً ہر طرح نامناسب ہے۔ ماں جو محبت اللہ کے لئے ہو اور نفس کے لئے نہ ہو وہ وہ محبت بھی باعث ثواب ہے جیسے بیوی یا ماں باپ یا اولاد یا استاد یا پیر کی محبت یہ سب باعث ثواب ہے۔

اصیحت :- جوانی میں شہوت کے گناہوں سے بچنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس وقت طاقت بھی جوان ہوتی ہے اور فوراً کسی اللہ والے سے تعلق قائم کر کے اپنے حالات میں مشورہ کرتا رہے اور یہ بدنگاہی وغیرہ کا جو علاج مرشد بتائے اس پر بہت سے عمل کرے بالخصوص حسین لڑکوں سے بہت دور رہے کہ اس فتنے میں بہت آسانی سے شیطان مبتلا کر دیتا ہے اور زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ دنیا اور آخرت کی ذلت اور عذاب کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ مزہ عارضی تھوڑی دیر کا۔ تکلیف اور عذاب دائمی اور رسوائی دائمی۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے

جو پہلے دن ہی سے دل کا نہ ہم کہا کرتے

تو اب یہ لوگوں سے باتیں نہ ہم سنا کرتے

دل کو خدا نہ بناؤ۔ جس بات سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں اس جگہ دل کی بات ہرگز نہ مانو ورنہ دل خود تباہ ہو گا اور تمہیں بھی تباہی میں مبتلا کر دے گا۔ حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہر وقت حرز جان بنا کر رکھنا چاہئے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے **الابذکر اللہ تطہین القلوب الایہ** خوب سن کو کہ دلوں کو اطمینان اللہ تعالیٰ ہی کی یاد سے عطا ہوتا ہے۔

احقر کا کلام عبرتناک برائے علاج عشق ہو سناک کا بیان نقل کرنا

مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ”از کلام اختصر“

”کلام عبرتناک برائے علاج عشق ہوسناک“

وہ زلفِ فتنہ گر جو فتنہ ساماں تھی جوانی میں
 دم خربن گئی پیری سے وہ اس دار فانی میں
 سنبھل کر رکھ قدم اے دل بہار حسن فانی میں
 ہزاروں کشتیوں کا خون ہے بحر جوانی میں
 تارسی موت روحانی ہے عشق حسن فانی میں
 حیات جاوداں مضمحل ہے دل کی نگہبانی میں
 جو عارض آہ رشک صد گلستاں تھا جوانی میں
 وہ پیری سے ہے ننگ صد خزاں اس باغ فانی میں
 جو ابرو اور مرثاں قتل گاہ عاشقاں تھے کل
 وہ پیری سے ہیں اب مرثاں خیر کچھ روانی میں
 وہ جان حسن جو تھا حکمراں کل بادشاہوں پر
 ہے پیری سے بغاوت آج اس کی حکمرانی میں
 محبت بندہ بے دام تھی جس روئے تاباں کی
 زوال حسن سے نام ہے اپنی جانفشانی میں
 وہ ناز حسن جو تھا زینت شعر و سخن کل تک
 وہ اب پیری سے ہے محصور کیوں ریشہ دوانی میں
 کہاں کا پردہ محمل کہاں کی آہ بھجوری
 وہ بت پیری سے ہے رسوا غبار شتر بانی میں

شباب حسن کی رعنائیاں صبح گلستاں ہے
 مگر انجام گلشن دیکھ شام باغبانی میں
 وہ جان نغمہ عشاق اور جان غمزل گوئی
 ہے پیری سے گل افسردہ بہار شعر خوانی میں
 ہزاروں حسن کے پیکر لحد میں دفن ہوتے ہیں
 مگر عشاق ناداں مبتلا ہیں خوش گمانی میں
 اگر ہے عشق تو بس عشق ہی لا یزل باقی
 محبت عارضی ہوتی ہے عشق حسن فانی میں
 نہ کھا دھوکا کسی رنگینی عالم سے اے اختر
 محبت خالق عالم سے رکھ اس دار فانی میں

اشعار منتخب

- شیر خدا دیکر بود شیر ہوا دیکر بود
 شعر ۴۲۹
- شیر خدا کم دیدہ بنگر دریں آثار من
 شعر ۴۳۰
- اے باغباں اے باغباں آمد خزاں آمد خزاں
 بر شاخ و برگ از درد دل بنگر نشاں بنگر نشاں
 شعر ۴۳۱
- ہرگز نباشد بے سبب گریاں دو چشم و خشک لب
 نبود کسے بے درد دل رخ زعفران رخ زعفران
 شعر ۴۳۲
- اے گل کج رفتی بگو آخر جوابے بازوہ
 در قعر دریا ئے تو یا بر آسماں بر آسماں
 شعر ۴۳۳
- پوشیدہ چوں جاں میروی اے درمیاں جان من
 سرورے خراماں میروی اے رونق بستان من

شعر ۴۳۲ چوں میر و کابے من مرواے جان من بے تن مرو
 بیرون ز چشم من مرواے شعلہ تابان من
 شعر ۴۳۵ بے بال سر کردی مرابے خواب و خور کردی مرا
 در پیش یعقوب اندر آئے یوسف کنعان من

”دربیان دیوانگی و عشق“

شعر ۴۳۶ چہ نشستی دور چوں بیگانگان
 اندر آ در حلقہ دیوانگان
 شعر ۴۳۷ آنکہ عشقش خانہا بر ہم زدست
 آمد اندر خانہ ہمسایگان
 شعر ۴۳۸ کف بر آورد دست این دریائے عشق
 سرفرو کرد دست آل مہر ز آسماں
 شعر ۴۳۹ تا تو پیدائے نہانست از تو او
 او شود پیدا چو تو گردی نہاں
 شعر ۴۴۰ با عاشقاں نشیں و ہمہ عاشقی گزین
 با آنکہ نیست عاشق یکدم مشوقین
 شعر ۴۴۱ ماہیاں را صبر نبود یک زماں بیرون ز آب
 عاشقاں را صبر نبود در فراق دلستاں
 شعر ۴۴۲ ہر دو عالم بے جمالت بندہ را زنداں بود
 آب حیواں در فراق گم خوردم دارد زیاں

- ۴۴۳ شعر
 این نگارستان عالم پر نشان دست تست
 لیک از شوق رخ تو جاں نمی جوید نشان
- ۴۴۴ شعر
 قطره خون دلم را چوں جہانے کردہ
 تا ز حیرانی ندانم قطره را از جہاں
- ۴۴۵ شعر
 شمس تبریزی بیک صبح از بخود گیرد مرا
 آنچه میجویم بیا بم در دول خود را آنگاں
- ۴۴۶ شعر
 آفتابا یار دیگر خاسنہ را پر نور کن
 دوستان را شاد گرداں دشمنان را کور کن
- ۴۴۷ شعر
 اے چراغ آسماں و اسی طیب عاشقاں
 مفلساں را دستگیر و چارہ رنجور کن
- ۴۴۸ شعر
 گر جہاں پر نور خواہی پرده از رخ باز گیر
 در جہاں تاریک خواہی رونے خود مستور کن
- ۴۴۹ شعر
 بوے آں باغ و بہار گلشن زیباست این
 بوے آں یار جہاں آئے جاں فریاست این
- ۴۵۰ شعر
 اختر اں گویند از بالا کہ این خورشید نیست
 ماہیاں گویند در دریا کہ چہ غوغاست این
- ۴۵۱ شعر
 چرخ را دور دگر آموخت این سلطان عشق
 این چہ عشق ست اے خدا یا اے عجب داست این
- ۴۵۲ شعر
 شمس تبریزی چہ گفتارم بسمعت میرسد
 بہر تحسین را بسوئے ما بجنباں آستین

”مناجات عاشق از قاضی الحاجات“

شعر ۲۵۳۔ اے خدایں وصل را بجزاں مکن

سر خوشاں عشق را نالاں مکن

شعر ۲۵۴۔ باغ جاں را تازہ و سر سبز دار

ایچنینی آباد را ویراں مکن

شعر ۲۵۵۔ چوں خزاں بر شاخ و برگ دل مزین

خلق را مسکین و سرگرداں مکن

شعر ۲۵۶۔ بر درختے کاشیان مرغ تست

شاخ مشکن مرغ را پراں مکن

شعر ۲۵۷۔ نیست در عالم زبجراں تلخ تر

ہرچہ خواہی کن ولیکن آں مکن

۲۲۹۔ شیر خداد و سمرے ہوتے ہیں اور شیر ہو اور سمرے

ہوتے ہیں۔ شیر خدا تم نے نہیں دیکھا ہے ہذا میرے آثار

یعنی اعمال و اخلاق میں مشاہدہ کرو (یہ دعویٰ نہیں ہے گو بیظاہر دعویٰ

معلوم ہوتا ہے دراصل مولانا کی مراد یہاں اولیاء اللہ کے اعمال و اخلاق

ہیں اور ان کی طرف سے وکالت و حکایت مولانا اس طرح کا مضمون بیان

فرمادیتے ہیں اہل ظاہر کو خوب سمجھ لینا چاہئے اور اولیائے حق سے سوء ظن

نہ کرنا چاہئے)

۲۳۰۔ اے باغبان اے باغبان خزاں کا موسم آگیا

خزاں کا موسم آگیا اور چمن کے برگ و شاخ پر میرے درد

درود کے نشانات کو دیکھنے اس شعر میں مُرشد کو قبض باطنی سے مطلع کر رہے ہیں۔

۴۳۳۔ بدون سبب آنکھیں نہیں روتی ہیں اور بدون
ترجمہ و تشریح کسی باطنی کے غم کے لب خشک نہیں ہوتے اور بدون
 درود کے کسی کا چہرہ زعفرانی (زر) نہیں ہوتا۔

۴۳۴۔ اے گل (تو موسم خزاں میں) کدھر گیا مجھے کچھ تو
ترجمہ و تشریح جواب دے تو دریا کی گہرائی میں چلا گیا یا آسمان کے اوپر
 (حالت قبض میں احوال خاصہ بسط کی مفقودیت بیان فرمایا ہے)

۴۳۵۔ اے خدا آپ کا نور بے تکلیف میری جان میں مثل
ترجمہ و تشریح جان کے محفی ہے اور میری روح کا باغ آپ کے قرب ہی
 سے پُر رونق ہے

۴۳۶۔ اے مُرشد اگر آپ جاتے ہیں تو ہم کو بھی ساتھ
ترجمہ و تشریح رکھتے کہ روح کو جسم کے ساتھ سفر کرنا چاہئے اور آپ بمنزلہ
 جان ہیں اور میں بمنزلہ تن ہوں۔

۴۳۷۔ میرا سر بے شوق اور مجھ کو بے خواب و طعام آپ نے
ترجمہ و تشریح کر دیا۔ اے میرے یوسف! اپنے یعقوب کے سامنے آجائیے
 مراد مُرشد کی جدائی میں اُن سے ملاقات کی تمنا بیان کرنا ہے اور سیدنا یوسف
 علیہ السلام اور سیدنا یعقوب علیہ السلام سے صرف اصطلاحی مفہوم محب
 اور محبوب مراد ہیں۔

۴۳۸۔ اے مخاطب تو دور مثل بیگانوں کے کیوں بیٹھا ہے
ترجمہ و تشریح ہم دیوانوں میں شریک ہو جا۔ (اکثر زاہد خشک

عاشقانِ خدا سے دور بیٹھتے ہیں مولانا نے یہاں کسی زاہدِ خشک کو اس طرح خطاب کیا ہے۔

۴۳۹۔ عشقِ حق نے جسے گھر سے بے گھر کر دیا اور بے سرو سامان کر دیا وہی عاشقانِ خدا کا ہمسایہ اور مقرب رہتا ہے۔

ترجمہ و تشریح

یعنی فراغِ قلب سے صحبتِ اہل اللہ میں وہی رہتا ہے جو دنیا کو دل سے نکال چکا ہو۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی حق تعالیٰ کے راستے کا اول قدم ہے۔

۴۴۰۔ جب آسمان سے چاند نے سمندر کی طرف رخ کیا تو بحرِ عشق نے اس کی ملاقات کی طبع میں منہ سے جھاگ نکالنا

ترجمہ و تشریح

شروع کیا مشہور ہے کہ سمندر کا مد و جزر آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا چاند کے گھٹنے بڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

مطلب یہ کہ اے محبوبِ حقیقی آپ میرے قلب پر نگاہِ کرم ڈالنے کہ آپ ہمارے چاند ہیں۔ پھر اعمال و اخلاق اور عشق و محبت گریہ و زاری سوز و گداز کے تمام کیفیات و حالات قلب کے دریا مثل جھاگ کے ابھریں گے۔

۴۴۱۔ جب تک تم اپنے نفس کو نہ مٹاؤ گے اور اپنی انا کو باقی رکھو گے تو تم عیاں ہوں گے اور وہ محبوبِ حقیقی نہاں ہوگا

ترجمہ و تشریح

اور جب تم نہاں ہو گے تو وہ محبوبِ حقیقی عیاں ہوگا۔

۴۴۲۔ اے زاہدانِ خشک اور اہل ظاہر تم عاشقانِ خدا کے پاس بیٹھا کرو (اور اپنی خود سری و خود بینی سے توبہ کرو)

ترجمہ و تشریح

اور ان کی صحبت میں رہ کر تم بھی حق تعالیٰ کی عاشقی سیکھ لو۔ اور اس نصیحت کو خوب یاد رکھو کہ جو خدائے پاک کا عاشق نہ ہو اس کے پاس نہ بیٹھا کرو۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۳۔ پھلیوں کو پانی کے باہر ایک لمحہ کو بھی صبر نہیں
 آسکتا۔ اسی طرح عاشقان خدا کو خدا کی جدائی پر صبر نہیں
 آسکتا یعنی حق تعالیٰ سے غفلت میں ان کو موت نظر آتی ہے اور ان کی یاد
 میں زندگی ہے

ترا ذکر ہے مری زندگی ترا بھولنا مری موت ہے

ترجمہ و تشریح ۴۴۴۔ اے خدا آپ کے قرب کی بہار کے بغیر دونوں جہاں
 ہم کو قید خانہ ہے اگر آپ کے بغیر ہم آب حیات بھی پئیں تو
 بھی زندگی موت ہی سے ہمکنار ہوگی۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۵۔ کائنات کی تمام مصنوعات اور مخلوقات اے خدا
 آپ کی دستِ قدرۃ کی نشانی ہے لیکن میری روح تو آپ کے
 قرب و رضا کی طالب ہے۔ اور غلبہ شوق دیدار میں آپ کے سُرخ تاباں کے
 علاوہ نشانیوں کی طرف توجہ نہیں ہو رہی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۶۔ اے خدا آپ کے کرم نے اپنے عشاق کے قلوب میں اپنے
 تعلق کی دولت سے ایک ایسا جہاں آباد فرما رکھا ہے جس کے
 سامنے تمام افلاک و زمین مثل ایک ذرہ و ایک قطرہ کے ہیں
 ہر وقت ہے اب ان سے مناجات کا عالم

کچھ اور ہی اب ہے مرے دن رات کا عالم (مجدوب)
 کبھی کبھی تو اسی ایک مشت خاک کے گرد

طواف کرتے ہوئے ہفت آسماں گزرے (جگر)
 جگر صاحب نے کبھی کبھی فرمایا ہے لیکن دراصل وہ مقام اولیاء اس نعمت
 سے ہمہ وقت مشرف ہے جو مقام تمکین پر فائز ہے اور کبھی کبھی والا مقام تو

مقام تلویں کہلاتا ہے۔ جو سلوک کے متوسطین کا حال ہے۔
 جو آپہں نکلیں تو حور بن کر جو نکلے آنسو تو بن کے گوہر
 یہ کون بیٹھا ہے میرے دل میں یہ کون چشم پر آب میں ہے (مجدوبؒ)
 اور اے خدا جو لوگ آپ کے تعلق خاص سے محروم ہیں وہ حیرانی اور نادانی سے
 احساس کمتری کا شکار ہو کر خود کو جزا کائنات سمجھے ہیں کیونکہ ان کے قلب کو وہ
 وسعت میسر نہیں جو اہل اللہ کو تعلق لامکان کے فیض سے نصیب ہوتا ہے۔
 عجب کیا ہے جو تعامل بایں وسعت بھی زنداں تھا
 میں وحشی بھی تو وہ ہوں لامکان جس کا بیاباں تھا (مجدوبؒ)
 چرخ گرد پیش ذاکر، پچو فرس

خاصہ آں ذکرے کہ با درد و غمش (اختر)
 ترجمہ ذاکر حق کے سامنے آسمان مثل زمین کے قریب ہو جاتا ہے خاص کر وہ
 ذکر جو حق تعالیٰ کے درد و محبت اور غم عشق کے ساتھ ہو۔
 ۲۲۷۔ میرے مرشد حضرت شمس تبریزیؒ اگر کسی دن میرے
ترجمہ و تشریح قلب پر خصوصی توجہ کا فیضان ڈالیں تو میں اپنے قلب میں
 قرب و نسبت مع الحق وغیرہ جو نعمتیں چاہتا ہوں بدون مجاہدہ و مشقت پا
 جاؤں اور درحقیقت ہوا بھی یہی تھا۔ حضرت حاجی املاؤ اللہ صاحب جبرئیلؑ
 فرماتے ہیں کہ مولانا رومیؒ جو اولیاء اللہ کی تعریف میں مست و دیوانے ہو جاتے
 ہیں تو اس کی وجہ یہ تھی کہ مولانا کو تھوڑی مدت میں بدون مجاہدہ و مشقت
 حضرت شمس تبریزیؒ سے نہایت بلند مرتبہ باطنی دولت مل گئی تھی۔

۲۲۸۔ اے مرشد! آئیے اور ہمارے خانہ دل کو روشن
ترجمہ و تشریح کیجئے اور دوستوں کو اپنے فیوض سے مسرور اور دشمنوں

اور معترضوں کو محروم کیجئے اور ہمیشہ معترض و معاند تو محروم رہتا ہی ہے۔
حق تعالیٰ محفوظ فرمائیں۔ آمین

ترجمہ و تشریح ۲۴۹۔ اے آسمان ہدایت کے چراغ اور عاشقوں کے
طیب (مرشد کامل) آئیے اور ہم مفلسوں کی رہبری کیجئے
اور ہماری روحانی بیماریوں کی دوا کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۲۵۰۔ اگر آپ جہاں کو روشن کرنا چاہتے ہیں تو اپنے رخسے
پر وہ ہٹائیے یعنی خلوت سے جلوت میں آئیے اور فیضان و
ارشاد و ہدایت خلق میں مشغولی اختیار فرمائیے اور اگر آپ خود کو مستور رکھیں
گے تو ہمارے قلوب کس طرح منور ہوں گے

ترجمہ و تشریح ۲۵۱۔ اس جہاں کے باغات و گلشن کی تازگی اور زیبائش
در اصل حق تعالیٰ کی طرف سے خوشبو کا فیضان ہے۔ اور
حق تعالیٰ ہی کی خوشبوئے قریبے اولیائے حق کی ارواح مست و دیوانہ ہیں۔

۵۔ سمجھ کے دوستوں میں بوئے پیراہن اس کا
چمن میں لالہ و سوسن کو سونگھتا ہوں میں (اختر)

احقر ایک دینی تبلیغی سفر میں تھا۔ اس وقت یہ شعر موزوں ہوا۔

میں اپنے گھر سے ہوا ہوں جو اس طرح بے گھر
خدا کے چاہنے والوں کو ڈھونڈتا ہوں میں

۵۔ جمال اس کا چھپائے گی کیا بہار چمن

گلوں سے چھپنے سکی جسکی بوئے پیراہن (اصغر)

ترجمہ و تشریح ۲۵۲۔ آسمان پر ستارے کہہ رہے ہیں کہ اُجالا خورشید کا
نہیں خورشید میں عکس نور حق متجلی ہے سمندر میں مچھلیاں

کہہ رہی ہیں کہ یہ موجوں کا شور و غل ان کا نہیں کسی اور کا کرشمہ ہے جو یہاں ہے
عشق من پیدا و معشوقم نہاں یار پیروں قتنہ اور جہاں

ترجمہ ہمارا عشق (وضو۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد) ظاہر ہے مگر وہ محبوب
پوشیدہ ہے۔ جن کی خاطر یہ اعمال محبت کے کئے جا رہے ہیں۔ محبوب تو جہاں سے
مخفی ہے لیکن ان کی خوشبوئے قرب نے عاشقوں کو دیوانہ کر رکھا ہے۔
بوتے آں دلہ چو پیراں می شود این زبانہا جملہ حیراں می شود

ترجمہ اس محبوب حقیقی کی خوشبوئے قرب جب عاشقان کی ارواح کو محسوس
ہوتی ہے تو اس لذت کو بیان کے لئے تمام لغات قاصر ہو جاتے ہیں اور تمام
زبانیں عاجز ہو جاتی ہیں۔

ہمارے مرشد پھولپوریؒ عشق من پیدا والا شعر تہجد کے وقت کثرت سے
پڑھا کرتے تھے۔

۲۵۳۔ مرشد تبریزیؒ سلطان عشق نے آسمان کو دو سہری
گردش کی تعلیم دی ہے اے خدا آپ کے عشق نے کیا کرشمہ
دکھا رکھا ہے کہ عاشقوں کے دن رات صبح شام ارض و سما شمس و قمر دو سہری ہیں۔

اب وہ زماں نہ وہ مکاں اب وہ زمیں نہ آسماں
تو نے جہاں بدل دیا آ کے مری نگاہ میں (اصغر)

۲۵۴۔ اے مرشد تبریزیؒ! اگر ہماری یہ باتیں عاشقانہ
ترجمہ و تشریح | آپ کو اچھی معلوم ہو رہی ہوں تو آپ میری حوصلہ افزائی
فرماتے ہوئے اپنا دست مبارک بلا کر شاباش فرمائیے۔

۲۵۵۔ اے خدا اس قرب کو کبھی جدائی سے نہ تبدیل کیجئے
ترجمہ و تشریح | اور اپنے عشق کے سرمستوں اور دیوانوں کو جدائی کا صدمہ

نہ دیکھے ہے تلخ تر از فرقت تو بیخ نیست

ترجمہ و تشریح ۲۵۶۔ میری روح کے باغ قرب کو اے خدا ہمیشہ تازہ بہار رکھئے وہ روح جو آپ کی محبت سے رشک صد بہار ہے اسے ویران نہ کیجئے یعنی توفیقات و عنایات خاصہ کو دائم رکھئے اور سبب شامت اعمال انتقام نہ فرماتے ہوئے حلم و عفو و کرم کا معاملہ کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۲۵۷۔ میرے دل کے برگ و شاخ کی تازگی جو آپ کے قریب قائم ہے اس پر اپنے بعد و دوری کی خزاں نہ مسلط کیجئے (بہ سبب شامت اعمال) اے خدا ہم مسکینوں کو دوری کی رحمت سے سرگرداں نہ فرمائیے۔

ترجمہ و تشریح ۲۵۸۔ آپ کے جس درخت قرب پر آپ کے عشاق کی ارواح کی چڑھیوں نے نشیمن بنا رکھا ہے اس شاخ کو مت توڑیے اور ان چڑھیوں کو وٹاں سے نہ اڑائیے یعنی قرب دوام کی نعمت سے بسبب ہمارے شامت اعمال ہم کو محروم نہ کیجئے۔

ہر شاخ سے پٹ کر روتی ہے کوئی چڑیا

دیکھا ہے جب سے اپنا جلتا ہوا نشیمن (اختر)

یعنی اہل اللہ سے اگر کوئی کوتاہی ہو جاتی ہے تو گریہ و زاری میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

جب فلک نے مجھ کو محروم گلستاں کر دیا

اشکبائے خون نے مجھ کو گل بداماں کر دیا

یعنی گریہ و زاری سے وہ دوری پھر قرب سے بدل جاتی ہے کیونکہ حق تعالیٰ کریم ہے دھو الغفور الودود ہیں۔ میرے مرشد حضرت پھولپوریؒ نے فرمایا کہ

اس آیت میں حق تعالیٰ نے ہمارے ایک سوال کا جواب عطا فرمایا ہے وہ یہ کہ حق تعالیٰ ہم سے فرما رہے ہیں کہ جانتے ہو کہ میں کیوں بہت بخشنے والا ہوں اس لئے کہ میں غفور کے ساتھ دو دو بھی ہوں یعنی بہت محبت کرنے والا بھی ہوں پس میری محبت کا تقاضا ہوتا ہے کہ میں تمہاری خطاؤں کو معاف کر دوں۔

۴۵۹ اے خدا! آپ کی جدائی سے تلخ تر چیز اس جہان میں اور کیا ہو سکتی ہے پس ازراہ لطف کرم آپ اپنی جدائی کا غم

ترجمہ و تشریح

نہ دیجئے

یا رشب را روز، مہجوری مدہ

جان قربت دیدہ را دوری مدہ (رومی)

ترجمہ اے خدا اپنے شب خیز دوستوں کو جدائی کا دن نہ دکھائیے اور جس جان نے آپ کے قرب کی لذت چکھ لی ہے اسے دوری کا عذاب نہ چکھائیے (آین یا رب العالمین)

۵ ترا ذکر ہے مری زندگی ترا بھولنا مری موت ہے

جس طرف کو رخ کیا تم نے گلستاں ہو گیا

جس طرف سے تم نے منہ پھیرا بیاباں ہو گیا

اشعار منتخب

شعر ۴۶۰

چوں بمیرم تو رحم خواہی کرد

اچھے آخر کنی تو پیشین کن

بس کنم شد ز حد گستاخی

شعر ۴۶۱

منکہ باشم کہ گویمت ایں کن

گر نبود ایں سخن ز من لائق

شعر ۴۶۲

اچھے آن لائق بود تلقین کن

در بیان درد فراق و طلب وصال از خدائے ایزد متعال

- شعر ۴۶۳ اے ہفت دریا گو ہر عطا کن
وین مس مارا رو کی میا کن
- شعر ۴۶۴ بگریست بر ما ہر سنگ خارا
این درد مارا جاناں دوا کن
- شعر ۴۶۵ اے آفتابم اے نور و کوکب
در ظلمت شب چوں بہ سخا کن
- شعر ۴۶۶ درد قدیے درنج سقمیے
گردیتی می از ما جدا کن
- شعر ۴۶۷ گرد در نعیمم یا ز رو سیمم
بے توفیرم در مان ما کن
- شعر ۴۶۸ من لب بہ بستم در غم نشستم
بکشائے دستم قصد بقا کن
- شعر ۴۶۹ ز تو بادہ دادن ز من سجدہ کردن
ز من شکر کردن ز تو گوہر افشاں
- شعر ۴۷۰ خرابم کن ایجاں کہ از دیہہ ویراں
خرابچے نخواہد نہ سلطان نہ دیواں
- شعر ۴۷۱ بیایاے مونس جانہائے مستاں
ببین اندیشہ و سودائے مستاں

- شعر ۴۴۲ ہمہ شب میرود تا روز اے بہ
ہر اہل آسماں ہیہائے مستاں
- شعر ۴۴۳ کلاہ جملہ ہشیاراں ریودند
دریں بازار کو چہ جائے مستاں
- شعر ۴۴۴ شنیدم چرخ گرداں را کہ میگفت
منم یک لقمہ از حلوائے مستاں
- شعر ۴۴۵ شنیدار دہائے عشق میگفت
منم معشوقہ زیبائے مستاں
- شعر ۴۴۶ ولیکن شمس تبریزی حقائق
ندار از فرح پروائے مستاں

- شعر ۴۴۷ یکے پندت دہم اے طالب دین
یکے پند دلاویزے خوش آئیں
- شعر ۴۴۸ مشیں غافل یہ پہلوئے حریصاں
کہ جاں غافل شود از جان گرگیں
- شعر ۴۴۹ زخارستاں دل گر پاک گردی
ز جاں یابی حلاوتہائے والییں
- شعر ۴۵۰ بجوشد از درون دل عروساں
چو مرد حق شوی اے مرد عنیں
- شعر ۴۵۱ بیامیزاند کے اے کان رحمت
کہ تا گرد و رخ زرد از تورنگین

- شعر ۴۸۲ زہے اوصاف شمس الدین تبریز
 زہے کرو فر امکان تمکین
- شعر ۴۸۳ نہ زان حکمت کہ مایہ گفت گولیت
 از ان حکمت کہ جاں گرد و خدا ہیں
- شعر ۴۸۴ ز شہواتے بریانے رساں ما
 براوج عرش میں زیر عالم طیں
- شعر ۴۸۵ دوش چہ خوردہ دلا راست بگو نہاں مکن
 چون خمشان بیگنہ روے بایں و آں مکن
- شعر ۴۸۶ خصم نیم جفا مکن کبر نیم عزا مکن
 بے گنہم سزا مکن رخ ترش و گراں مکن
- شعر ۴۸۷ از پیش من نہاں روئے شود چو ارغواں
 روئے بعشق آریں روئے با سماں مکن
- شعر ۴۸۸ کار دلم بجاں رسید کار دبا استخواں رسید
 نالہ کنم بگویدم دم مزین و فغاں مکن
- شعر ۴۸۹ تا تو حریف من شدی اے مہر دلستان من
 ہچو چراغ می جہد نور تو از دہان من
- شعر ۴۹۰ عشق برید کیسہ ام گفتم ہے چہ میکنی
 گفت ترانہ بس بود رحمت بیکران من
- شعر ۴۹۱ برگ نداشت این دلم می لرزید برگ و ش
 گفت مترس کامدی در حرم امان من
- شعر ۴۹۲ بر تو ز نم ترانہ مست ابد کنم ترا
 تا کہ یقین شود ترا عشرت جاودان من

- شعر ۴۹۳ حسینہ چو بوستاں کند مدد مہ بہار من
- شعر ۴۹۴ چہرہ چوار عواں کند بادہ گلستان من
من بکنم خموش تا شمس حقم بنطق خود
- شعر ۴۹۵ باز بگو یدم بگو بلبل گلستان من
چہ بہ پیش کوہ حلمت گنہان چو گاہ آمد
- شعر ۴۹۶ بگناہ چوں کہ ما نظر حقارے کن
تن ما و قطرہ بد کہ ز لطف آدمی شد
- شعر ۴۹۷ صفت پلید را ہم صفت طہا رے کن
ز بہان غیب جا نہا چو اسیر آب و گل شد
- شعر ۴۹۸ توز دار حرب گلشاں بر ہاں غارتے کن
از من گریز تا تو اندر بلا نیفتی
- شعر ۴۹۹ بگریں رہ سلامت ترک رہ بلا کن
بر شاہ خوب رویاں واجب و فانا باشد
- شعر ۵۰۰ اے زرد روئے عاشق رو صبر کن و فنا کن
دردیست غیر مردن کاں روادوا نباشد
- شعر ۵۰۱ پس من چگونہ گویم این درد را دوا کن
در خواب دوش پیرے در کوئے عشق دیدم
- شعر ۵۰۲ بادست اشار تم کرد کلے میل سوئے ما کن
گر اژدہا ست بر رہ عشق ست چوں ز مرد
- شعر ۵۰۳ از برق آل ز مردہاں دفع اژدہا کن
ترجمہ و تشریح

۴۹۶ اے محبوب حقیقی! جب میں مرجاؤں گا تو مجھ پر آپ

ضرور رحم کریں گے پس جو آپ بعد مرنے کے کرم فرمائیں گے کچھ اس میں سے پہلے ہی عنایت فرما دیجئے۔ مولانا یہ مضمون غلبہ حال میں فرما گئے۔ پھر جب افادہ ہوا تو معافی طلب کی۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۱۔ اے خدا! مجھ سے گستاخی ہو گئی اور میں تو یہ کرتا ہوں میری کیا حقیقت ہے کہ میں آپ کے سامنے اپنی رائے و تجویز پیش کروں۔ کیونکہ بندگی اور عبدیت کا تقاضا تو افنائے رائے اور تقویٰ و تسلیم ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۲۔ اے خدایہ گفتگو میری نامناسب تھی آپ اپنے کرم کے مناسب اور لائق مناجات میرے قلب میں تلقین فرمائیے۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۳۔ اے خدا آپ تمام خزانوں کے مالک ہیں اپنے ہفت دریا سے ایک موتی ہی مجھے عطا فرما دیجئے اور ہمارے تانبے کو اپنے کرم سے کیمیا بنا دیجئے۔ (تانبے سے کیمیا گر سونا بنا دیتے ہیں)۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۴۔ میری نالائقی اور بریادی و تباہ حالی پر ہر پتھر جیسے قلاب کو بھی رونا آگیا اے محبوب ہمارے اس درد (ناصور کہن) کی دوا کر دیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۵۔ اے میرے آفتاب، اے نور مطلق اے خالق کواکب میری اندھیری رات میں مثل چاند کے سخاوت کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۶۔ میرا درد بہت پرانا ہے اور میری بیماری نے نڈھال کر دیا ہے۔ میری تنہمی کے گرد و غبار کو آپ دور فرما دیجئے۔ (اپنے قرب اور نور تقویٰ سے) اور اخلاقِ حسنہ اور اعمالِ حسنہ سے

ترجمہ و تشریح ۴۶۷۔ اے خدا اگر تمام دنیا کی نعمتوں میں اور سونے چاندی

کے ڈھیر میں بھی رہوں مگر آپ سے دور رہ کر میں مفلس ہوں پس آپ میرا درمان اور علاج کیجئے یعنی اعمالِ رضا کی توفیق سے اپنے قرب کی دولت سے ہمارا افلاس دور کر دیجئے۔

۴۶۸۔ میں خاموش ہوں اور غمگین بیٹھا ہوں اپنے کرم سے اپنا قرب خاص عطا فرما کر ہم کو مسرور کیجئے۔

ترجمہ و تشریح

۴۶۹۔ اے خدا! آپ کا کام ہم کو باوہ معرفت عطا کرنا ہے ہمارا کام آپ کو سجدہ کرنا ہے ہمارا کام آپ کے احسانات کا شکر کرنا ہے اور آپ کا کام احسانات کے موقی لٹانا ہے۔

ترجمہ و تشریح

۴۷۰۔ اے محبوب! میری جان کو اپنی محبت و معرفت سے مست و خراب کر دیجئے کہ میری ویرانی ظاہری طور پر ہوگی مگر ویرانہ میں آپ کے قرب کا خزانہ نہاں ہوگا لیکن ظاہری ویرانی کے سبب دنیا کے سلاطین ہم سے خراج و ٹیکس نہ لیں گے جس طرح کہ زمین غیر آباد خراج نہیں لگتا۔

ترجمہ و تشریح

۴۷۱۔ اے محبوب! اے مونسِ جانِ مستان اپنے عاشقوں کی دیوانگی اور بلند پر وازی فکر کا مشاہدہ کیجئے۔

ترجمہ و تشریح

۴۷۲۔ اے محبوب! آپ کے عاشقوں کے آہ و نالے رات بھر آسمان والوں تک یعنی فرشتوں تک جا رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح

۴۷۳۔ اے خدا! آپ کے دیوانوں کے کوچہ میں جب اہل ہوش و اہل خرد کا گذر ہوتا ہے تو ان کی ٹوپیاں اور

ترجمہ و تشریح

پگڑیاں بھی سر سے اتر جاتی ہیں یعنی آپ کے دیوانے ان ہوشمندوں کو بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں۔

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا

جو دستار فضیلت گم ہو دستار محبت میں

۴۴۴ میں نے سنا کہ آسمان گردش والا مجھ سے

ترجمہ و تشریح | یہ کہہ رہا تھا کہ میں حق تعالیٰ کے دیوانوں کے سامنے

ان کے حلوائے قرب و معرفت کا ایک لقمہ ہوں۔ مراد یہ کہ اہل اللہ

کا مقام مرتبہ روح میں افلاک سے بلند تر ہوتا ہے۔

۴۴۵ میں نے سنا کہ عشق کا اثر دیا یہ کہہ رہا تھا کہ

ترجمہ و تشریح | میں خدا کے دیوانوں کا معشوق ہوں مراد یہ کہ

عاشقان خدا کو خدا کے راستے کی ہر تکلیف محبوب ہو جاتی ہے۔

۴۴۶ لیکن ہمارے مرشد شمس الدین تبریزیؒ اپنے

ترجمہ و تشریح | اوپر انکشاف حقائق سے ایسے مست ہیں کہ انہیں اپنے

لطف قرب کے سامنے ہم مستوں کی پروا نہیں ہے۔ یہ دراصل مولانا

کانازہ اور شیخ کی توجہ و مہربانی کے لئے ہر ایک کا یہ مقام نہیں ہوتا۔

۴۴۷ مولانا فرماتے ہیں کہ ان طالب دین میں تجھے ایک

ترجمہ و تشریح | نصیحت کرتا ہوں اور وہ نصیحت نہایت عمدہ اور کام کی ہے

۴۴۸ اور وہ نصیحت یہ ہے کہ غافل دلوں کے پاس کبھی

ترجمہ و تشریح | مت بیٹھنا کیونکہ غافل جانوں کے پاس بیٹھنے سے تمہاری

جان بھی غافل ہو جاوے گی۔

۴۴۹ اے مخاطب اگر تو دل کی گندگی سے پاک ہو جاؤ

ترجمہ و تشریح | کا تو اپنی روح بعد تزکیہ نفس خدا کے قرب کی حلاوت

کو محسوس کر لے گا۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۰۔ اے مخنث نامرد جب تو مغلوبیت نفس سے نجات پا کر اپنے نفس پر غالب ہو جائے گا تو میرے قلب میں حق تعالیٰ کے خاص انوار و تجلیات محسوس ہوں گے۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۱۔ اے سرچشمہ رحمت اپنی رحمت میرے حال پر مبدول کیجئے تاکہ آپ کے قرب سے عشاق کے زرد چہرے خوشی سے رنگین ہو جائیں۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۲۔ حضرت شمس الدین تبریزیؒ کے اوصاف کا کیا کہنا ہے کہ ان کو حق تعالیٰ کے قرب خاص پر تمکین حاصل ہے

ترجمہ و تشریح ۴۸۳۔ اے خدا! میں آپ سے علم کی وہ دولت نہیں مانگتا جس سے آدمی صرف متکلم اور مقرر ہو جاتا ہے بلکہ وہ علم معرفت مانگتا ہوں جس سے جان خدا بین ہو جاتی ہے یعنی جان آپ کو دیکھنے والی جان ہو جاتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۴۔ اے خدا ہماری جانوں کو شہوات سے پاک کر کے قرب ربانی عطا فرما دیجئے اور آپ پھر ان عاشقوں کو عالم آب و گل سے نکال کر عرش پر دیکھئے یعنی اپنا مقرب بنا لیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۵۔ اے مرشد! رات آپ نے کیا ذکر و فکر کی مستی حاصل کی ہے سچ سچ بتا دیجئے۔ پوشیدہ نہ کیجئے۔ مثل خاموش اور سادے لوگوں کے آپ اپنی باطنی دولت کو چھپانے کے لئے چہرہ کو ادھر ادھر نہ کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۶۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ فریق اور مخالف نہیں کہ آپ ہم پر جفا اور جنگ کریں میں آپ کا مخلص ہوں آپ میری

طرف سے ترش رو اور چیں بہ جبیں نہ ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۷۔ اے مرشد! آپ کے عشق باطن کی آگ سے آپ کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے اپنے چہرہ کو عاشقانہ رنگ پر ظاہر کر دیجئے باطنی عشق کی آتش کو چھپانے کے لئے چہرہ آسمان کی طرف اوپر کونہ کیجئے۔

(جیسا کہ بہانہ بنانے کے لئے آسمان کی طرف دیکھتے ہیں)۔

آنکھیں تری پی کر کے کیا پیمانہ ہو سے (اختر) ہیں بے نیاز میکرہ جام و سبو سے

ترجمہ و تشریح ۴۸۸۔ عشق کا غم قلب سے تجاوز کر کے میری جان میں داخل ہو چکا ہے۔ اور اس کا خنجر میری ہڈیوں تک پہنچ چکا ہے۔

اور جب میں نالہ و فریاد کرتا ہوں تو وہ مجھ سے کہتا ہے دم مت مار اور نغاں مت کر۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۹۔ اے قمر (خطاب بہ محبوب حقیقی) دل کے خریدار جب سے آپ کا نور میرے باطن میں داخل ہوا ہے اس وقت سے

میرے مواعظ و مجالس ارشاد میں مثل چراغ آپ کا نور میرے منہ سے نکل رہا ہے یعنی انوار ذکر و فکر و طاعات پنہاں الفاظ میں شامل ہو کر طالبین کے قلوب کو بھی روشن کر رہے ہیں۔

شیخ نورانی زرہ آگہ کند نور را با لفظها ہمرہ کند رومیؒ
ترجمہ اللہ والے۔ اللہ تعالیٰ کا راستہ بھی بتاتے ہیں اور اپنے نور باطن کو الفاظ کے ہمراہ سامعین کے قلوب تک پہنچا دیتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۴۹۰۔ عشق نے میرے ظاہری علم و عقل کی تھیلی کو جب کاٹنا چاہا تو میں نے کہا کہ ارے یہ کیا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ کیا میری رحمت بے پایاں تیرے لئے کافی نہیں۔ مراد یہ کہ حق تعالیٰ کی محبت

میں نفس کی خواہشات کا خون کرنے میں دریغ اور پس و پیش اور تاخیر نہ کرو کہ
اس ویرانی ہی میں وہ اپنے قریب کے خزانے کو رکھتے ہیں اور اپنی رحمت بیکراں
سے بروقت اس بندہ پر متوجہ رہتے ہیں۔

احقر کے اشعار ملاحظہ ہوں

اس خنجر تسلیم سے وہ جان حزیں بھی ہر لحظہ شہادت کا مزہ لوٹ رہی ہے

انھیں ہر لحظہ جاں نوحطا ہوتی ہے دنیا میں

جویش خنجر تسلیم گردن ڈال دیتے ہیں

گذرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے

مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

ترے حکم کے تیغ سے میں ہوں بسمل شہادت نہیں میری ممنون خنجر

حق تعالیٰ کی راہ میں نفس سے ہر وقت جہاد اور گناہوں کے تقاضوں سے

ہر وقت مقابلہ یہ شریعت میں جہاد اکبر کہلاتا ہے۔ اور کافروں سے جہاد اصغر

ہے کیونکہ اس میں ایک بار جان دینا ہے اور اس میں تمام زندگی بار بار جان

دینا ہے اور جہاد نفس میں دل کو جو غم ہوتا ہے اس کا انعام ملاحظہ ہو۔

اشعار احقر

پاس خاطر دیوانہ مے آتی ہے جنت سے

یہی انعام ہے نہلا اٹھے جو خون حسرت سے

وہ زندگی حرم کی کبھی پاسیاں نہ تھی جس زندگی میں غم کی کوئی داستاں تھی

اک غمزہ جگر پہ کسی کی نظر بھی ہے شہانے غم پہ سایہ لطف سحر بھی ہے

ہر لمحہ حیات گزارا ہم نے آپکے نام کی لذت کا سہارا لے کر

ہزار خون تمنا ہزار ہا غم سے دل تباہ میں فرمانروائے عالم ہے

ترجمہ و تشریح ۴۹۱ مجاہدات سے میرے قلب کے باغ و بہار کے پتے جھڑ گئے اور ابھی باقی ماندہ کے خوف سے کانپ رہا تھا کہ عشق نے کان میں خوشخبری دی کہ مت ڈرا اب تو میرے امان کے حرم میں آ گیا ہے یعنی اب تیری حفاظت خدائے پاک فرمائیں گے کہ جو ان کا ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ بھی اس کے ہو جاتے ہیں من کان لله کان الله له حضرت مرشدیؒ اس مقام پر پڑھا کرتے تھے ۵

دونوں جانب سے اشائے ہو چکے ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے
ترجمہ و تشریح ۴۹۲ عشق حق کی طرف سے حکایت مولانا فرماتے ہیں کہ اے عاشق! میں ایسا ترانہ تجھے سناؤں گا کہ تجھے مست ابد

کر دوں گا یعنی عشق حق کی دولت سے غیر فانی بہار عطا ہوتی ہے اور اس وقت تجھے میرا عیش جاوداں معلوم ہوگا۔ یعنی اہل اللہ کی باطنی لذت و حلاوت جو قرب خداوندی سے عطا ہوتی ہے دائمی ہوتی ہے ۵

زمانے نے دی ہے ہر اک چیز فانی محبت نے بخشا غم جاودانی
ترجمہ و تشریح ۴۹۳ حکایۃ عن العشق الحقیقی ارشاد ہے کہ اے عاشق میرے بہار کا دمدمہ تیرے سینے کو مثل بوستاں کرے گا اور میرا بادۂ گلستاں تیرے چہرہ کو مثل ارغواں کرے گا چنانچہ خدائے پاک کے عاشقوں کا یہی حال پُر لطف رہتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۹۴ میں اب خاموش ہوتا ہوں تاکہ میرے مرشد شمس تبریزیؒ اپنی زبان مبارک سے پھر یہ فرمائیں کہ اے میرے گلستانِ باطن کے بلبل پھر کلام عاشقانہ و عارفانہ سے چھپانا شروع کر۔
ترجمہ و تشریح ۴۹۵ اے خدا! آپ کے کوہِ علم و کرم کے سامنے ہمارے

گناہ مثل تنکے اور گھاس کے ہیں پس آپ اپنی رحمت سے ہمارے پہاڑ جیسے عظیم گناہوں کو بھی نگاہ حقارت سے دیکھئے یعنی ان کو معاف فرما دیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۲۹۶۔ ہمارا جسم ایک قطرہ منی تھا جو آپ کے لطف سے آدمی ہو گیا پس ہمارے ناپاک اخلاق و صفات کو پاکیزہ اخلاق و صفات عطا فرما دیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۲۹۷۔ علم غیبی ہماری ارواح جب دنیا میں اجسام کے آب و گل میں اسیر ہو گئیں تو آپ اس دار حرب آب و گل سے ہماری ارواح کو رہائی دیدیجئے اور مقابلہ نفس و شیطان کے لئے ہمیں حملہ و غلبہ کی طاقت عطا کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۲۹۸۔ عشق کی طرف سے حکایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے عاشق تو اگر بلاؤں سے ڈرتا ہے تو دعویٰ عشق کا ترک کر دے تاکہ عشق تجھے بلا میں نہ پکڑے جس سلامتی کی راہ پسند ہو تو وہ رہ بلا کو ترک کر دے اس مضمون سے ترک عشق کا مشورہ نہیں ہے بلکہ عاشقان حق کے لئے تحمل بلا و مشقت و مجاہدات کی ترغیب ہے۔

ترجمہ و تشریح ۲۹۹۔ کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ اس سلطان خوب رویاں پر وفا واجب نہیں ہے پس اے زردرو عاشق تو صبر اختیار کر اور اپنی طرف سے وفا اختیار کر۔ مراد یہ کہ حق تعالیٰ کے جملہ الطاف بندوں پر فضلاً و احساناً ہیں رزق کے بلکے میں علی اللہ رزقہا فرمایا اور علی عربی میں وجوب کے لئے آتا ہے لیکن یہ وجوب بھی فضلاً و احساناً فرمایا ہے پس بندوں کو ناز کا مقام نہیں عبدیت و اطاعت بجالائیں جس کا ثمرہ یہ ہوگا کہ ایک دن حق تعالیٰ کرم فرما ہی دیں گے۔ اعمال صالحہ کر کے قبولیت کیلئے

درخواست کرنا اور عدم قبولیت کا خوف رکھنا ہی عین ایمان ہے۔ جیسا کہ
 یُونُوسَ مَا اتَّوَا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ کی تفسیر میں تصریح حضرت عائشہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے مذکور ہے کہ آیت ان کی شان میں نازل ہوئی
 جو نماز پڑھتے ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں لیکن ڈرتے ہیں کہ حق تعالیٰ
 کے یہاں مقبول بھی ہے یا نہیں۔ پس اُمید و خوف کے درمیان رہنا اور اعمال
 صالحہ میں سرگرم رہنا کمال عبدیت ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے ایک
 وعظ میں ایسے مقام پر یہ شعر فرمایا ہے۔

کہتے ہیں بے وفا ہے وہ جاؤ وہ بے وفا سہی
 جس کو ہو جان و دل عزیز اسکی گلی میں جاتے کیوں

۵۰۰۔ محبت اور عشق کا درد ایسا درد ہے جو مرنے تک ساتھ
ترجمہ و تشریح ہے سوائے موت اس کی کوئی دوا نہیں پس میں کس طرح
 کہوں کہ آپ اس درد کی دوا کر دیجئے۔ لہذا واعبد ربک یا تیک الیقین
 پر عمل کرنا ہے۔ یعنی موت تک اپنے رب کی غلامی میں لگے رہو۔

پابند محبت کبھی آزاد نہیں ہے

اس قید کی لے دل کوئی میعاد نہیں ہے (مجدوبؒ)

۵۰۱۔ رات خواب میں ایک پیر مرد کو کوئے عشق میں دیکھا
ترجمہ و تشریح اور مجھے انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میری طرف متوجہ
 ہو اور مجھ سے استفادہ کر غالباً حضرت شمس الدین تبریزیؒ کو مولانا نے خواب
 میں دیکھا جو اس شعر میں توریہ کے ساتھ بیان فرما گئے۔

۵۰۲۔ اگر راہ عشق میں مجاہدات کے از دہا ہیں تو عشق
ترجمہ و تشریح بھی زمرہ صفت ہے پس زمرہ کے برق سے اس اثر دہا کو

دفع کر دو یعنی حق تعالیٰ کی محبت حاصل کر لو پھر راستے کی تمام مشکلات آسان ہو جائیں گی۔ جس طرح بال بچوں کی محبت ہونے کی وجہ سے ان کی ذمہ داریاں اٹھانے میں لطف آتا ہے۔ اگر محبت نہ ہو صرف قانون ہو تو مشکل میں جان بڑے حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے فرمایا کہ خدائے پاک کی محبت تین طریقوں سے حاصل ہوتی ہے۔

- ۱۔ حق تعالیٰ کے احسانات کو سوچئے۔ پھر محسن حقیقی سے محبت معلوم ہوگی۔
- ۲۔ کثرت ذکر اللہ سے مگر کسی اللہ والے کے مشورہ و نگرانی کے ساتھ۔
- ۳۔ خدائے پاک کے عاشقوں کے پاس کبھی کبھی بیٹھنا۔

اشعار منتخب

- شعر ۵۰۳ گفتم کہ اے امیرم شادت کنار گیرم
بسیار لالہ بہ کردم گفتا کہ نیست اماں
- شعر ۵۰۴ گفتم بیا وفا کن دریں ناز را رہا کن
لعل نگین بن وہ گفتا کہ نیست آن کاں
- شعر ۵۰۵ گفتا کہ من فنا یم من در کنار نام
نقشے ہی نمایم از بہر درد منداں
- شعر ۵۰۶ گفتا از صدیکے تو با در کجا کنی تو
طفلی درست ابجد بر گیر لوح و میخوایں
- شعر ۵۰۷ بسیار اشک راندم تا دیر مست ماندم
ناگہ بروں شد آں شہہ چوں جان ز بیم انساں
- شعر ۵۰۸ داغے بماند حاصل زان صحبت اندریں دل
داغے کہ از تو دارم بہ از ہزار درماں

- شعر ۵۰۹ ہر تن کہ بے سہر آید برگر دلتش تو سہر نہ بہ
- داعی کہ از تو دارم بہ از ہزار درماں
- شعر ۵۱۰ ز ابا آتش دل ہرگز نمیرد اے جاں
- لیکن شود زیادہ اللہ اکبرش زن
- شعر ۵۱۱ چوں جاں تو نیستانی چوں شکرست مردن
- با تو زجان شیریں شیریں ترست مردن
- شعر ۵۱۲ دلا تو شہد منہ درد بان محرو راں
- حدیث بدر مگو با جماعت کو راں
- شعر ۵۱۳ درون خویش بکن پاک تا برون آیند
- ز پردہ ہائے تجلی چو ماہ مستوراں
- شعر ۵۱۴ چوں نیست عشق ترا بندگی بجا آر
- کہ حق فرد نہلد مزد ہائے مزدوراں
- شعر ۵۱۵ پناہ گیر تو در زلف شمس تبریزی
- کہ مشک باروتا وارہی ز کافوراں
-
- شعر ۵۱۶ جاناں توئی کلیم و منم چوں عصائے تو
- گہہ تکیہ گاہ کشتم و گہہ اژدہائے تو
- شعر ۵۱۷ در دست فضل و رحمت تو یارم و عصا
- مارے شوم چو افگندم ابتلائے تو
- شعر ۵۱۸ میگرد آسماں ہمہ شب با ہزار شمع
- در جست وجوئے چشم خوش دلربائے تو

- شعر ۵۱۹ کز خانہ و دکان ہوائے تو شد خراب
 رہ یافت لاجرم بخرابم صباے تو
 شعر ۵۲۰ اے جاں اگر رضائے تو غم خوردن و لیت
 صد دل بغم سپارم بہر رضائے تو
 شعر ۵۲۱ از زخم ماون غم خود خوش مرا بکوب
 زیں کو فتن رسد بنظر تو تیاے ما

- شعر ۵۲۲ بر عاشقاں فریضہ بود جست و جوئے او
 بر رونے سرچو سیل روانست جوئے او
 شعر ۵۲۳ تا عکس آن طلب نبود کے طلب کنم
 پس جست و جوئے ما ہمہ از جست و جوئے او
 شعر ۵۲۴ گاہے بجوئے دوست چو آب رواں کشیم
 گاہے چو آب جس شدہ در سبوئے او
 شعر ۵۲۵ بگذار دت ز ناز و چومویت کند ضعیف
 بد اسی دو کون را بہ یکے تار موئے او
 شعر ۵۲۶ تصویر ہائے ناخوش و اندیشہ رکیک
 از طبع سست باشد و نبود ز سوئے او
 شعر ۵۲۷ خاموش باش تا صفت خویش خود کند
 بے ہائے ہائے سرد تو آں ہوسے ہوئے او
 شعر ۵۲۸ خوش خراماں می روی اے جانِ جاں بے من مرو
 اے حیات دوستاں در بوستاں بے من مرو

”حسن طلب از فیوض والطف مرشد“

- شعر ۵۲۹ صوفیان ہم آمدہ ذر کوئے تو
شے للہ از جمال روئے تو
- شعر ۵۳۰ از عطش ابریقہا آوردہ ام
کاب خوبی نیست جز در جوئے تو
- شعر ۵۳۱ ہاں بدہ نقد بدر ویشان خود
اے ہمیشہ لطف و رحمت خوئے تو
- شعر ۵۳۲ حسن یوسف قوت جاں شد قحط سال
آمدیم از قحط ماہم سوئے تو
- شعر ۵۳۳ صوفیاں را باز حلوا آرزوست
از لب حلوائے دلجوئے تو
- شعر ۵۳۴ ولورہ در خانقاہ افتاد دوش
مشک پر شد خانقاہ از بوئے تو
- شعر ۵۳۵ دست بکشاجانب ز نبیل ما
آفریں بر دست و بر بازوئے تو

”در بیان ملاقات مرشد“

- شعر ۵۳۶ شکر ایزد را کہ دیدم روئے تو
یا فتم ناگہ رہے من سوئے تو

- شعر ۵۳۷ چشم گریا نم ز غصہ تیرہ شد
یافت نورا ز نرگس جادوئے تو
- شعر ۵۳۸ من چہ گفتم کو فلاح کو نجات
برو ایس کو کو مراد کوئے تو
- شعر ۵۳۹ از کف اقبال و دولت نوش یافت
ایں لبان خشک مدحت گوئے تو
- شعر ۵۴۰ آسماں جا ہے کہ باشد فرمش تو
شیر مردے کو بود آہوئے تو
- شعر ۵۴۱ شاد بختی کر غم تو قوت یافت
پہلووانے کو بود پہلوئے تو
- شعر ۵۴۲ جست و جوی در دلم انداختی
تاز جست و جوشدم در جوئے تو
- شعر ۵۴۳ خاک رائلے و ہونے کے بدے
گر نہ بودے جذب ہائے و ہونے تو
- شعر ۵۴۴ آب دریا تا بلعب آن کس ست
کو دہد یک بوسہ بر زانوئے تو

حسن طلب اسرار و معارف از مرشد

- شعر ۵۴۵ مطربا اسرار مارا باز گو
قصہ ہائے جانفزارا باز گو
- شعر ۵۴۶ من دہن بر بستہ ام امروز ہیں
تو حدیث دلکشارا باز گو

- شعر ۵۴۷ من گراں گوشم بہہ رخ بر دم و عدہ آں خوش تقار با زگو
 شعر ۵۴۸ ماجرائے رفت جاں را در ازل بازگو آں ماجرا را بازگو
 شعر ۵۴۹ مخزن انا فتحنا بر کشا ستر جان مصطفیٰ را بازگو
 شعر ۵۵۰ مستجاب آمد دعائے عاشقان لے دعا گو آں و عارا بازگو
 شعر ۵۵۱ چوں صلاح الدین جان عاشقان آں صلاح جاں مارا بازگو

در بیان جلالت شان لیزدی جلالہ

- شعر ۵۵۲ اے ہمہ سرگشتگان حیران تو
 آفتاب از آسمان پرسان تو
 شعر ۵۵۳ چشم بداز روئے خوبت دور باو
 اے ہزاراں جان فدائے جان تو
 شعر ۵۵۴ گاؤ شیر و بترہ و جدے و فلک
 ہست اے شاہ جہاں قربان تو
 شعر ۵۵۵ زانکہ قربانہا ہمہ باقی شود
 در ہوائے عید بے پایاں تو
 شعر ۵۵۶ اے خدایں باغ را سر سبز دار
 در بہارستان بے دوران تو
 شعر ۵۵۷ تاکہ ارواح و ملائک بچہ پرند
 دائمًا از باغ نخلستان تو
 شعر ۵۵۸ این شکر خانہ ہمیشہ باز یاد
 پر نیات شکر پنہان تو

- شعر ۵۵۹ **آب** این جو اے خدا تیرہ مباد
تا بہر سو میرود احسان تو
- شعر ۵۶۰ **درند** این خاک از کجا عشق از کجا
گر نبودے جذبہ از جان تو
- شعر ۵۶۱ **خاک خشکے** مست شد بو میزند
آن تست این آن تست این آن تو
- شعر ۵۶۲ **دے** مرا پر سید لطفش کیستی
گفتم اے جاں گریہ در انبان تو
- شعر ۵۶۳ **گفت** اے گریہ گمان بد مبر
کہ ترا شیرے کند سلطان تو
- شعر ۵۶۴ **گریہ** از نطق من اے شمس الہدیٰ
گشت ظاہر در جہاں برمان تو
-
- شعر ۵۶۵ **اے** بہ مردہ جان و تن در پائے او
ہر دو عالم غرقہ دریائے او
- شعر ۵۶۶ **آتش** عشقت ہی سوز در جہاں
اے خدا ہیہات از ہیہائے او
- شعر ۵۶۷ **چوں** مثلے را نویس از فسراق
خوں بیازد از غم طغرائے او
- شعر ۵۶۸ **ہر** کہ دائم از چناں بہ دور شد
اے خدا یا چوں بود شبہائے او

- شعر ۵۶۹ خیمہ بر خیمہ طناب اندر طناب
پیش شاہ عشق و لشکر بائے او
- شعر ۵۷۰ خیمہ جان راستوں از نور پاک
نور جاں از تابش سیمائے او
- شعر ۵۷۱ در کد میں پردہ پنہاں ست عشق
کس نہ بیند کس نہ اند جائے او
- شعر ۵۷۲ عشق چوں خورشید ناگہ سر کشد
بر شود تا عرش حق غوغائے او

۵۰۳ میں نے بارگاہ حق میں عرض کیا کہ اے محبوب آپ سے
ترجمہ و تشریح | وصال حسی چاہتا ہوں اور بہت تضرع و زاری و الحاح
سے یہ درخواست کی تھی لیکن ارشاد ہوا کہ میں زمان و مکان سے منزہ ہوں
یہ ممکن نہیں۔

۵۰۴ پھر میں نے درخواست کی کہ آئیے اور نگاہ لطف مجھ پر
ترجمہ و تشریح | کیجئے اور استغنا کا ظہور نہ فرمائیے اور عمل وصال عطا فرمائیے
ارشاد ہوا کہ نہیں یہ کان ایسا نہیں۔

۵۰۵ ارشاد ہوا کہ میں عرض و جوہر سے پاک ہوں بے
ترجمہ و تشریح | کیف و بے کم ہوں حلاً وصال عباد کے لئے ممکن نہیں البتہ
اپنے درد مندوں کے لئے اپنی نشانیاں کائنات میں پھیلا دیا ہے۔

میرے سوال و صل پہ پیہم سکوت ہے
بکھل دینے ہیں کچھ مہمہ و انجم جواب میں (اصغر)

ترجمہ و تشریح ۵۰۶ پھر الہام فرمایا کہ اے مخاطب یہ تکوینی اسرار ہیں جو تیری فہم سے بالاتر ہیں (پس تجھے احکام تشریحی کی تابعداری ہی جنت میں دیدار سے مشرف کرے گی) اس وقت تم بچے ہو اور ابجد سیکھ رہے ہو پس تختی کی مشق کرتے رہو مراد یہ کہ روح کا کمال اور بلوغ ابھی حاصل نہیں۔ نیز عناصر کے ساتھ ارتباط بھی مانع صلاحیت دیدار ہے۔

میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابھی آنکھیں اعمال صالحہ سے بنائی جا رہی ہیں (اور جس زمانہ میں آنکھیں ملتی ہیں اس پر وہی بندھی ہوتی ہے) جنت میں یہ آنکھیں کھول دی جائیں گی وہاں پھر دیدار باری تعالیٰ ہوگا۔

ترجمہ و تشریح ۵۰۷ بالاخر میں بہت دیر تک روتا رہا اور دیر تک مست رہا کہ اس شاہ حقیقی نے اچانک ایک تجلی قرب کی ظاہر فرمائی جس طرح سے کہ جان باہر نکل پڑتی ہے۔ بدون اطلاع جسم انسان

ترجمہ و تشریح ۵۰۸ آہ وہ تجلی خاص تو آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔ ہر چند کہ ہے یعنی طبع مدار و وام وصال را

کہتا ہوں لیکن قلب پر وہ تجلی ایک داغ، بچراں دے گئی۔ حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں ہے

(۱) بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر اس کے آگے خبر نہیں ہے

مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

(۲) ہنسی بھی گو ہے لبوں پر ہر دم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے

مگر جو دل رو رہا ہے بیہم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

دوسرے مصرعہ میں مولانا رومی فرماتے ہیں اے خدا آپ کی محبت کا داغ

ہزاروں درماں سے افضل و بہتر ہے۔

زین مرض خوشتر بنا شد صحتے خوبتر زین سم ندیدم شربتے
ترجمہ اے خدا آپ کی محبت کی بیماری سے بڑھ کر کوئی صحت نہیں اور اس
زہر عشق سے بہتر کوئی شربت نہیں۔

۵۰۹۔ اے خدا اپنے سر بریدہ عشق کی گردن پر آپ سر
رکھئے یعنی ان کو سر بلندی عطا فرمائیے اور جو متکبرین ہیں

ان کے سر تکبر کو خنجر سے اڑا دیجئے۔ حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں سے

نہیں پوچھ یاں کچھ کبھی خود سروں کی

یہاں سر فروشوں کی سرداریاں ہیں

۵۱۰۔ آپ کی اس تجلی سے آتش دل بجھ نہیں سکتی بلکہ بعد
تجلی استار سے اور پیاس زیادہ ہو گئی پس اے اللہ اپنی

عظمت و کبریائی کے صدقے اور قومی تجلی قرب کا ظہور فرمائیے۔

تجلی کے بعد اس کا استار سا لکین کے شوق و عشق کی تربیت کرتا ہے

پرورش پاتا ہے رگ رگ میں مذاق عاشقی

جلوہ پھر دکھلائیے پھر مجھ سے پردہ کیجئے (اصغر)

جان عارف کی حریم تجلیات قرب ہوتی ہے حتیٰ کہ غلبہ شوق میں اپنے تحمل
کا اندازہ بھی نہیں کرتی۔

دکھا جلوہ وہی غارتگر جان حزیں جلوہ

ترے جلوؤں کے آگے جان کو ہم کیا سمجھتے ہیں (اصغر)

۵۱۱۔ جب جان کے لئے آپ مثل نیستاں ہیں تو آپ پر
ترجمہ شکر کی طرح شیریں ہے۔ اے خدا آپ کی راہ میں

جان دینا جان شیریں سے بھی زیادہ شیریں ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۱۲۔ اے دل تو گرم مزاج والوں کے منہ میں شہد مت ڈال یعنی جو خود آتش عشق سے جل رہے ہیں انھیں یہ

کلام آتشیں مت سنا۔ اسی طرح بدرکامل کی روشنی کا جمال رنگین نابینا لوگوں کے سامنے مت بیان کر یعنی اہل ظاہر اور قلب سنگلاخ کے سامنے عشق و درود کی بات سنانا عبث ہے۔

داستان عشق کی میں گس کو سناؤں آخر

جس کو دیکھو وہی دیوار نظر آتا ہے

مراد یہ کہ اہل محبت کے لئے محبت کی باتیں راس آتی ہیں مگس کو پروانہ اور شمع سے کیا مطلب: حضرت سرمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سرمد غم عشق بہ الہوس راندہ ہند

سوز غم پروانہ مگس راندہ ہند

عمرے باید کہ یار آید بکنار این دولت سرمد ہمہ کس راندہ ہند

ترجمہ اے سرمد حق تعالیٰ اپنی محبت کا درد اور اپنے عشق کا غم دنیا پرست اور شہوت پرست کو نہیں عطا فرماتے پروانہ کا غم مکھی کو کب عطا کرتے ہیں ایک عمر چاہئے کہ یار (محبوب حقیقی) کا قرب حاصل ہو۔ یہ دائمی دولت ہر شخص کو نہیں عطا فرماتے۔

ترجمہ و تشریح ۵۱۳۔ اپنے باطن کو نفس کی گندگی سے پاک کر لو یعنی کسی

الذوالے سے تعلق خاص قائم کر کے اپنے نفس کا تزکیہ کر لو

پھر اپنے باطن کے آئینہ صاف میں حق سبحانہ تعالیٰ کے قرب کی تجلیات خاصہ کو تم مشاہدہ کر سکو گے جس طرح سے ابر روشن کے ہٹنے سے بدرکامل نظر آتا ہے۔

ترجمہ و تشریح

۵۱۴۔ اے مخاطب اگر تو اپنی روح اور قلب میں عشق نہیں محسوس کرتا اور عاشقان حق کے یہ احوال کیف و مستی تجھے اس سبب سے افسانے معلوم ہوتے ہیں (جس طرح کہ عینین کے لئے لذت جماع کا ادراک ناممکن ہوتا ہے) پس اس عدم صلاحیت اور اک عشق و مستی سے تو مایوس نہ ہو تو بھی عبادت کئے جا جو کہ تیرے اختیار میں ہے حق تعالیٰ ہرگز کسی مزدوری دینے میں کمی نہ فرمائیں گے اور ممکن ہے کہ اس طرح عبادت میں چونکہ مشقت زیادہ ہوتی ہے اس لئے اجر بھی زیادہ پائے۔

عبادت کئے جا مزہ گو نہ آئے

لگارہ اسی میں جو ہے اختیاری

انتباہ | بعض لوگ اوائل عمر (بچپن) میں بُری حرکتوں مثل جلق و اغلام وغیرہ سے اپنا مادہ منویہ بے طرح ضائع کر کے ٹھنڈ ہو جاتے ہیں اور بعض بالکل نامرد اور بعض ضعیف القوہ ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں کو بھی سلوک میں کیف و مستی کا ادراک کم ہوتا ہے کیونکہ یہ راستہ مردوں کا ہے۔ مخنث کا نہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولایت خاصہ کے لئے مرد کامل ہونا ضروری ہے۔ مخنث ولایت عامہ سے آگے نہیں ترقی کر سکتا۔ حضرت حکیم الامت تھالوی فرماتے ہیں کہ سالک کو بدون سخت تقاضا جماع سے احتیاط چاہئے کیونکہ کثرت جماع سے مادہ منویہ کا زیادہ خروج ہوتا ہے جس کا لازمی اثر اضمحلال اور ضعف کیفیات ہے جس سے پست ہمتی پیدا ہوتی ہے اور سلوک تمام تر ہمت سے قطع ہوتا ہے۔ مراد مضمون بالا کا یہ ہے کہ تقویٰ کا حمام شہوات نفسانیہ میں ہے

شہوت دنیا مثال گلخن است کہ از حمام تقویٰ روشن ست

یعنی یہ شہواتِ مشل کو نلدا اور لکڑی کے ایندھن کا کام دیتے ہیں تقویٰ کا حمام روشن کرنے کے لئے مثلاً کسی حسین کی طرف شدید تقادیکھنے کا ہوا اور سالک خدا کے خوف سے نگاہِ نجی کر کے آگے گذر گیا تو اسی وقت بوعده حدیث شریف ایمان کی علاوت عطا ہوتی ہے اور خدا کا قرب خاص اور نور تقویٰ تیز عطا ہوتا ہے! اور انھیں بے تقاضوں کو روکنے سے دل پر سالک کے ان مجاہدات کے صدمات سے زخم پیدا ہوتے رہتے ہیں جو قیامت کے دن آفتاب سے زیادہ روشن ہوں گے۔

داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی
اس خنجرِ تسلیم سے یہ جان حزن بھی ہر لحظہ شہادت کا مزہ لوٹ رہی ہے
نہ میکرہ میں نہ خانقاہ میں ہے جو تجلی دل تباہ میں ہے

ترجمہ و تشریح ۵۱۵۔ نیز اے مخاطب تو اگر عشق سے محروم ہے تو میرے
مرشد حضرت شمس تبریزی کی صحبت کو لازم پکڑ کیونکہ ان کی
زلف کے سائے میں (جو مشکبار ہیں) خوشبوئے قربِ خداوندی سے تیری روح
کو بھی حصد مل جائے گا۔

قرب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے
۵۔ جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دئے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہوگی

ترجمہ و تشریح ۵۱۶۔ پس آپ کے دستِ قدرۃ میں کبھی تو میں مثلِ عصائے
موسوی ہوں اور آپ کے صفاتِ جمیلہ کا منظر ہوں اور کبھی مثلِ اثرِ دہا
ہوں اس وقت صفاتِ قہر کا منظر ہوں۔

ترجمہ و تشریح | ۵۱۷۔ آپ کے فضل و رحمت سے میں آپ کے لئے محبت و رضا کے اعمال کرتا ہوں اور جب ہماری شامت اعمال سے آپ اپنی عنایت ہٹا لیتے ہیں تو میں سانپ ہو جاتا ہوں اور زہریلے اعمال ہم سے صادر ہونے لگتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح | ۵۱۸۔ اے خدا! یہ آسمان بے شمار ستاروں کے چراغ کے ساتھ رات بھر آپ کی نظر عنایت کو ڈھونڈنے کے لئے گردش کرتا ہے۔

ترجمہ و تشریح | ۵۱۹۔ اے خدا آپ کی محبت نے جس کی دکان اور گھر کو خراب کیا ہے یقیناً وہ دیوانہ آپ کی گلی میں آپ کے نسیمِ کریم کو

پالے گا۔

یہ صحن چمن یہ لالہ و گل ہوتے ہیں جو ویراں ہونے دو
تخریب جنوں کے پردے میں تعمیر کے سامان ہوتے ہیں
عشق کی ویرانیوں کو رائیگاں سمجھے تھے ہم
بستیاں نکلیں جنہیں ویرانیاں سمجھتے تھے ہم

ترجمہ و تشریح | ۵۲۰۔ اے خدا اگر آپ کی رضا اسی میں ہے کہ آپ کے عشق کا ہم غم کھاتے رہیں اور اپنی خواہشات کا آپ کی تیغ مرضیات سے خون کرتے ہیں تو ہم اس غم کے لئے اپنے سینکڑوں دل آپ کی رضا کے لئے قربان کرتے ہیں۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت

سر دوستان سلامت کہ تو خنجر آزمائی

ترجمہ یہ غم دشمنوں کو نہ نصیب ہو کہ وہ آپ کے تیغ سے ہلاک ہو دوستان

کا سر سلامت رہے کہ آپ خنجر آزمائی فرمائیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۲۱۔ اے محبوب حقیقی آپ اپنی محبت کے درد کے باطن دوست سے ہم کو خوب کوٹھے آپ جتنا ہی مجاہدات کے گھرل میں ہم کو کوٹیں گے اسی قدر ہماری باطنی صفائی ہو کر آپ کے تجلیات قرب کے لئے نگاہ بصیرت تیز ہوگی۔

ترجمہ و تشریح ۵۲۲۔ اے خدا آپ کی جستجو و تلاش ہم عاشقوں پر فرض ہے جب کہ آپ کی نہر مثل سیلاب ہمارے سروں پر بہ رہی ہے۔ یعنی جبکہ اسباب قرب و معرفت کو آپ نے آسان فرما دیا ہے تو ہماری نالائقی و ناسپاسی ہوگی کہ ہم کو رباطن رہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۲۳۔ جب تک آپ کی محبت و طلب کا عکس ہمارے قلوب پر نہیں پڑتا ہم آپ کو کب طلب کر سکتے ہیں پس ہماری جستجو آپ کی خاطر دراصل آپ کی تلاش کا عکس ہے۔

مری گم گشتگی پر خود مری منزل پریشاں ہے

۷ مری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے

یہ قدم اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

ترجمہ و تشریح ۵۲۴۔ کبھی دوست کی نہر میں مثل آب رواں بہ رہے ہیں اور کبھی دوست کے سبب میں مثل آب مجبوس کے مقید ہوں

قبض و بسط ذوالجلال کی ان مختلف شانوں کو ان عجیب مثالوں سے بیان فرمایا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۲۵۔ اے طالب عشق تیرے ناز کو ختم کرتا ہے اور تجھے مجاہدات کی آگ میں گھلا کر ضعیف و ناتواں کرتا ہے

تاکہ تیری روح میں دونوں جہاں حق تعالیٰ پر فدا کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔
دونوں عالم دے چکا ہوں میکشو

یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی (مجذوب)

ترجمہ و تشریح ۵۲۶۔ خدا کا راستہ بے غبار ہے اور دشواری کے خیالات اور رکبیک اندیشے یہ تمہاری سست و کاہل طبیعت کے

آثار و عکسوس ہیں ادھر سے تو عنایت ہی عنایت ہے۔ جیسے زبان پر بلغم اور زکام کا اثر ہو تو بریانی اور شربت روح افزا کا لطف کیا ملے گا بلکہ اور گرائی معلوم ہوگی۔

ترجمہ و تشریح ۵۲۷۔ اب خاموش ہو جاؤ تاکہ اے روحی حق تعالیٰ کی طرف سے الہامات اور واردات کا سلسلہ شروع ہو

اور حق تعالیٰ اپنی صفات کو خود بیان فرمائیں اور اب اپنی آہ سوز کو بند کر کے ان کی طرف سے ہو ہو کی آواز سنو۔

ترجمہ و تشریح ۵۲۸۔ اے مرشد! اے جان من! خوش رفتاری سے تنہا نہ جائیے مجھے بھی ہمراہ لے لیجئے۔ اے حیات دوستاں!

بوستان قرب کی راہ میں بدون ہمیں ساتھ لے تنہا نہ سفر کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۵۲۹۔ اے مرشد شمس الدین تبریزی! آپ کے در دولت پر ہم طالبین برائے حصول فیض حاضر ہوئے ہیں

اللہ کے نام پر اپنے روح عارف کے چہرہ تاباں سے کچھ عطا کر دیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۰۔ ہماری روح تشنگی (حق تعالیٰ کی پیاس) کے سبب اپنے ساتھ لوٹا (ابریق) بھی لاتی ہے ہمارے

طلب کے برتن میں کوئی خوبی نہیں سولے آپ کی دریائے عطا کی خوبی کے۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۱ ماں اے شمس تبریزیؑ! اپنے درویشوں کو نقد موتی (فیضانِ معرفت) عطا کیجئے۔ اے وہ ذات گرامی کہ آپ ہمیشہ طالبانِ حق پر لطف و عطا کے خوگر ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۲ ہماری ارواح کے لئے غذائے روحانی کا (یعنی محبت و معرفت کا) قحط ہے اس لئے اے حسنِ یوسف (یعنی اے مرشد کہ معناً تعلق مع اللہ کے فیض سے آپ کی روح حسین تر ہے) آپ کے پاس ہم حاضر ہوئے ہیں جس طرح سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے پاس غلہ مانگنے گئے تھے (بوجہ خشک سالی و قحط کے) ہم بھی آپ سے روحانی بھیک مانگتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۳ صوفیوں کو آپ سے حلوائے معرفت کی آرزو ہے یعنی آپ کے شیریں لبوں سے جو اسرارِ معرفت بیان کر کے طالبینِ حق کی دلجوئی کرتے ہیں ہم بھی امیدوار ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۴ کل آپ کی خانقاہ میں عجیب و لولہ تھا یعنی فیضانِ خاص سے طالبینِ مست ہو رہے تھے اور ذکرِ حق سے تمام خانقاہِ مشک کی خوشبو سے معطر ہو رہی تھی اور مشکبار ہو رہی تھی یعنی بوئے دلبرِ حقیقی ہماری جانوں پر مشکریز تھی۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۵ اے مرشد! ہمارے زنبیل (کاسہ گدائی) کی طرف دستِ عطا دراز کیجئے یعنی

اپنے فیضان و توجہ اور دعائے خصوصی اور اسرارِ عشق و معرفت اور اصلاحِ نفس کے بیان کی بھیک عطا فرمائیے اور ہم آپ کے دست و بازوئے کرم پر آفریں کہتے ہیں اور دعا گو ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۶ اے مرشد! خدا کا شکر ہے کہ آپ کا دیدار اور آپ کی صحبت ہم کو نصیب ہوئی۔ اچانک ہم آپ کی ملاقات کی راہ پا گئے۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۷ ہماری آنکھیں نفس کے غیظ و غضب اور شر سے تاریک اور فاقد البصیرۃ ہو رہی تھیں اے مرشد! آپ کی نگاہ فیض سے وہ روشن ہو گئیں۔ دور بینان بارگاہ اکتش کی صحبت کی یہی تاثیر ہوتی ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ اکثر وعظ میں مرحوم اکبر الہ آبادی کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے تندر سے پیدا

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اور ارشاد فرماتے تھے کہ اہل اللہ کی صحبت سے جاہل اللہ تعالیٰ کا ولی بن جاتا ہے اور بدون صحبت اہل اللہ کوئی عالم اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں بن سکتا۔ عبادۃ اللہ یہی ہے کہ اصلاح بدون مصلح ممکن نہیں۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ اہل اللہ کی صحبت فرض عین ہے کیونکہ اصلاح نفس جو فرض ہے اس کا موقوف علیہ یہی صحبت ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۸ میں کیا کہوں کہ فلاح اور نجات کا راستہ کدھر ہے مجھے تو یہ کو کو آپ کی گلی تک لائی ہے کو کو سے مراد غائباً کوئل کی آواز ہے جس کا مفہوم اہل عشق یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ محبوب کہاں ہے ؟ وہ محبوب کہاں ہے ؟

اور ایک اہل ذوق نے اس آواز کی تاثیر کو یوں بیان کیا ہے

کوئل کا دور دور درختوں پہ بولنا سینوں میں اہل درد کے نشتر گھنگولنا

مراد یہ کہ میری طلب اور دردمحبت آپ تک مجھے لایا ہے
ترجمہ و تشریح ۵۳۹ اے مرشد تبریزی ہمارے خشک لب آپ کے
 دست اقبال و دولت سے میرا ب ہو گئے۔ اس لئے آپ کی
 مدح اور تعریف میں ہم مشغول ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۴۰ اے خدا! آسمان عزت والا اس وجہ سے ہے کہ
 وہ آپ کا فرش یعنی مطیع و فرمانبردار ہے اور شیر مرد وہی
 ہوتا ہے جو آپ کا گرویدہ اور دیوانہ ہوتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۴۱ اے خدا! آپ کی محبت کا غم جس کو عطا ہوا وہ
 اقبال مند اور خوش بخت ہو گیا۔ اور وہی دراصل
 نفس پر غالب اور پہلوان ہو گیا جس کو آپ نے اپنا قرب بخشا۔
 (پہلوئے تو یعنی صاحب پہلوئے تو)

ترجمہ و تشریح ۵۴۲ اے خدا! آپ کے کرم نے ہماری روح میں اپنا درد
 عالم ارواح میں بخش دیا تھا آج اسی درد پنہاں کا فیض ہے
 کہ ہم آپ کے دریائے قرب سے وصال کے متلاشی اور طالب ہیں۔

دل ازل سے تھا کوئی آج کا شیدائی ہے
 تھی جو اک چوٹ پرانی وہ ابھر آئی ہے
 ہماری جستجو یارب ہے عکس جستجو تیری (اختر)

ترجمہ و تشریح ۵۴۳ اے خدا! اس جسم خاکی سے آپ کی محبت میں یہ
 بلے بلے اور آہ و نالے کب نکل سکتے تھے اگر آپ کی طرف
 سے ہماری ارواح کو آپ کا جذب پنہاں نہ یاد کرتا۔

ہماری آہ میں پنہاں کسی کا درد پنہاں ہے (اختر)

ایک بزرگ نے کسی مرید سے کہا کہ جب ہم کو خدائے پاک یاد فرماتے ہیں تو ہم کو پتہ چل جاتا ہے مرید نے سوال کیا کہ حضرت وہ کس طرح - فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ خدائے پاک کو خلوت میں یاد کرتا ہے تو خدائے پاک بھی اسے خلوت میں یاد کرتے ہیں اور ہم کو اس وقت حق تعالیٰ نے اپنی یاد کی توفیق دے رکھی ہے بس سمجھ جاتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس وقت مجھے یاد فرما رہے ہیں۔ قرآن پاک میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم لوگ مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

۵۴۴۔ جس نے آپ کے زانو کو بوسہ دیا دریا ئے کائنات اسکے **ترجمہ و تشریح** کعب تک یعنی صرف ٹخنے تک ہے مراد یہ کہ اے خدا جس نے آپ کے قرب کی لذت دل میں پالی اس کی نگاہوں سے کائنات کے ہنگامے بے قدر ہو گئے آپ کی محبت کے باقی ہنگامہ نے دنیا کے فانی ہنگامہ کو سرد کر دیا۔

بازیچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے

۵۴۵۔ اے مرشد! اسرار روح کو پھر بیان کیجئے اور **ترجمہ و تشریح** اس قصہ جانفزا کو پھر سنائیے۔

۵۴۶۔ اے مرشد! میں خاموش ہوں تاکہ آپ حدیث **ترجمہ و تشریح** دلکشا کو پھر سنائیے۔

۵۴۷۔ اے محبوب مرشد! میں ادبچا سنتا ہوں اپنا **ترجمہ و تشریح** چہرہ مبارک میرے رخ پر رکھ کر گفتگو کیجئے تاکہ آواز صاف سنائی دے سکے۔ ہاں آپ میرے محبوب حقیقی کی معرفت کی بات پھر سنائیے۔

۵۴۸۔ ہاں اے مرشد تبریزیؒ وہ عالم ازل کا واقعہ **ترجمہ و تشریح** پھر سنائیے کہ اس ساقی الست پر ارواح کس طرح فدا

ہوئیں تھی۔ ماں پھر اس ماجرا کو سنا دیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۵۴۹۔ اے مرشد تبریزی! خزانہ انا فتحنا کے اسرار بیان کیجئے اور سر جان پاک مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر بیان کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۰۔ اے مرشد تبریزی! عاشقوں کی دعائے بارگاہ کبریٰ میں مقبول اور مستجاب ہے پس اے دعا کرنے والے اس دعائے مقبول کا پھر اعادہ کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۱۔ اس وقت حضرت صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ عاشقان حق کی تسلی کے سامان ہیں پس اس محبوب ارواح عارفین صلاح الدین کا تذکرہ پھر کیجئے۔

حکایت: حضرت صلاح الدین زرکوب سونے کے ورق بنایا کرتے تھے ان کی دوکان سے ایک دن حضرت جلال الدین رومی گزر رہے تھے کہ اوراق کوٹنے کی آواز کی حسن ضرب نے مولانا پر حال طاری کر دیا اور مولانا بیہوش ہو گئے

کسانیکہ یزداں پرستی کنند بر آواز دولاب مستی کند

جب افاقہ ہوا تو حضرت صلاح الدین کے دل کی دنیا مولانا کے فیض سے بدل

چکی تھی دوکان بند کی یاخیرات کر دی اور مولانا کے ہمراہ ہوئے

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیولنے دو

تاریخ میں منقول ہے کہ حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مولانا رومی کی روح

نے حضرت صلاح الدین زرکوب کو اپنا مونس بنا لیا تھا۔ اور آخر میں حضرت

حسام الدین کو اپنا رفیق بنا لیا تھا اور مثنوی شریف مولانا حسام الدین کی

درخواست پر مولانا نے شروع فرمائی تھی۔ جس کا جگہ جگہ تذکرہ مثنوی میں موجود ہے۔ چنانچہ دفتر ششم (قسم سادس) کی ابتداء پر فرمایا۔

(۱) اے حسام الدین ضیائے ذوالجلال

میل می جوشد مرا سونے مقال

(۲) اے حسام الدین ضیاء الدین بے

میل می جوشد بقسم سادس

ترجمہ (۱) مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اے حسام الدین ضیائے ذوالجلال میرے قلب میں مثنوی کا جوش پیدا ہو رہا ہے۔

(۲) اے حسام الدین ضیاء الدین! اکثر اوقات قسم سادس (دفتر ششم)

کے لئے میرے قلب میں داعیہ پیدا ہو رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۲ اے خدا! جملہ سرگشتگان محبت آپ کی معرفت سے عالم تخر میں ہیں اور آفتاب آسمان پر آپ کی جستجو میں

سرگرداں ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۳ اے مرشد شمس الدین تبریزی! آپ کے چہرہ تاباں کو خدائے پاک نظر بد سے محفوظ رکھیں کہ ہزاروں طالبین

کی جانیں آپ پر فدا ہو رہی ہیں۔ احقر مؤلف محمد اختر عفار اللہ عنہ عرض کرتا

ہے جو بھی خدا کی راہ میں مقتول اور دیوانہ ہوتا ہے وہی دوسروں کو مقتول

اور دیوانہ کرتا ہے اللہ والے پہلے خود کو جلاتے ہیں اور اپنے نفس کو مٹاتے ہیں

یعنی تیغ حق سے مقتول ہوتے ہیں۔

۵ ترے حکم کے تیغ سے میں ہوں بسمل

شہادت نہیں میری ممنون خنجر (اختر)

راہ خدا کا مقتول جہاد اصغر کا شہید ہو کر ہماری لگا ہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے لیکن جہاد اکبر میں نفس کے بُرے بُرے تقاضوں اور آرزوؤں و تمناؤں کا خون کرنے والا اور اپنی جملہ مرضیات کو مرضیات الہیہ کے تابع کرنے والا ایسا شہید ہے جو ہمارے اندر زندہ ہوتا ہے اور مقام صدیقیت سے فائز ہوتا ہے۔

کس کے زندہ شہید ہیں ہم نہیں یہ حسرت کہہ نہیں ہے ہمیں تو ہے اس سے بڑھ کر کے رونا کہ دل نہیں ہے جگر نہیں ہے اور یہ زندہ شہید ایسا مقتول راہ خدا ہوتا ہے کہ دوسروں کا قاتل ہوتا ہے یعنی دوسرے بندگان خدا اس کے فیض صحبت سے مقتول بارگاہ حق ہوتے ہیں یعنی یہ عشاق دوسرے بندوں کے لئے عشاق گرا اور یہ دیوانے دوسرے غلام عقل کے لئے دیوانہ گرتے ہیں۔

خلاصہ یہ نکلا کہ جو پہلے خود اپنے نفس کا قاتل اور تبع حق کا مقتول نہیں ہوتا ہے وہ دوسروں کا قاتل نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ خشک اہل علم کی تقریریں بے اثر ہوتی ہیں اور جب کوئی عالم عاشق حق تقریر کرتا ہے تو آگ لگا دیتا ہے مگر لگاتا تو جب ہی ہے کہ خود اس کے لگی ہوتی ہے۔ حضرت رومیؒ نے اسی کو فرمایا ہے کہ سے

نفس خود را کُش جہانے زندہ کن خواجہ کشتہ است اورا بندہ کن
ترجمہ: اس نفس کو مغلوب کرو تا کہ اہل دل اور صاحب نسبت ہو کہ
اپنی روحانیت سے ایک جہان کو زندہ کرو یعنی دوسرے غافل بندوں
کو عاشق حق اور ذاکر حق بناؤ یہ نفس روح پر ظلماً غالب ہے حالانکہ
روح آقا اور نفس غلام ہے بس مغلوب خواجہ روح کو اس ظالم نفس کے

ظلم سے چھڑاؤ اور اس دشمن کو بندہ اور محکوم بناؤ۔
 دشمن راہ خدا را خوار دار دزد را منبر منہ بردار دار (روحی)
 ترجمہ: اس نفس کو جو راہ خدا کا دشمن ہے ذلیل اور فنا کر واس چور کو
 منبر پر سرداری مت دو اس کو دار پر چڑھاؤ۔
 کن ذلیلاً النفس هو نالاً قتد نفس کو مغلوب کر واس کے
 تقاضے پر عمل نہ کر اور بڑائی نہ چاہو پہلے خود دل میں نور حق حاصل کرو
 اہل حق کی صحبت سے بھر یہ ہوگا

دل میں لگا کے ان کی لو کرے جہاں میں نشر صنو
 شمعیں توجہ رہیں ہیں سو بزم میں روشنی نہیں (مجذوب)
غصہ اور شہوت کا علاج: نفس کے تقاضے تقویٰ کے حمام کو
 روشن کرنے کے لئے مثل ایندھن دیئے گئے ہیں پس یہ تمنا کہ پیدا ہی
 نہ ہو غلط آرزو ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے والکاظمین الغیظ ہمائے
 خاص بندے غصے کو پی جاتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی فرماتے ہیں کہ اگر غصہ نہ ہو
 تو غصہ کو پینا کیسے ثابت ہوگا۔ پس غصہ کا آنا برا نہیں اس پر عمل
 کرنا برا ہے اسی طرح بُری خواہش کا پیدا ہونا مضر نہیں اس پر عمل
 کرنا مضر ہے۔ لکڑی اور ایندھن مضر نہیں ان کو کھانا مضر ہے پس
 نفس کے بُرے خواہشات پر عمل نہ کر کے ان لکڑیوں کو حمام تقویٰ
 کے اندر ایندھن کی طرح ڈال کر نور تقویٰ دل میں روشن کر لینا چاہئے
 یہ مختصر مضمون ہے جو تفصیل کا محتاج ہے کسی بزرگ سے بالمشافہ
 سمجھ لینا چاہئے۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۲ گادوشیر و برہ (آہوئے حسین) جدی (بز کو ہے) فلک اور
 اس کے بروج ثور و اسد و حمل و جدی۔ اے شاہ جہاں سب آپ پر
 فدا و قربان ہیں۔ گادوشیر و برہ و جدی سے مراد یہاں بروج آسمانی ہیں جن
 سے آفتاب ہو کر گزرتا ہے اور برہ برج حمل کا نام ہے جس میں جب سورج
 ہوتا ہے تو موسم بہار ہوتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۵ اے خدا آپ کی رضا کی خاطر جو قربان ہوتا ہے
 وہ ہمیشہ کے لئے باقی ہو جاتا ہے ماعندکم ینفد و ما
 عند اللہ باق الیہ خدائے پاک کا ارشاد ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے
 وہ فنا ہونے والا ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

مراد یہ کہ اپنی جان و مال و آبرو و اگر خدا کے نام پر لٹا دیا تو تمہاری جان
 مع اپنی متاع دولت و آبرو پائندہ باد ابدال آباد کے لئے ہو جائے گی اور اگر
 صرف دنیا پر فدا رہے تو دنیا و مافیہا تو فانی ہے پس اسی پیٹ میں تم اور تمہاری
 جان و متاع بھی آجائے گی۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۶ اے خدا! اپنے باغ قرب و معرفت کو سرسبز رکھئے
 کیونکہ اس کا تعلق آپ کے بہارستان عالم لاہوت سے
 ہے جہاں دور شمس و قمر نہیں کہ انقلاب لیل و نہار سے موسم بہار و خزاں
 رسیدہ ہو جائے جیسا کہ اس عالم ناسوت (دنیا) میں ہوتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۷ اے خداتا کہ ارواح اولیاء کی اور ملائک کی
 آپ کے نخلستان کے باغ سے ہمیشہ قرب و معرفت کے

بھل کھاتی رہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۸ اے خدا آپ کے محبت کا شکر خانہ ہمیشہ آباد

رہے یعنی آپ کے قرب معرفت کی پنہاں حلاوت کی مصری اور شکر سے پُر ہو۔
ترجمہ و تشریح ۱۵۵۹ اے خدا آپ کے اس دریائے عطا کا پانی کبھی مخفی نہ ہو
 تاکہ ہر طرف آپ کے احسانات کی نوازش عام رہے۔

ترجمہ و تشریح ۱۵۶۰ اے خدا اگر آپ کی طرف سے جذب پنہاں کار فرما
 نہ ہو گا تو ہمارے خاکی اجسام میں عشق کی دولت اور آپ کی
 طرف انجذاب کا درد کہاں سے آئے گا۔

۵ نہ میں دیوانہ ہوں اصغر نہ مجھ کو ذوق عریانی
 کوئی کھینچے لئے جاتا ہے خود جیب رگریباں کو
 ۵ تجھے جذب خورشید شبنم مبارک

سوئے یاربے بال و پر جا رہی ہے (اختر)

ترجمہ و تشریح ۱۵۶۱ اے خدا! انسان کی ایک مشت خاک کا آپ کی محبت و
 عشق سے دیوانہ اور مست ہونا اور اس مشت خاک انسانی سے
 آپ کی محبت کی خوشبو محسوس ہونا یہ آپ ہی کی شان اور عظیم قدرت کا کرشمہ ہے
 اور آپ ہی کی آن ہے اور آپ ہی کی عطا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۱۵۶۲ کل اس کے لطف نے دریافت کیا کہ اے رومی تو
 کون ہے میں نے کہا اے محبوب! میں آپ کی تھیلی یا جھولی

میں مثل بتی ہوں (جدھر آپ چاہیں لیجائیں)۔

۵ رشتہ درگردنم انگندہ دوست

میر و ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

ترجمہ : میرے دوست نے میری گردن میں دھاگہ باندھ رکھا ہے جدھر اس کا
 دل چاہتا ہے مجھے لے جاتا ہے۔

بلی کی مثال میں ایک لطیفہ یہ بھی ہے کہ اس کو بند کر کے دوڑ چھوڑ دینے سے پھر وہ اپنے مانوس گھر میں بھاگ آتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۶۱۳ پھر میرے دوست نے کہا کہ اے رومی تم نے تو واضح اور مسکنت سے اپنے متعلق بلی کی مثال دی تو تم میرے کرم سے حسن ظن رکھو کہ تمہارا سلطان حقیقی اپنے کرم سے تمہیں شیر مرد بنا دے گا۔ یعنی گروہ رجال اللہ (مردان خدا) میں داخل فرمائے گا۔

ترجمہ و تشریح ۵۶۱۴ اے خدا یہ اشعار اگرچہ میری زبان سے نکل رہے ہیں مگر چونکہ آپ کے فیضان خاص سے ہو رہے ہیں اس وجہ سے کائنات میں یہ آپ کی ذات و صفات پر برہان و دلائل بنیں گے۔

ترجمہ و تشریح ۵۶۱۵ اے وہ ذات پاک کہ جس کے قدموں پر ارواح اور اجسام فدا ہو رہے ہیں اور دونوں جہاں اسکے دریائے جود و کرم میں غرق ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۶۱۶ اے شمس الدین تبریزیؒ آپ کے عشق کی آگ نے ایک جہاں میں آگ لگا رکھی ہے اے خدا! حیرت آپ کے اولیاء کی تاثیر پائے وہو سے ہ

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دے لاکھوں

اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہوگی

ترجمہ و تشریح ۵۶۱۷ اے خدا جس وقت شمس الدین تبریزیؒ آپ کی جدائی کے غم کی کوئی مثال دیتے ہیں تو اس کا سلطانی رسم الخط بھی غم سے خون برساتا ہے۔

واقعی اللہ والوں کا رونا بھی بارگاہ حق میں عجیب درد سے ہوتا ہے۔

۵ در جگر افتادہ ہستم صد شرر در مناجاتم ببین خون جگر (رومی)
 اے خدا آپ کی جدائی کے غم سے میرے جگر میں آگ کے سیکڑوں شعلے بھڑک رہے
 ہیں چنانچہ آپ میری دعا کے الفاظ میں بھی میرے جگر کا خون دیکھ لیجئے۔

۶ ہر کجا گرید بہ سجدہ عاشقے آں زمین باشد حریم آن شہے
 ۷ قطرہ اشک اندامت در سجود ہمسری خون شہادت می نمود
 (از مثنوی اختر)

ترجمہ: خدا کا عاشق جس زمین پر بحالت سجدہ روتا ہے وہ زمین غایت قرب حق
 سے عرش بن جاتی ہے۔

۸ اور گناہ گاروں کے اشک ندامت جو حالت سجدہ میں زمین پر گرتے ہیں
 وہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں خون شہادت کی ہمسری کرتے ہیں۔

اس مقام کے مناسب احقر کے اردو اشعار
 ۹ بن گئی عرش زمین سجدہ کس کی آنکھوں سے لہو برسایے
 ۱۰ زمین سجدہ پہ انکی نگاہ کا عالم برس گیا جو برسنا تھا مرا خون جگر

برسائیں گے جب خون دل اور خون جگر ہم
 دیکھیں گے تبھی نخل محبت میں ٹسرا ہم (مجدوب)

۱۱ رونے کا جب مزہ ہے کہ اے چشم خونفشاں
 ہر بوند میں لہو کی تمنا دکھائی دے

۱۲ تاب نظر نہیں تھی کس شیخ و شاب میں
 ان کی جھلک بھی تھی مری چشم پر آب میں

۱۳ اے خدا جو آپ کے قریبے اور آپ کی یاد کی لذت
 سے محروم ہے تو اس ویران روح کی راتیں کس طرح منحوس

ترجمہ و تشریح

گذرتی ہوں گی۔

ترجمہ و تشریح ۵۶۹ سلطان عشق اور لشکر ہائے عشق کے سامنے خمیے اندر خمیے اور طناب اندر طناب ہوتے ہیں مراد یہ کہ عاشقانِ خدایات دن حقائق و معارف اور قرب و انس کی بہت نئی لذت اور کیفیت سے سرشار اور سرمست ہوتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۰ عشاقِ حق کی ارواح کے لئے جو خمیے ہیں ان کے ستون نور کے انوار دراصل حق تعالیٰ شانہ کی تجلیات کا عکس اور پرتو ہوتی ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۱ نہ جانے کس پردہ میں عشق پوشیدہ ہوتا ہے کوئی شخص آج تک عشق کا قیام گاہ نہیں جانتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۲ لیکن عشق آفتاب کی طرح جب سر نکالتا ہے تو اس کے آہ و نالوں کا شور و غوغا عرشِ حق تک جاتا ہے۔

۵ دل کو آزارِ محبت کے مزے آنے لگے

اس کے میں قربان کہ جس نے درد پیدا کر دیا (مجدوب)

میرا پیام کہ دیا جا کے مکاں سے لا مکاں

اے مری آہ بے نوا تو نے کمال کر دیا (اختر)

دردِ فراقِ عاشقان و وصالِ ایشاں

اشعار منتخب

شعر ۵۷۳ اگر بے تو برا فلا کم چو ابر تیرہ غمناکم
وگر بے تو بگلزارم بزندانم بجان تو

شعر ۵۴۴

اگر با تو بہ بندم من میاں شہد و قندم
وگر با تو بخارستاں بہ بتانم بجان تو

شعر ۵۴۵

اگر پنہاں شوی از من ہمہ تاریکی کفرست
وگر پیدا شوی بر من مسلمانم بجان تو

شعر ۵۴۶

سماع گوش من نامت شراب ہوش من جامت
عمارت کن مرا آخر کہ ویرانم بجان تو

شعر ۵۴۷

بعشق شمس تبریزی بہ بیداری و شب خیزی
مثال ذرہ سرگرداں پشیمانم بجان تو

شعر ۵۴۸

اگر نہ عاشق اویم چہ میگردم بکوئے او
وگر نہ تشنہ اویم چہ میجوییم ز جوئے او

شعر ۵۴۹

بر عقل و بر ہوشم کہ چوں پنہ است در گوشم
چہ گوشم رست ازیں پنہہ در آید بلانے ہوئے او

شعر ۵۵۰

ہمی گوید دل زارم کہ من ز وعدہ ما دارم
نیا شامم شرابے من بجز خون عدوئے او

شعر ۵۵۱

چہ باشد ماہ یا زہرہ چو او بکشاید آں چہرہ
چہ دارد قند یا شہدے ز شیرینی روئے او

شعر ۵۵۲

مرا ہر دم بر انگیزی ز شوق شمس تبریزی
بکوائے دل مراتا کے بیندازی بسوئے او

۵۴۳ اے خدا آپ کے قرب سے محروم ہو کر اگر افلاک پر بھی

رہنا ہوتے ہیں مثل ابر تار یک وسیاہ غمناک رہوں گا اور

اسی طرح اگر آپ کے بغیر گلزار میں رہوں تو اے خدا آپ کی ذات پاک کی قسم

ترجمہ و تشریح

وہ گلزار آپ کے بغیر میرے لئے قید خانہ ہوگا۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۴۔ اگر اے خدا میری روح آپ کی ذات پاک سے وابستہ

رہے تو گویا میں شہد و قند کے درمیان ہوں نیز اس طرح

اگر خارستان میں آپ کا قرب میسر ہو تو بخدا میرے لئے وہ خارستان

بہارستان ہوگا۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۵۔ اے خدا اگر آپ میری نظر اور میرے قلب و روح

سے یہاں ہو جائیں تو مجھے ہر طرف تمام عالم تاریک معلوم

ہوگا۔ اور دل میں العیاذ باللہ کفر جیسی تاریکی معلوم ہوگی اور اگر آپ کے

تجلیات قرب میرے قلب و روح پر پھر متجلی اور منکشف ہو جائیں تو بخدا

میں اس وقت مومن اور مسلمان ہونے کو محسوس کر لوں گا۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۶۔ میرے کان صرف آپ کا نام سنتے ہیں اور میرا ہوش

صرف آپ کی محبت اور قرب سے بجا رہتا ہے پس اپنے کرم

سے اپنا قرب خاص عطا فرما کر ہم کو آباد کر دیجئے۔ کہ بخدا آپ کے بغیر میں

ویران ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۷۔ بخدا حضرت شمس الدین تبریزی کے مقام عشق اور

ان کی شب بیداری اور شب خیزی کے سامنے تو میں ایک

ذرہ سرگرداں کے مثل پشیمان اور نادم ہوں۔ یہاں مولانا رومیؒ نے اپنے

شیخ کے مقابلے میں اپنی فنائیت پیش کی ہے اور طالب کو یہی سمجھنا چاہیے

خواہ وہ کتنا ہی ترقی کرے۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۸۔ اگر میں خدائے پاک کا عاشق نہیں ہوں تو انکی

گلی میں کیا چکر لگا رہا ہوں اور میری روح اگر انکی پیاسی

نہیں ہے تو ان کے دریائے قرب سے میں کیا تلاش کر رہا ہوں مولانا رومیؒ کی مراد یہ ہے کہ عاشقانِ حق کی شب بیداری اور ذکر و فکر اور ان کا مجاہدہ یہی ان کے عشقِ باطنی کی دلیل ہے۔

ترجمہ و تشریح | ۵۷۹ | اے عشق تو میری عقل اور ہوش کو اڑا دے کہ یہ تیرے کان میں محبوب کی آواز سننے سے مثلِ روئی بندش ہے یعنی عقل اور حواسِ خمسہ کے مددِ رکات نے ہم کو عناصر کے غوغائے فانی میں اس طرح مشغول کر رکھا ہے کہ عالمِ قدس اور عالمِ غیب کی طرف سے کوئی آواز سنائی نہیں دے سکتی لہذا اس عقل و ہوش سے دیوانگی اور بے خودی کی راہ پکڑنی چاہئے۔ آگے دوسرے مصرعہ میں فرماتے ہیں کہ یہ اچانک عالمِ غیب سے ہائے ہونے کی آوازیوں محسوس ہونے لگی کیا میرا کان اس پنبہٴ غفلت سے خلاصی پا گیا جو مانعِ ادارکِ اصواتِ غیبیہ تھا۔

ترجمہ و تشریح | ۵۸۰ | میرا قلب مضطرب ہی پیغام دیتا ہے کہ میں نے بہت سے وعدے روزِ ازل کئے ہیں پس میں کسی شرابِ آسودہ نہیں ہو سکتا ہوں بجز اعداءِ اللہ کے خون سے۔ اس میں مولانا نے تمنائے جہاد و جانبازی بیان فرمائی ہے۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے

یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

ترجمہ و تشریح | ۵۸۱ | اس محبوبِ حقیقی کے روئے تاباں اور جمالِ قدیم کے سامنے کسی چاند اور زہرہ ستارہ کا جمالِ حادث کیا دم لے سکتا ہے اور شہد اور قند کی شیرینی اس شہد ساز اور قند ساز کے روئے شیریں کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہے۔

۵۸۲ حضرت شمس تبریزی کی ملاقات کا شوق ہر وقت
 مجھے برا لگتا اور مضطرب کرتا ہے بتائے دل کہ کب تک
 مجھے تو اس محبوب کی طرف پھینکتا رہے گا۔

منتخب اشعار

- شعر ۵۸۳ اے کثر و راست میروی دوش چہ خوردہ بگو
 مست و خراب میروی خانہ بخانہ کو بہ کو
 شعر ۵۸۴ یا تو حریف می شوم چشم و چراغ روشنی
 خفیہ چو ماہ سیاں روی حوض بہ حوض جو بہ جو
 شعر ۵۸۵ راست بگو نہاں مکن پشت بہ عاشقاں مکن
 چشم کجاست تاکہ من آب کشیم سو بہ سو
 شعر ۵۸۶ چوں بشناخت بندہ را بندہ کثر و بندہ را
 گفت بیا بہ نزد من چند روی تو سو بہ سو
 شعر ۵۸۷ سخت خوش است چشم تو وان رخ گلستان تو
 دوش چہ خوردہ ہماراست بگو بجان تو
 شعر ۵۸۸ فتنہ گریست نام تو پر شکرست کام تو
 با طربست جام تو بانمکست نان تو
 شعر ۵۸۹ بوئے کباب میزند از دم و از فغان من
 بوئے شراب میزند از نفس و دمان تو
 شعر ۵۹۰ شکر کہ دید چشم ما آنچه ندید چشم کس
 باز رسید جان ما بخود و سر گراں تو
 شعر ۵۹۱ ہر نفسے بگو نیم و عقل تو کو چہ شد ترا
 عقل نماںد بندہ را در غم استخوان تو

- شعر ۵۹۲ مشرق و مغرب ارشوم در بر آسماں روم
نیست نشاں زندگی تا نرسد نشاں تو
- شعر ۵۹۳ ہر سحرے چو ابروے بارم اشک برورت
پاک کنم باستیں اشک ز آستان تو
- شعر ۵۹۴ صبر پریدہ از دلم عقل رمیدہ ار سمرم
تا بجا کشد مرا مستی بے امان تو
- شعر ۵۹۵ شیر سیاہ عشق تو بشکند استخوان من
چو تو ضمان من بدی پس چہ شد آن ضمان تو
- شعر ۵۹۶ اے تبریز باز گو بہر خدا بہ شمس دین
کیں دو جہاں حسد برد بر شرف جہاں تو
- شعر ۵۹۷ ہزار بار کشیدست عشق کا فرخو
شب نیم ز بام بچجرہ ز ججرہ تا سر کو
- شعر ۵۹۸ سحر موکل عشق آمدہ کہ ہی بر خیز
گرفتہ گوش مرا سخت ہنچو گوش سبو
- شعر ۵۹۹ زہر چہ بر کندم بر سبوئے تسلیم
سبوا سیر سقا گشتہ چوں گرہ ز دازو
- شعر ۶۰۰ ہزار بار سبورا بسنگ بشکست او
شکست او خوشم آید ز زوق و شوق رفو
- شعر ۶۰۱ سبو پردہ بدو گوش با ہزاراں دل
بداں ہوس کہ خورد و غوطہ در میانہ جو
- شعر ۶۰۲ خموش کردم اگر چند کو تہست غزل
گر خطاب شنیدن نہ گفتن ست نکو

۱۵۸۳ء مرشد شمس تبریزیؒ رات آپ نے طاعات
ترجمہ و تشریح نافذ تہجد و تلاوت اور آہ و تالوں اور مناجات خون جگر

سے کس قدر غذائے معرفت و محبت نوش کر لیا ہے کہ اس کے اثر سے آپ کی
 چال مستانہ ہو رہی ہے یعنی کبھی داہنے کبھی بائیں جھکے جا رہے ہیں آپ کا
 خانہ بہ خانہ اور کوہ کو اس طرح مست و خراب چلنا پھرنا آپ کی مخفی باطنی
 دولت قرب حق کے نہایت وافر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

مجنوب ماسوا سے ہے بیگانہ آج کل

تیری ہی دھن میں ہے ترا دیوانہ آج کل

اک تجھ سے باخبر ہے اور سب سے بے خبر

کیا ہوشمند ہے ترا دیوانہ آج کل

اہل جہاں سے لاکھ ہے بیگانہ آج کل

خلق خدا ہے پھر بھی تو پروانہ آج کل

مجنوب کی طرف نہ کھنچیں کیوں سبھی کے دل

جان جہاں کی دھن میں ہے دیوانہ آج کل

ترے نام کی دلپہ ضرب میں لگا کر

میں نقشِ دوئی میںنا چاہتا ہوں

یہی عمر بھر مشغلہ چاہتا ہوں

جہاں سانس لینے میں ہو آہ پیدا

بس اب کوئی ایسی فضا چاہتا ہوں

۱۵۸۴ء مرشد تبریزیؒ میں آپ کے ساتھ غذائے معرفت
ترجمہ و تشریح و محبت نوش کرنے میں آپ کا رفیق و حریف رہنا چاہتا ہوں

جہاں بھی اور جس مقام قرب پر بھی آپ تحفیہ طور پر مثل مچھلیوں کے حوض بہ

حوض اور نہر بہ نہر سفر کریں۔

ترجمہ و تشریح ۵۸۵ اے مرشد تبریزی! سچ بتا دیجئے اپنے قرب
 پہاں کے مقام کو مجھ سے نہ چھپائیے۔ اور اپنے عاشقوں
 کی طرف پشت نہ کیجئے۔ آپ کی آنکھیں کدھڑیں میں آپ کی آنکھوں سے
 کچھ پینا چاہتا ہوں۔

۵ میکشویہ تو میکشی رندی ہے میکشی نہیں
 آنکھوں سے تم نے پی نہیں آنکھوں کی تم نے پی نہیں
 ۷ بوے مے راگر کسے مکتوں کند

چشم مست خویشتن را چوں کند (رومی)
 مولانا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی رند بوئے مے کو کسی خوشبودار چیز (لونگ لاپٹی)
 سے چھپا بھی لے گا تو وہ اپنی مست آنکھوں کو کہاں لے جائے گا اور اسے
 کیسے چھپائے گا۔ اسی طرح اہل اللہ اگر اپنی مخفی طاقتوں اور ذکر و شعل
 و مناجات اور شب خیزیوں اور آہ و نالوں کو چھپا بھی لیں تو ان سے پیدا
 شدہ ان انوار و کیف کو کہاں لے جائیں گے جو ان کے چہرہ اور ان کی آنکھوں
 سے عیاں ہوتے ہیں ۷

مرد حقانی کے پیشانی کا نور کب چھپا رہتا، ہی پیش ذی شعور

ترجمہ و تشریح ۵۸۶ حضرت مرشد تبریزی نے جب مجھے پہچان لیا کہ یہ
 تو جلال الدین رومی ہے تو اپنے سکر و کیف و مستی ہی کی
 حالت میں فرمایا کہ ارے تم میرے پاس آ جاؤ کب تک ادھر ادھر مائے مارے
 پھرو گے یعنی گنجینہ علم و معرفت کے پاس رہنے کا ارادہ کر لو۔ آہ جس وقت
 لوگوں نے حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو قبر میں رکھا تو

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ مٹی ڈالتے ہوئے یہ شعر پڑھتے جاتے تھے

۵ مٹی میں کیا سمجھ کے دباتے ہو دوستو

گنجینۂ علوم ہے یہ گنج زر نہیں

حکایت : کسی نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب سے دریافت کیا تھا

کہ بزرگوں کے پاس دفن ہونے سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ جواب میں ارشاد فرمایا

کہ تم اس وقت مجمع میں پنکھا کس کو بھیل رہے ہو۔ کہا آپ کو۔ پنکھا بڑا تھا

دوسروں کو بھی ہوا لگ رہی تھی فرمایا اسی طرح حق تعالیٰ کی رحمت کا مقصود

کوئی ہوتا ہے مگر پاس والوں کو بھی اس رحمت کے جھونکوں سے استفادہ

ہوتا رہتا ہے۔ ارواحِ ثلاثہ صفا ۱۸

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے جنازہ میں عام مسلمانوں کے علاوہ

کبیل پوش فقرا کی ایک بڑی جماعت حاضر تھی جو بعد دفن غائب ہو گئی۔

(غالباً بدل تھے) سوانح قاسمیہ ج ۲

۵۸۷ اے مرشد تبریزی! آج تو آپ کی آنکھیں نہایت

ترجمہ و تشریح

انوار سے پڑ ہیں اور آپ کا چہرہ گلستانِ قرب حق معلوم ہو رہا

ہے۔ سچ بتائیے کہ رات آپ نے کس درد و محبت اور اخلاص سے اس

جان کائنات کو یاد کیا ہے جس کے انوار و کیف نے آپ کی آنکھوں کو بھی

مست کر دیا ہے اور چہرہ کو بھی تاباں کر دیا ہے۔

۵ دل کو آزارِ محبت کے مزے آنے لگے

اسکے میں قربان کہ جس نے درد پیدا کر دیا (مجدوب)

۵ دل کی گہرائی سے ان کا نام جب لیتا ہوں میں

جو متی ہے میرے قدموں کو بہارِ کائنات (آخر)

ترجمہ و تشریح ۵۸۸ء اے مرشد تبریزیؒ آپ کا نام شمس الدینؒ بھی نہایت پیارا اور فتنہ گر ہے اور آپ کا مقصود ”رضائے حق“ بھی نہایت شیریں (پر شکر) ہے آپ کے ارشادات بھی نہایت ہی پر کیف اور پر درد و محبت ہیں اور آپ کی غذائے روحانی نہایت ہی لذیذ ہے جس طرح نان پر نمک لذیذ ہوتا ہے اسی طرح آپ کے ذکر کو آپ کے قلب کی آہ و درد و محبت کی آمیزش نہایت قوی النور بنا دیتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۸۹ء اے مرشد تبریزیؒ! میری آہ و فغاں سے میرے بگڑے کی سوختگی کا دھواں محسوس ہوتا ہے اور آپ کے عشق باطن سے آپ کے اندر میخانہٴ محبت ہے جس کے سبب آپ کی گفتگو اور سانس سے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کی خوشبو آتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۹۰ء اے مرشد تبریزیؒ! آپ کو تبریز سے شام تک کسی نے نہ پہچانا تھا کہ جلال الدین رومیؒ خدا کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس کی آنکھ نے آپ کے اندر وہ علوم و معارف اور وہ قرب و ولایت دیکھا جس کو کسی نے نہ دیکھا تھا۔ خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری جان مضطر و تشنہ کے لئے آپ کو حق تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے مجھے عطا فرما دیا۔

ترجمہ و تشریح ۵۹۱ء ہم ہر وقت کہتے ہیں کہ آپ کی عقل پر ربودگی کیوں ہے حالانکہ اے خدا بندہ کی عقل آپ کے غم امتحان سے ربودہ ہو گئی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۹۲ء اے خدا اگر ہم مشرق سے مغرب تک سفر کریں یا آسمان پر بھی سفر کرنے لگیں لیکن کہیں بھی آپ کے

بغیر اصلی زندگی نہیں مل سکتی ہماری زندگی کو جہاں آپ کے نشانات ملتے ہیں وہیں زندگی کو زندگی معلوم ہوتی ہے۔

تسخر ہر وہ ماہ مبارک تجھے مگر

دل میں اگر نہیں تو کہیں روشنی نہیں (اگر آبادی)

۵۹۳ اے خدا! آخر شب میں مثل ابر میں آپ کے حضور

ترجمہ و تشریح

اپنے گناہوں سے نادم ہو کر گریہ و زاری کرتا ہوں اور

تسلسل قطرات اشک ندامت سے سجدہ گاہ جب تر ہو جاتا ہے تو آپ کے

آستان پر گرے ہوئے اشکوں کو میں اپنی آستین سے صاف کرتا ہوں۔

ہو گئی خشک چشم تر بہہ گیا ہو کے خون جگر

رونے سے دل مرا مگر ہائے ابھی بھرا نہیں

۵۹۴ اے خدا میرے دل سے صبر اڑ چکا ہے اور عقل میرے

ترجمہ و تشریح

سر سے راہ فرار پکڑ چکی ہے آپ کی محبت اور دُور شوق مجھے

کہاں تک پہنچانے والی ہے؟

۵۹۵ آپ کے عشق کا سیاہ شیر میری ہڈیوں کو بھی

ترجمہ و تشریح

کھائے جا رہا ہے یعنی مجاہدات شاقہ سے کلیجہ منہ کو آنے

لگا اور صبر میں زلزلہ آگیا جب آپ ہمارے محافظ اور ضمان ہیں تو وہ

آپ کا ضمان کہاں ہے؟

انتباہ: یہ مضامین حالت مغلوبیت کے ہیں اور مغلوب الحال معذور

ہوتا ہے ہوش والا ایسی کرے گا تو اس سے باز پرس اور مواخذہ ہو گا اور

اس کا باطن بھی تباہ ہو گا۔ مولانا نے غلبہ حال میں یہ مضامین کہا ہے یہ

چھٹی صدی ہجری کے حضرات ہیں ان کے طاعات و مجاہدات زبردست تھے

اس وجہ سے ان کے انوار اور آثار و کیفیات بھی نہایت قوی ہوتے تھے ان پاکیزہ ارواح پر قرب حق کے تجلیات بھی نہایت قوت اور کثرت سے وارد ہوتی تھیں۔ عناصر اجسام کبھی تحمل سے قاصر اور عاجز ہو جاتے تھے اس وقت غلبہ حال میں ایسی باتیں فرما جاتے تھے۔ اور یہ ایسے مخلص جانباڑ تھے کہ کبھی بزبان حال ہی کہتے رہتے تھے۔

دکھا جلوہ وہی غارتگر جان حزیں جلوہ

ترے جلوؤں کے آگے جان کو ہم کیا سمجھتے ہیں (اصغر)

۵۔ بس ایک بجلی سی پہلے کو نندی پھر اس کے آگے خبر نہیں ہے

مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

انہیں تجلیات تو یہ خاصہ کو مولانا نے مثنوی میں بیان فرمایا ہے۔

(۱) گریہ بینی کر و فر قرب را جیفہ بعد ازیں این شرب را

(۲) گریہ بینی یک نفس حسن و دود اندر آتش افگنی جان و دود

(۳) اے کہ نارستہ ازیں فانی رباط توجہ دانی سکری و صحو دانبساط

ترجمہ (۱) اے مخاطب اگر تو حق تعالیٰ کے قرب کا کر و فر دیکھ لے تو تمام

کائنات اور اس کی رنگینیاں تیری نگاہوں میں مردار اور بے قدر

معلوم ہوں۔

(۲) اگر ایک لمحہ کو بھی تو خدائے پاک کے جمال کو دیکھ لے تو نور شوق سے

اپنی جان کو آتش بلا میں ڈال دے۔

(۳) اے شخص مجھے تو دنیا پرستی ہی سے فرصت نہیں تو کیا جانے کہ اس جمال

جہاں فرور کے قرب سے ارواح عارفین عاشقین پر کیا بے خودی فنا

اور استغراق و انبساط طاری ہوتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۹۶ء شہر تبریز! تو خدا کے لئے میرے مرشد شمس دین کے صدقے مجھے یہ تو بتا دے کہ تمام دوسرے شہر بلکہ دونوں جہاں تیری شرافت پر کیوں حسد کرتے ہیں۔ حضرت رومی علیہ الرحمۃ نے یہ مضمون بھی غلبہ حال سے فرمایا ہے یعنی اس وقت مولانا کی روح پر حضرت شمس تبریزی کی محبت کا غلبہ ہو گیا تھا۔ اور غلبہ حال میں دوسرے پہلو کی طرف نظر نہیں جاتی۔

ترجمہ و تشریح ۵۹۷ء عشق کا فرخو یعنی عشق ظالم نے ہزار بار مجھے در در کی ٹھوکریں کھلائیں ہیں۔

گاہ راندی مراد گاہ خواندی مراد ۱۰۰ عشق کجا کجا رسائیدی مراد
ترجمہ و تشریح ۵۹۸ء شب آخر بوقت سحر عشق کا موکل آیا اور مجھ سے کہا کہ خبردار کیا پڑا سوتا ہے اٹھو اور وضو کر کے بارگاہ حق میں نماز تہجد کے لئے کھڑا ہو جا اور اس نے مجھے سوتے ہوئے سے میرا کان اس طرح پکڑ کر اٹھایا جس طرح لوگ صراحی کا کان پکڑ کر اٹھاتے ہیں۔ مراد بات غیبی ہے جو اکثر اولیاء اللہ کو تہجد کے وقت محسوس ہوتا ہے یعنی اگر اقتضائے شریعت سے کسل و کاہلی اور زیندہ سے جب آنکھ نہیں کھلتی تو کوئی آواز غیبی بیدار کر دیتی ہے اور یہ استمراری اور اختیاری نہیں محض فضل باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۹۹ء میرے تسلیم کے سبب میں جو کچھ چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں اور سب تو محتاج سقاہ ہوتی ہے وہ سقائے کب بے نیاز ہو سکتی ہے یعنی ہم نے تمام امور کو حق تعالیٰ کی طرف تفویض کر دیا ہے اور انہیں پر بھروسہ کیا ہے۔ سقاہ بفتح سین و تشدید قاف

واخرش ہمزہ (پانی پلانے والا) (غیاث)

ترجمہ و تشریح انھوں نے ہزاروں بار اپنے پتھر سے ہمارے سبکو کو توڑا لیکن ان کا توڑنا مجھے بہت لذیذ معلوم ہوتا ہے کیونکہ ٹوٹنے کے بعد ان کے ہاتھوں سے رفو کا ذوق و شوق مجھے مست و بخود و مسرور کرتا ہے۔

ترے ہاتھ سے زیر تعمیر ہوں میں

(اختر)

مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

مولانا کے اس شعر میں تفویض و تسلیم کی تعلیم ہے اور سبکو سے مراد متاع ہستی ہے توڑنے سے مراد تکوینی تربیت کے ضمیر اور ضمیراً تکلیف و راحت کے اسباب ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۰۱ سبکو کو ان کے سپرد کر دیا ہے اور ہزاروں دل سے ان کے کرم کی طرف متوجہ ہوں اس امید پر کہ ان کی

رحمت سے میرے سبکو کو ان کے دریائے قرب میں غوطہ کھلنے کا موقع ہاتھ لگے۔ (سبکو سے مراد یہاں بھی متاع ہستی ہے) اہل ذوق اور اہل محبت اس اختصار ہی سے تفصیل کا لطف حاصل کر سکتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۰۲ میں اب خاموش ہو گیا اگرچہ یہ غزل مختصر رہ گئی لیکن کبھی محبوب سے خطاب سننا بہتر ہوتا ہے خود بولنے سے

اشعار منتخب

حل لغت زمستان : موسم سرما

و حل : زمین ترازا آب

عنا : رنج و مشقت - پاکو فتن - رقص کرنا

- آن چشم شوخ را نگر مست از خرابات آمدہ
شعر ۶۰۳
- در قصد خون عاشقان اندر کمر دامن زردہ
شعر ۶۰۴
- زین بادہ شاں افسوں کنم تا جملہ را مجنوں کنم
تا تو نیایی عاقلے در حلقہ آدم کردہ
شعر ۶۰۵
- یسی ماساتی جاں مجنوں او شخص جہاں
جز یسی و مجنوں بود پڑ مردہ و بیفائدہ
شعر ۶۰۶
- رفت آن عجز پر دغل رفت آن زمستان فصل
آمد بہار و زاد از و صد شاہد و صد شاہدہ

- اے جبرئیل از عشق تو اندر سما پا کوفتہ
شعر ۶۰۷
- اے انجم و چرخ و فلک اندر ہوا پا کوفتہ
دل دیدہ آبروی خود در عشق خاک کو تو
شعر ۶۰۸
- چوں آل عنایت دید دل اندر عنایا کوفتہ
قومے بیدیدہ خیرگی عاشق شد لیک از حسد
شعر ۶۰۹
- وز کبر و ناموس و ریا ہم در خلا پا کوفتہ
اصحاب کبر و عجب کے باشند لایق شاہ را
شعر ۶۱۰
- کز عزت ایں شاہ با صد کبریا پا کوفتہ
قومے ببینی قص کن در عشق نان و شوربا
شعر ۶۱۱
- قومے دگر در عشق شاں نان و اما پا کوفتہ
خورشید باشد ذرہ در عشق نورش چرخ زن
شعر ۶۱۲
- مرغ سحر از شوق او در والضحی پا کوفتہ

شعر ۶۱۳ اے باد صبح تیز رو با شمس تبریزی بگو

از حال من از قال من اندر وفا پا کوفتہ

ترجمہ و تشریح مولانا رومی فرماتے ہیں کہ میرے مرشد شمس تبریزیؒ کی مست پر خمار آنکھیں تو دیکھو کہ عالم ہو سے کیا پانی کر آئے

ہیں یعنی کس قدر ذکر اللہ کے نشہ سے سرشار ہیں اور اپنے طالبین و عاشقین کو اپنی نگاہوں سے قتل کرنے کے لئے اپنے کمر کو دامن سے باندھے ہوئے ہیں۔ مراد یہ کہ اپنے طالبین و مریدین کو بھی خدائے پاک کی محبت کا درد عطا فرما کر خدا کا دیوانہ بنانا چاہتے ہیں۔ بعض اہل ظاہر کہتے ہیں کہ ذکر میں کیا نشہ ہو سکتا ہے تو واقعی جان ناکساں و محروماں کو یہی معلوم ہوتا ہے لیکن جب کسی اللہ والے کی نظر پڑ جاوے اور کسی بزرگ کامل کی جوتیاں سیدھی کرنے کی توفیق ہو جاوے تو معلوم ہو گا کہ کیا کیف سرور اہل اللہ کے پاس ہے۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ پہلے تو تصوف سے بیگانہ تھے صوفیائے کرام کی طرف التفات کو اپنے وقار علمی کے خلاف سمجھتے تھے لیکن تقدیر ان کو تھانہ بھون لائی اور شیخ تھانویؒ سے بیعت ہو کر ذکر و شغل شروع کیا پھر توجو چاشنی اور لذت روحانی ملی اس کو خود انھیں کی زبان سے سینے یہ علامہ موصوف کے اشعار ہیں۔ ذکر اور تہجد کو کس انداز سے بیان فرمایا ہے

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا ذکر میں تاثیر دور جام ہے

وعدہ آنے کا شب آخر میں ہے صبح سے ہی انتظار شام ہے

پھر علامہ موصوف نے اپنے اوپر تبصرہ کرنے والوں کو بزبان حال یہ



جواب دیا ہے

مرے حال پر تبصرہ کرنے والو تمہیں بھی کبھی عشق بہن دکھائے

۱۰۴۔ حضرت شمس تبریزیؒ کی طرف سے حکایت فرماتے ہیں
ترجمہ و تشریح کہ میں اپنے طالبین کی ارواح کو عشق حقیقی کی لذت سے آشنا

کرنا چاہتا ہوں تاکہ سب کو اپنے مولیٰ کا مجنوں بنا دوں تاکہ کائنات میں بنی نوع
 آدم کے اندر کوئی بھی محض عقل پرست اور غافل از حق نہ رہے۔ یعنی عقل کو
 آمیزش عشق حق سے عقل تام بنا دوں۔ حضرت مجذوب اسی کو فرماتے ہیں

ازل میں سامنے عقل و جنوں دونوں کا ساماں تھا

جو میں ہوش و خرد لیتا تو کیا میں کوئی ناداں تھا

۵ اب بھی مجذوب جو محروم پذیرائی ہے

کیا جنوں میں ابھی آمیزش دانائی ہے (مجذوبؒ)

۶ نگاہ عشق تو بے پردہ دیکھتی ہے اسے

خرد کے سامنے اب تک حجاب عالم ہے (اصغر)

۱۰۵۔ اے لوگو! ہمارا محبوب ہمارا رب کریم ہے تمہیں
ترجمہ و تشریح یلیٰ کے لفظ سے دھوکہ نہ ہو یہ اصطلاح عشق کی گفتگو ہے

کسی اہل عشق سے ہمارا کلام سمجھ لو، وہی ساقی ازل ہی ہماری ارواح کا محبوب

ہے اور یہ جہان مجموعی اعتبار سے شخص واحد فرض کرتے ہوتے ان کا مجنوں ہے

یعنی جب ہر ذرہ کائنات حق تعالیٰ شانہ کا دیوانہ اور بیخ خوان ہے تو تمام کائنات

اور پورے جہان کو ان کا دیوانہ کہنا روا ہے۔ اور ذکر حق اور عاشق حق اور جو

امور ذکر کے لئے معین ہیں ان کے علاوہ دنیا بے کار اور گل افسردہ ہے۔

کوئی مزہ نہیں کوئی خوشی خوشی نہیں تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں

(مجذوبؒ)

ترجمہ و تشریح ۶۰۶۔ یہ بڑا ٹھیا دنیا جو مکرو فریب سے پر ہے میرے قلب سے نکل چکی اور موسم سردی کا (یعنی خزاں کا) مع اپنے

اٹار افسردگی ختم ہوا۔ اب حق تعالیٰ کی محبت کا موسم بہار آگیا اور اللہ والوں کی صحبت کے لطف اور ذکر اللہ کے مزے ملنے لگے۔

دل کو ازار محبت کے مزے ملنے لگے

اسکے میں قربان کہ جس نے درد پیدا کر دیا

ترجمہ و تشریح ۶۰۷۔ اے خدا! آپ کی محبت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی افلاک پر حالت وجد میں سہر گرداں و حیراں ہے اور

اے وہ ذات پاک کہ آپ کی محبت میں ستارے و افلاک بھی نضاع میں محو گردش ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۰۸۔ اے خدا! دل نے آپ کی محبت کی عظیم نعمت و دولت سے اپنی قیمت و عزت محسوس کر لی اور آپ کے

عنایات و الطاف کے پیش نظر عشاق کے دل آپ کی راہ کی ہر بلا و مشقت کو خوشی خوشی قبول کرنے کو تیار ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۰۹۔ ایک قوم ایسی ہی ہے جو حیرت کی نگاہ سے آپ پر عاشق تو ہوئی لیکن آپ کے مقبولین سے بوجہ حسد و کبر و

ریا و ناموس تعلق نہ قائم کیا جس سے ان کو صحیح راہ آپ کی نہ مل سکی اور ناچار گمراہی کے غیر متناہی خلا میں آپ سے محروم سہر گرداں و پریشاں ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۱۰۔ مولانا بطور نصیحت فرماتے ہیں کہ تکبر اور عجب و خود بینی والے لوگ دراصل اس محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ

کے لایق ہی نہیں ہیں ان کو کہاں نصیب کہ اس لامتناہی کبریائی والے

شہنشاہ کی عظمت کے سامنے اپنی ہستی کو فنا کر کے حیاتِ دائمی سرمدی اور حیاتِ طیبہ حاصل کر لیں۔ تکبر کی نحوست نے تو عزرا زیل ابلیس لعین کو گمراہ کر دیا۔ حق تعالیٰ اس جبیتِ بیماری سے ہم سب کو محفوظ فرماویں آمین

ترجمہ و تشریح ۶۱۱ اے لوگو! ایک قوم دنیا میں ایسی دیکھو گے کہ وہ روٹی اور شوربا کے لئے حالتِ رقص میں ہے اور آخرت

سے غافل ہے اور ایک قوم حق تعالیٰ کے عاشقین کی دیکھو گے کہ وہ آخرت کے کاموں میں لگے ہیں اور روٹی و شوربا ان کی تلاش میں رقصاں و سرگردان ہے اور روٹی پکانے والا نان ساز بھی آما۔ تیار کنندہ (غیاث)

ترجمہ و تشریح ۶۱۲ خورشید جہاں تاب مثل ایک ذرہ حق تعالیٰ کی تجلیات کے لئے آسمان میں سرگرداں ہے اور نور سحر انوار الہیہ کے لئے تمام عالم میں ساعتہ فساعۃ متزائد و متصاعد ہوتی جا رہی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۱۳ اے باد صبح! تیز رفتاری سے جا کر ہمارے شمس تبریزیؑ سے ہمارا پیغام کہدے اور ہمارے قال و حال کے نقل میں با و فارہنا اور مست و رقصاں جانا۔

اشعار منتخب

حل لغت — دولاب : چرخ جس سے پانی نکالتے ہیں اور اس پریشاں حال کو کہتے ہیں جو قرض لے کر دوسروں کا قرض ادا کرتا ہے۔ بہرام فلک : ستارہ مریخ کہ بر فلک پنجم بست۔ زہار کبھی : ہوش و آگاہی پرکار : دانا۔ قاضی فلک : ستارہ مشتری۔ گلکار : روشن۔ وثاق : بند و قید۔

- شعر ۶۱۴ این نیشباں کیست چو ہتّاب رسیدہ
- پیغمبر عشق ست باصحاب رسیدہ
- شعر ۶۱۵ این کیست چنیں غلغلہ در شہر فگندہ
- بر خرمن درویش چو سیلاب رسیدہ
- شعر ۶۱۶ این کیست بگوئید کہ در گفت جز او نیست
- شاہے بدرخانہ بواب رسیدہ
- شعر ۶۱۷ این کیست چنیں خواں کرم باز کشیدہ
- خنداں جہت دعوت اصحاب رسیدہ
- شعر ۶۱۸ زان نالہ وزاں اشک کہ خشک تر عشق ست
- یک نعمتہ تر نیز بدو لایب رسیدہ
- شعر ۶۱۹ یک دستہ کلید ست بزیر بغل عشق
- از بہر کشانیدن بواب رسیدہ
- شعر ۶۲۰ اے مرغ دل اربال بشکست از صیاد
- از دام ربد مرغ بمضراب رسیدہ

- شعر ۶۲۱ آل کیست چنیں مست ز شمار رسیدہ
- یا یار بود یا زبر یا رسیدہ
- شعر ۶۲۲ یا شاہد جانست ز رو بند کثادہ
- یا یوسف مصری ست ز بازار رسیدہ
- شعر ۶۲۳ یا زہرہ و ماہست در آ میختہ باہم
- یا سرو گل سرخ ز گلزار رسیدہ

- شعر ۶۲۲ چشمہ حضرت رواں گشتہ زہر سو
یا ترک خوش ماست ز بلغار رسیدہ
- شعر ۶۲۵ یاساقی دریا دل ما بزم نہا دست
یا نقل شکر ہائے بقنطار رسیدہ
- شعر ۶۲۶ شاہ پریاں ہیں ز سلیمان ہیمبر
اندر طلب ہد ہد طیار رسیدہ
- شعر ۶۲۷ خوبان زمیں از پئے اوجیب دریدہ
قاضی فلک بے سر و دستا رسیدہ
- شعر ۶۲۸ از بہر دیت دادن ہر کشتہ کہ او کشت
ہمیان زر آوردہ باتیا رسیدہ
- شعر ۶۲۹ اول دیت خون تو جامیست ز دستش
درکش کہ رقیق ست ز امرار رسیدہ
- شعر ۶۳۰ ہیبت خونریزی آل چشم چو مرتخ
بہرام فلک از پئے ز نہار رسیدہ

- شعر ۶۳۱ اے ماہ و اے دو دیدہ بینا چگونہ
وے رشک ماہ گنبد مینا چگونہ
- شعر ۶۳۲ اے ما و صد چو مازے تو خراب و مست
ما بے تو خستہ ایم تو بے ما چگونہ
- شعر ۶۳۳ اے مرغ عرش آمدہ درد ام آب و گل
بے خون و خلط و بلغم و صفرا چگونہ

- شعر ۶۳۲ اے کوہ قاف صبر و سکینہ چہ صابری
ومی عزتے گرفتہ چو عنقا چگونہ
- شعر ۶۳۵ عالم بہ تست مست تو اندر چہ عالمے
تنہا بہ تست زندہ تو تنہا چگونہ
-
- شعر ۶۳۶ گل رانگر ز لطف سوے خار آمدہ
دل پارہ پارہ کرد و لدار آمدہ
- شعر ۶۳۷ مہ رانگر بر آمدہ مہمان شب شدہ
دامن کشاں ز عالم انوار آمدہ
- شعر ۶۳۸ خورشید رانگر کہ شہنشاہ کشورست
از بہر عذر گا ذرو گلکار آمدہ
- شعر ۶۳۹ آں دلبرے کہ دل زہمہ دلبریں برد
اندرو شاق این دل بیمار آمدہ
- شعر ۶۴۰ آں روح ہمچو عشق دریں خاکدان غریب
مانندہ مسیح بگفتار آمدہ
- شعر ۶۴۱ ہمچوں بہار سوئے درختان خشک ما
آں نو بہار لطف بایشار آمدہ
- شعر ۶۴۲ پنہاں بو بہار روئے در اثر نگر
زوبانغ زندہ گشتہ و پرکار آمدہ
- شعر ۶۴۳ جاں را اگر نہ بینی درد بریں نگر
باقدم سرد روئے چو گلزار آمدہ

شعر ۶۴۴۔ گر عشق را نہ بینی در عاشقان نگر

حلاج وار خوش لب سردار آمدہ

شعر ۶۴۵۔ در عین مرگ چشمہ آب حیات دید

آں چشمہ کہ مایہ دیدار آمدہ

شعر ۶۴۶۔ آمد بہار عشق بہ بستان در آورا

بنگر بشاخ و برگ با قرار آمدہ

شعر ۶۴۷۔ اقرار میکنند کہ حشر و قیامت ست

ایں مردگان باغ و گریہ بار آمدہ

ترجمہ و تشریح ۶۴۴۔ نیمشب خواب میں یا حالت ذکر یا حالت مراقبہ میں کوئی تجلی خاص کا ظہور ہوا جس کے جمال سے متاثر اور محو حیرت ہو کر مولانا نے یہ اشعار کہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ نیمشب کون مثل ماہ تاباں نظر آیا گویا کہ پیغمبر عشق ہے جو اپنے اصحاب کے پاس آیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۴۵۔ یہ کون آیا کہ دل کے شہر میں غلغلہ مچ گیا اور خرمن درویش پر مثل سیلاب چھا گیا۔

میرا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگر

وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانہ پہ چھا گیا

ترجمہ و تشریح ۶۴۶۔ یہ کون جلوہ فرما ہوا کہ وہ خود ہی بشارت دے رہا ہے کہ شاہ خانہ پاسبان کے دروازہ پر

آیا ہے۔

۶۱۷۔ یہ کون جلوہ فرما ہے جس نے اس طرح خوان کرم
ترجمہ و تشریح بچھا رکھا ہے اور اصحاب دعوت کی طرف خنداں آیا ہے۔

۶۱۸۔ عشق کے خشک و تر نغمے جو نالہ اور اشک سے ترکیب
ترجمہ و تشریح پاتے ہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے دولاب کا نغمہ تر
 جو عاشقوں کو مست کرتا ہے یعنی پانی کھینچنے کی چرخ کی چرخ کے ڈول خشک کنوئیں میں
 جب داخل ہوتے ہیں اور پھر پانی بھر کر برآمد ہوتے ہیں اور کھیتوں کو سیراب
 کرتے ہیں تو ان کی آواز عاشقوں کو مست کرتی ہے۔

۵ کسانیکہ یزدال پرستی کشند

برآواز دولاب مستی کشند (سعدی شیرازی)

ترجمہ حق تعالیٰ کے عاشقوں کو دولاب (پانی کھینچنے کی بہت سے ڈولوں
 کی چرخ) کی آواز بھی مست کر دیتی ہے اور مولانا رومیؒ تو سونے کے اوراق
 کوٹنے کی آواز سے حضرت صلاح الدین زرکوبؒ کی دوکان پر بے ہوش اور
 بے خود ہو گئے اہل ظاہر کے لئے یہ مصناہین ناقابل فہم ہیں جب تک کہ وہ
 اہل باطن کی صحبت میں رہ کر چندے ذکر و شغل نہ کریں۔ حضرت مرشدؒ
 فرمایا کرتے تھے۔

۵ جانے کیا بے درد لذت درد کی

۶۱۹۔ انقبالی منزل محبوب حقیقی کھولنے کے لئے عشق زیر
ترجمہ و تشریح بغل سیکڑوں کنجیوں کا دستہ لئے ہوئے پاسبان خانہ

محبوب کے پاس آہنچا۔ یعنی جب حق تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا
 ہو جاتی ہے تو تمام احکام شریعت پر عمل آسان ہو جاتا ہے اور یہ دو بات
 عاشقان حق کی صحبت سے اور التزام ذکر و فکر و تفکر انعامات و احسانات

الہیہ سے عطا ہوتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۲۔ اے مرغ دل اگر صیاد نے تیرے پروبال نوج کر
تجھ کو بازو شکستہ کر دیا ہے تو خنجر تسلیم کے سامنے اپنی
گردن رکھ دے کہ مرغ بمضرب رسیدہ دام صیاد سے رہا ہو جاتا ہے یعنی
اگر احکام شریعت سے تیرے آرزوں اور تمناؤں کا خون ہوتا ہے اور ہر وقت
مجاہدہ سے جگر کا خون پینا پڑتا ہے تو رضائے حق کے خنجر کے سامنے اپنا سر
جھکا دے اور خوشی خوشی جام شہادت نوش کر لے یعنی شہادت ظاہری کفار
سے نہ میسر ہو تو مجاہدات نفس کی تکالیف کو برداشت کر کے شہادت معنوی
باطنی حاصل کر لے اور تو بھی اس وقت تسلیم رضا کی دولت سے مالا مال ہو کر
قید و بند کی تکالیف کو لذیذ سمجھتے ہوئے بزبان حال یہ کہے گا۔

شکارش سخا بدریائی زبند خلاصی بخوید شکار از کند

ترجمہ: حق تعالیٰ کا (عبد عاشق) قیدی ان کی محبت (احکام شریعت) کے

قید سے خلاصی نہیں چاہتا

پابند محبت کبھی آزاد نہیں ہے

اس قیدی اے دل کوئی میعاد نہیں ہے (مجدوب)

اس خنجر تسلیم سے یہ جان حزمیں بھی

ہر لحظہ شہادت کے مزے لوٹ رہی ہے (اختر)

ترجمہ و تشریح ۶۲۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے غالباً حضرت شمس

تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا جس کا نقشہ وہ

آگے کے اشعار میں پیش کر رہے ہیں یا کوئی خاص تجلی مشاہد ہوئی چنانچہ
فرماتے ہیں کہ یہ کون مست از شراب محبت حق نظر آ رہا ہے یا تو یہ میرے

محبوب شمس تبریزی ہیں یا پھر ان کی ملاقات سے کوئی مسرور و مست ہو کر آیا ہے۔ اور منظر جمال شمس ہو رہا ہے۔

۶۲۲۔ یا یہ تجلی روح کی مشاہد ہو رہی ہے جس نے اپنے **ترجمہ و تشریح** چہرہ تاباں سے نقاب بفضل حق تعالیٰ شانہ اٹھا دیا ہے

یا یہ یوسف مصری ہیں اور بازار مصر سے میرے پاس آگئے ہیں یہ جملہ مضامین عنوانات محبت ہیں جو تمثیلات و نظائر مختلفہ سے مولانا بیان فرما رہے ہیں۔

۶۲۳۔ اے خدا کیا زہرہ ستارہ اور چاند باہم مل کر **ترجمہ و تشریح** جمال بالائے جمال ہو رہے ہیں یا کسی چین سے سرو یا

گل سرخ آگیلے ہے

اے گل بتو خرسندم کہ بوئے کسے داری

تشاریح: سرو کی دو قسمیں ہیں۔ سرو آزار اور سرو سہی ایک شاخ والا سرو آزاد کہلاتا ہے اور دو شاخہ سرو سہی کہلاتا ہے۔

۶۲۴۔ اے خدا! یا چشمہ خضر علیہ السلام (آب حیات) **ترجمہ و تشریح** ہر طرف بہ رہا ہے یا بلغار سے ہمارا محبوب صاحب

جمال معنوی ہمارے پاس آ پہنچا۔ (بلغار ایک شہر کا نام ہے) بلغار کا لفظ غالباً تافیہ کی رعایت سے استعمال فرمایا ہے۔

۶۲۵۔ یا میرے مرشد دریا دل نے بزم فیضان معرفت **ترجمہ و تشریح** منعقد کیا ہے یا غذائے شیریں کا کوئی ذخیرہ لگ رہا ہے۔

۶۲۶۔ پریوں کے سلطان حضرت سلیمان علیہ السلام **ترجمہ و تشریح** کو دیکھو کہ ایک ہد ہد کی تلاش میں کہیں نہ آنکے ہوں

حکایت: حضرت مرشدی نے فرمایا تھا کہ ایک شیخ کامل غیر عالم کسی

بڑے عالم کی تربیت کے لئے ان کی طرف جا رہے تھے انھوں نے دور سے دیکھ کر
سمجھ لیا اور غلبہ مسرت سے فرمایا۔

شاہبازے بشکارے مگسے می آید

سبحان اللہ ایسے باادب اور صاحب تمیز طالب پہلے ہوا کرتے تھے کس
تواضع سے فرمایا کہ ایک شاہباز (معنوی) ایک مکھی کا شکار کرنے کو تشریف
لا رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۲۷۔ ہمارے شمس دین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحب نسبت
روح قرب باری تعالیٰ سے اس قدر متجلی اور پر نور ہے کہ تمام
کائنات کے ظاہری حسین ان کے حسن معنوی سے محو حیرت ہو کر اپنا جیب و گریباں
چاک کئے ہوئے ہیں اور ہمارے شمس دین کو قاضی فلک (مشتری ستارہ) زمین پر
بے سرو دستار انھیں دیکھنے کو اتر آیا۔

ترجمہ و تشریح ۶۲۸۔ ہمارے مرشد شمس دین تبریزی کے فیض سے جو بھی دیوانہ وار
اپنا خون بحق عشق بنام خدا فدا کرتا ہے اس کی دیت (خونہما)
کے لئے مشتری ستارہ (قاضی فلک) اشرفیوں کی تھیلی لیکر آ گیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۲۹۔ اے مخاطب تو اگر اپنی جان خدا پر فدا کرتا ہے تو اول
خونہما تو حق تعالیٰ کے دست کرم سے حلاوت ایمان کا جام نوش
کرے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جب مومن اپنی نظر کو غیر محرم سے بچانے کے
لئے نیچی کر لیتا ہے تو (اس خون آرزو کے صلہ میں) حق تعالیٰ اسے (نقد عطا دنیا ہی
میں) حلاوت ایمانی (اپنی محبت کی مٹھاس) دیتے ہیں

اور آخرت میں کیا کچھ ملے گا اس کا ذکر دوسری حدیث قدسی ہے اہل جنت کے لئے
ارشاد ہے کہ ہم نے وہ نعمتیں ان کے لئے تیار کر رکھی ہیں کہ جن کو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا

اور نہ کبھی کسی کان نے سنا ہوگا نہ کبھی ان کا کسی دل میں خیال آیا ہوگا۔

ترجمہ و تشریح [۱۳۳] ہمارے شمس الدین تبریزیؒ جب ذکر و فکر اور

عالم قرب سے نزول فرما کر ہم طالبین کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کی آنکھیں نہایت مستانہ خونریز اور ہیبتناک مثل مرتیخ ستارہ کے ہوتی ہیں اور بہرام فلک (مرتیخ ستارہ) میرے مرشد شمس کے مقام معرفت اور عارفانہ نظر کی تحقیق و اسکا ہی کے لئے زمین پر اترا آیا مراد یہ کہ حضرت تبریزیؒ بہت ہی صاحب فیض اور اہل نظر تھے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مقام اللہ والوں

کایوں بیان فرمایا ہے۔

ستاروں کو یہ حسرت ہے کہ ہوتے وہ مرے آنسو

تمنا کہکشاں کو ہے کہ میری آستین ہوتی (مجدوبؒ)

حکایت :- احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ ایک دن پھولپور میں میرے مرشد

رحمۃ اللہ علیہ نے بعد نماز جمعہ اس شعر پر بیان شروع کیا

خم کہ از دریا در ورا ہے شو پیش او جیحو نہا زانو زند

ترجمہ :- جو مٹکا کسی سمندر سے خفیہ راستہ اور رابطہ اپنے اندر رکھتا ہے اسکے

سامنے بڑے بڑے دریائے جیحوں زانوائے ادب طے کرتے ہیں کیونکہ دریا

خشک نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اللہ والوں کے علوم کا حال ہے کہ انکے باطن

میں حق تعالیٰ کے ساتھ مخفی رابطہ ہے لہذا اہل ظاہر کے علوم ختم ہو سکتے ہیں

لیکن اللہ والوں کے علوم کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ حضرت مرشدیؒ پر بیان کرتے

کرتے ایک خاص حالت طاری ہو گئی اور احقر نے تین مرتبہ حضرت والاکئی آنکھیں

دیکھیں اور ہر مرتبہ نہایت سرخ تھیں اور بالکل اسی شعر ۱۳۳ کے مصداق

تھیں۔ اس کے بعد پھر احقر کی ہمت نہ ہوئی کہ نظر سے نظر کو دوچار کر سکے

کیونکہ تین مرتبہ جب جب دیکھا حضرت والا احقر کی طرف دیکھ رہے تھے۔

خواجہ صاحب فرماتے ہیں ۷

کر کے بسمل مجھے قاتل سر مقتل بولا دیکھتا کیا ہے یہاں روز تماشا ہی

۶۳۱۔ مولانا نے اس مقام پر تجلی روح کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے قمر دو آنکھیں بینا رکھنے والے تو کس

ترجمہ و تشریح

حالت میں ہے اور اے رشک ماہ فلک تیرا کیا حال ہے یعنی تجلی روح سے

معرفت روح کا سوال فرما رہے ہیں۔

۶۳۲۔ اے مظہر جمال خداوندی اے روح عارف حق

ترجمہ و تشریح

یعنی اے روح حضرت شمس تبریز بزرگی تو نے ہم کو اور ہم

جیسے بہت سے لوگوں کو دیوانہ حق اور مست و خراب عشق کر رکھا ہے ہم تو آپ

کے بغیر خستہ حال ہیں اور آپ کا بغیر ہمارے کیا حال رہتا ہے۔

۶۳۳۔ اے روح عارف حق! اے طائر عرش تو جسم کے

ترجمہ و تشریح

آب و گل (عناصر اربعہ) میں امر ربی سے تو آگئی لیکن اب

تمتل تام کے مقام سے فائز ہو کر عالم ہو میں تیرا کیا حال ہے؟

۶۳۴۔ اے روح عارف! اے صبر اور سکون کی

ترجمہ و تشریح

کوہ قاف! تو کس قدر صابر ہے کہ تو اس جہاں کے

تعلقات ضروریہ کے حقوق شرعیہ واجبہ کو ادا کرتے ہوئے بھی ہر وقت

حق تعالیٰ کے ساتھ رابطہ قویہ سے مشرف ہے ۷

جہاں میں رہتے ہوئے میں جہاں سے بیگانہ

خدا کے عاشقوں کا حال کوئی کیا جانے (اختر)

۶۳۵۔ اے روح! تجھ سے عالم مست ہے اور تو کس

ترجمہ و تشریح

عالم میں ہے اور تنہا ہر شخص تجھ سے زندہ ہے اور تو تنہا کس حال میں ہوتی ہے ،
 بظاہر مولانا روح سے سوال کر رہے ہیں مگر دراصل روحانیوں سے یہ سوال ہے
 اور کیا عجب کہ حضرت شمس دین تبریزیؒ سے سوال ہو مراد یہ کہ وہ روح جو جسم میں
 آکر جسم کی زندگی کا سبب ہے تو خود تعلق مع اللہ (بخشنده روح) سے سرفراز
 ہو کر مرتبہ روح میں روح کا کیا مقام قرب و عرفان ہوتا ہے ؟ یہ جواب بھی
 مقرب بارگاہ حق ہی دے سکتا ہے۔

حقائق و معارف

۶۳۶ اب مضمون تبدیل ہو رہا ہے اور مولانا دوسرے
ترجمہ و تفسیر حقائق بیان فرما رہے ہیں کہ دیکھو کانٹے نے اپنی آہ و زاری
 سے پھول کا دل پارہ پارہ کر دیا تو وہ پھول خود کانٹوں کے پاس آ گیا اور بظاہر
 تو وہ گل شگفتہ ہے لیکن دراصل کانٹے کے نالہ و غم سے صد جاگ گریاں ہے۔
 حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کلید مشنوی میں
 ایک شعر اسی مضمون کے تحریر فرمایا ہے
 آہ من گراثرے داشتے یار من بگویم گذرے داشتے
 ترجمہ :- اگر میری آہ کچھ اثر رکھتی ہے تو میرا محبوب ایک دن ضرور میری
 گلی میں گذرے گا۔

حضرت تھانویؒ کے عاشق خلیفہ حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں
 دکھائیں گی آہیں اثر دیکھ لینا وہ آئیں گے تھامے جگر دیکھ لینا
 ادھر دیکھ لینا ادھر دیکھ لینا پھر ان کا مجھے اک نظر دیکھ لینا
 یہ اشعار حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اقدس تھانویؒ

کی شان میں فرمائے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ والوں کے قلب میں حق تعالیٰ کی محبت کا ایک درد مستقل قائم رہتا ہے جس کو اصطلاح تصوف میں رسوخ نسبت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ علائق و مشاغل و منویہ میں بھی ان کی نسبت کا بازار اسی طرح گرم ہوتا ہے جس طرح تنہائیوں میں بحالت ذکر و شغل۔ حق تعالیٰ کی محبت کا یہ غم پہاں انہیں ہر وقت باخدا رکھتا ہے۔

احقر کا ایک شعر ملاحظہ ہو

غم پہاں متاع زندگی ہے رموز عاشقی و بندگی ہے

حکایت :- حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ حضرت! اللہ والے دنیا کے مشغلوں میں کس طرح سے حق تعالیٰ کا اپنے قلوب میں دھیان قائم رکھتے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ :- دیکھو یہ شہر جو پورے عورتیں کنوئیں سے پانی بھس کر دو گھڑوں کو اس طرح لے جا رہی ہیں کہ ہر عورت کے سر پر ایک ایک گھڑا ہے اور ایک ایک بغل میں ہے اور گفتگو کرتی ہوئی جا رہی ہیں۔ سر کے گھڑوں کو انھوں نے ماتھ سے پکڑا ہوا نہیں ہے صرف قلب سے دھیان اور خفیہ رابطہ قائم ہے اگر گفتگو کے دوران ان کا دل سر کے اوپر والے گھڑوں سے غافل ہو جائے تو گھڑا زمین پر آگرے۔ بس اسی مثال سے سمجھ لو کہ اللہ والے تعلق مع اللہ کی دائمی دولت سے کس طرح سرفراز رہتے ہیں۔ البتہ اس رسوخ میں انھوں نے بڑے بڑے مجاہدات جھیلے ہیں۔ ذکر کا التزام۔ فکر کا دوام صحبت اہل اللہ کا اہتمام ایک طویل مدت کیا ہے۔ جب یہ دولت عطا ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ کہ حُسنِ کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی فکر کے اہتمام سے ہوگی

۵۔ ۵۔ یہ ملی نہیں، یوں دل و جگر ہوئے ہیں خوں
کیوں میں کسی کو مفت دوں مے مری مفت کی نہیں

۵۔ دونوں عالم دے چکا ہوں میکشو

یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی

حکایت: ایک بار حضرت خواجہ صاحب نے مرشد حضرت شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ کیا جب کوئی اللہ والا اور صاحب نسبت ہو جاتا ہے تو اسے اپنے صاحب نسبت ہونے کا احساس ہو جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا جی ہاں جس طرح جب کوئی بالغ ہوتا ہے تو اسے اپنے بلوغ کا احساس ہو جاتا ہے۔

مقبول خدامردود نہیں ہونا: حضرت حکیم الامت شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

نے ارشاد فرمایا کہ علم الہی چونکہ ماضی حال اور مستقبل سب پر محیط ہے اس وجہ سے اسی کو مقبول بناتے ہیں جو ہمیشہ مقبولیت کے اعمال کرنے والا ہوتا ہے اور ارشاد فرمایا کہ کوئی مقبول کبھی مردود نہیں ہوتا۔ جو مرتدا اور مردود ہوئے وہ دراصل مقبول ہی نہ تھے۔ اور اس کی مثال یہ ارشاد فرمائی کہ جس طرح کوئی بالغ پھرنا بالغ نہیں ہوتا اسی طرح کوئی منہی اور واصل نا واصل نہیں ہوتا ہے۔ البتہ مقبولین بارگاہ حق اُمید اور خوف کے درمیان رہتے ہیں اعمالِ حسنہ کرتے رہتے ہیں اور ڈرتے رہتے ہیں کہ نہ معلوم قبول بھی ہے یا نہیں۔ اور دعویٰ و تکبر و ناز سے محفوظ رہتے ہیں۔

۶۳۷۔ چاند کو دیکھو کہ وہ اپنے مستقر سے برآمد ہو کر خانہ

ترجمہ و تشریح | شب میں میہان ہے اور تاریکی شب کو روانے نور سے منور

کرنے کے لئے عالم انوار سے دامن کشاں آیا ہے

ترجمہ و تشریح ۶۳۸۔ آفتاب کو دیکھئے کہ وہ سلطان انوار کائنات ہے اور چمگادور (گادور) کی معذوری (تاب دید نہیں رکھتا) کے لئے اپنے مستقر سے باہر آکر عالم کو افادہ نور و حرارت بخشتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۳۹۔ وہ دلبر حقیقی جو تمام دلبروں کا بھی دلبر ہے عناصر و اجسام انبیاء و اولیاء کے قید و بند میں انوار معیت خاصہ و قرب خاص سے اپنے بیمار دلوں کو تسلی عطا فرماتا ہے۔

ہمارے مرشد رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی حق تعالیٰ شانہ کو یوں خطاب فرمایا کرتے تھے۔ اے آرام جان بیقراراں! اور آنسو نکل آتے۔

ترجمہ و تشریح ۶۴۰۔ وہ روح جو عالم ارواح میں آزاد تھی۔ یہاں اجنبی اجسام کے قید میں مثل عشق میہمان ہو کر کلام مؤثر کے ساتھ خطاب کر رہی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۴۱۔ مثل بہار ہم خشک درختوں کی طرف انکے الطاف کرم آتے ہیں اور اپنے ایثار کرم سے ہم کو تروتازہ کرتے ہیں۔ (مراد عنایات الہیہ ہیں)

ترجمہ و تشریح ۶۴۲۔ موسم بہار تو پہاں ہے نظر سے لیکن اس کے آثار باغ و چین میں دیکھو کہ وہ سرسبز و شاداب ہو رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۴۳۔ اگر روح کو تو نہیں دیکھتا لیکن اجسام کو دیکھ کہ روح کی برکت سے کس طرح قدسہ و اور چہرہ مثل گلزار رکھتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۴۴۔ اگر تم نے عشق کو نہیں دیکھا لیکن اس کا اثر عاشقوں پر دیکھو کہ خوشی خوشی مثل علاج منصوبہ کے دار پر چڑھے

جاتے ہیں۔ علاج لقب حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ علاج و دھنیا کو کہتے ہیں رونی کو دھن کر اس کے اندر سے بنولہ الگ کہتے ہیں اور حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی انگلی کے اشارہ سے ایک مرتبہ رونی کو دھن دیا یعنی دانوں سے صاف کر دیا جس سے تمام علاج متحیر ہو گئے اس کرامت کو دیکھ کر حضرت منصور کا لقب علاج رکھ دیا۔

۶۴۵ عاشقان خدا عین موت میں چشمہ آب حیات مشاہدہ
ترجمہ و تشریح کیا یعنی شہادت میں حیات جاودانی کا مشاہدہ کیا اور وہ چشمہ کہ مرما یہ ہے دیدار خداوندی کا یعنی موت چونکہ سبب ہے حق تعالیٰ کے پاس جانے کا اس لئے عشاق حق موت کو محبوب سمجھتے ہیں۔

آؤ دیار دار سے ہو کر گذر چلیں

سننے ہیں اس طرح سے مسافت پہ گئی گم

حکایت: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کرنے کا حکم دیا ہے آپ کی کیا رائے ہے۔ فرمایا کہ کیا کوئی اپنے خلیل کی جان نکالا کرتا ہے۔ واپس ہوئے حق تعالیٰ سے یہ قول خلیل نقل کیا ارشاد ہوا کہ میرے خلیل سے کہہ دو کہ کیا کوئی خلیل اپنے خلیل کی ملاقات سے گھبراتا ہے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کا یہ شرف اور اعزاز ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام ان سے مشورہ کر کے ان کی ارواح کو قبض کرتے ہیں۔

۶۴۶ بہار عشق آئی اور باغ میں اس کا اثر دیکھو کہ
ترجمہ و تشریح برگ و شاخ کی تازگی اس کا اقرار کر رہے ہیں۔ یعنی

عشاق حق بھی ذکر کی بہار لذت سے بشاش و تازہ دم اور چہرہ تاباں رکھتے ہیں

ذکر سے ان کے قلب کا اطمینان ان کے چہروں پر بھی اطمینان کے آثار نمایاں کرتا ہے ہر عکس اہل غفلت دنیا کے بکھیرٹوں کی پریشانی سے انکے چہروں پر بھی بے رونقی اور بے چینی کے آثار پائے جلتے ہیں۔
دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار

دل بیاباں ہو گیا عالم بیاباں ہو گیا
ہر جو دل پر ہم اُن کا کرم دیکھتے ہیں

تو دل کو بہہ از جام دیکھتے ہیں

ترجمہ و تشریح ۶۴۷۔ موسم بہار میں دوبارہ باغوں کی تازگی اور مردہ درختوں کا دوبارہ حیات گیر ہونا قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کا اور حشر کا حالاً اقرار کرنا ہے۔ منکرین قیامت کا انکار اس مشاہدہ کے باوجود محض بے معنی اور لچر و گوزشتہ ہے۔

منتخب اشعار

شعر ۶۴۸۔ اے ساقی کہ آں مئے اجر گرفتہ

دے مطربے کہ این غزل تر گرفتہ
شعر ۶۴۹۔ از جاں و از جہاں دل عاشق گزیدہ

الحق شکار نازک و لاغر گرفتہ
شعر ۶۵۰۔ دی زہرہ کہ مست شد از چنگ تو زحل

بہرام را بگو کہ چہ خنجر گرفتہ
شعر ۶۵۱۔ اے ہجر تو ز روز قیامت و راز تر

این چہ قیامت است کہ از سر گرفتہ

- شعر ۶۵۲ پیلان شیر دل چوکفت رامسخرن
 این چندپشہ راچہ مسخر گرفتہ
 شعر ۶۵۳ تو اے فقیر روز فقیری گلہ ممکن
 زیرا کہ صد چو ملک سنجہ گرفتہ
 شعر ۶۵۴ ہشردہ ہزار عالم اگر ملک تو شود
 بے رونے دوست چیز محقر گرفتہ

- شعر ۶۵۵ پیش شمع نور جاں دل مست چوں پروانہ
 وز شعاع نور جانان جاں گرفتہ خانہ
 شعر ۶۵۶ سرفرازے شیرگیرے مست عشق فتنہ
 نزد حق ہشیار و نزد خلق چوں دیوانہ
 شعر ۶۵۷ نورگیر و جملہ عالم بر مثال کوہ طور
 گر بگویم بے حجاب از حال او افسانہ
 شعر ۶۵۸ دامن دانش گرفتہ زیر دندانہا و لیک
 او کلید عشق از صبرے برد دندانہ

- شعر ۶۵۹ عشق میں با عاشقاں آ میختہ
 روح میں با خاکیاں آ میختہ
 شعر ۶۶۰ چند گوئی تو نشاں از بے نشاں
 بے نشاں میں بانشاں آ میختہ
 شعر ۶۶۱ دل چو شاہ آمد زباں چوں ترجمان
 شاہ میں با ترجمان آ میختہ

- شعر ۶۶۲ باد و آتش ہم آب و خاک را
دشمنان چوں دوستان آیمختہ
- شعر ۶۶۳ گرگ و شیر و میش و آہو چار ضد
از نہیب قہر ماں آیمختہ
- شعر ۶۶۴ آنچنماں ابرے نگر کز فیض است
آب چندیں ناوداں آیمختہ

- شعر ۶۶۵ اے بخارے را تو جاں پنداشتہ
جبہ مس را تو کاں پنداشتہ
- شعر ۶۶۶ اے فرورفتہ چو قاروں در زمیں
اے زمیں را آسماں پنداشتہ
- شعر ۶۶۷ اے ز شہوت در پلیدی، بچو کرم
عاشقاں را، بچناں پنداشتہ
- شعر ۶۶۸ مستی شہوت بشان لعنت است
ہست گرگے را شباں پنداشتہ
- شعر ۶۶۹ اے تو گندیدہ میان حرف و صوت
قول حق را آنچناں پنداشتہ
- شعر ۶۷۰ ماہتابش میزند بر گورتن
اے تو آل مہہ را نہاں پنداشتہ

- شعر ۶۷۱ میزنم من حلقہ در ہر خانہ
ہست در خانہ چو مادہ یوانہ

- شعر ۶۷۲ مرغ جاں پابستہ این دام شد
بے نیاز آمد ز ہر دروانہ
- شعر ۶۷۳ زانکہ گوش عاقلاں نامحرم ست
وز فسون عاشقاں بیگانہ
- شعر ۶۷۴ سلسلہ زلفی کہ دل مجنون اوست
میل دارو باشکستہ شانہ
- شعر ۶۷۵ شہر ما پر فتنہ و پر شور شد
از نگارے فتنہ فستانہ
-
- شعر ۶۷۶ بیج خمرے بے خمارے دیدہ
بیج گل بے زخم خارے دیدہ
- شعر ۶۷۷ در گلستان بہار آب و گل
مر خزانے نو بہارے دیدہ
- شعر ۶۷۸ کار حق کن بار حق کش غیر او
ہیچکس را کارو بارے دیدہ
- شعر ۶۷۹ بیج دل بے صیقلے لطف او
در تجلی بے غبارے دیدہ
- شعر ۶۸۰ در جہاں صاف بیدردی عشق
بخطر چوں دل مطاکے دیدہ
- شعر ۶۸۱ چوں سگ اصحاب در غار وفا
از شکار حق شکارے دیدہ

- شعر ۶۸۲ من مست و تو دیوانہ مارا کہ بردخانہ
 چندیں کہ ترا گفتم کم خورد و سپہ پیمانہ
 شعر ۶۸۳ در شہر یکے تن را ہشیا ر نمی بینم
 ہر یک بتر از دیگر شوریدہ و دیوانہ
 شعر ۶۸۴ جانان بخرابات آتالذت جاں بینی
 جاں را چہ بو دلذت بے صحبت جانانہ
 شعر ۶۸۵ ہر گوشہ یکے مستی مستے وزیر دستے
 و آں ساقی سر مستے با ساغر شامانہ
 شعر ۶۸۶ اے محرم تبریزی از خلق چہ پرہیزی
 اکنوں کہ در انگندی صد فتنہ و فغانہ

ترجمہ و تشریح ۶۸۲ اے مرشد شمس تبریزی! آپ کے سینے میں خالص
 معرفت و محبت حق کی شراب تیز و تیز والی بھری ہوئی ہے
 اور اے مرشد! کیا ہی نعمات تر آپ کی روح میں بھرے ہوئے ہیں۔
 ۱۔ بر کف من نہہ شراب آتشیں

بعد ازیں کرو فرستانہ بین
 عارقاں را در درونہا نغمہ باست
 طالبان رازاں حیات بے بہاست

ترجمہ ۱۔ اے خدا میرے ہاتھ پر تیز والی اپنی محبت کی شراب آتشیں
 رکھ دیجئے یعنی اپنی محبت کا تیز درد ہماری روح میں عطا فرما دیجئے
 پھر اس کے بعد ہماری مستی و دیوانگی کی شان و شوکت دیکھئے۔

۲ عارفین کے باطن میں ایسے نعمات درختمی ہیں جو طالبین حق کے لئے

حیات بے بہا ہوتے ہیں۔

۶۴۹۔ اے خدا! آپ نے اپنی کائنات سے جان عاشق کو

اپنے لئے منتخب فرمایا ہے۔ آپ نے نہایت لاغر اور نازک

شکار کیا ہے۔ یعنی عشاق مجاہدات سے لاغر ہو جاتے ہیں اور حق تعالیٰ کو انکی

یہ لاغری زرد رونی محبوب ہے۔

سہ نشانی عاشقان را اے سپر

آہ سرد روئے زرد و چشم تر

عاشقوں کی تین نشانیاں ہیں۔ آہ سرد اور چہرہ زرد اور چشم تر

۶۵۰۔ اے مرشد تبریزی! آپ ایسے زہرہ ہیں (زہرہ

وہ سیارہ ہے جو فلک سوم پر روشن ہے) (غیاث)

کہ آپ کے ناہائے درد و آہ سرد اور نعمات عشق سے زحل مست ہو رہا ہے

(زحل وہ سیارہ ہے جو فلک ہفتم پر تاباں ہے) اے مرشد! بہرام فلک سے

فرمائیے کہ وہ جنم کیوں کشیدہ کئے ہوئے ہے۔ (بہرام وہ ستارہ سیارہ ہے

جس کا نام مرتیخ ہے اور فلک پنجم پر روشن ہے۔ اصطلاح شعر و عشق میں

محبوب کی چشم قاتل کو مرتیخ تشبیہ دیتے ہیں) مراد یہ کہ اے مرشد! آپ کی

آنکھیں مثل مرتیخ کے پنجم کشیدہ طالبین حق کو دیوانہ حق اور بسمل بنا رہی ہیں۔

حضرت خواجہ صاحبؒ اپنے مرشد شیخ تھانویؒ کی شان میں فرماتے ہیں

(۱) وہ پہلے تیغ کی زد سے ہراک کو دور کرتے ہیں

مگر جب دار کرتے ہیں تو بھر پور کرتے ہیں

کوئی جا کر کہے غم کس لئے، مجبور کرتے ہیں

وہ دل سے پاس رکھتے ہیں نظر سے دور کرتے ہیں

۶۵۱ اے خدا! آپ کی جدائی قیامت کے دن سے بھی دراز تر ہے لیکن یہ کیا قیامت ہے کہ اپنے عشاق کو اپنے سر سے پکڑا ہوا ہے، از سر گرفتہ کاتین مفہوم ہے اول یہ کہ اپنے لئے حق تعالیٰ شانہ اپنے عاشقین کو منتخب فرمالیے ہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ اور ہم نے خالص کر لیا ان کو دار آخرت کے لئے۔ اور جیسا کہ حدیث شریف میں روایت ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو جاتا ہے حق تعالیٰ بھی اس کے لئے ہو جاتے ہیں۔

اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ مجاہدات بلا میں مبتلا کرنے کے لئے عاشقین کو منتخب کیا ہے تاکہ ان کے درجے بلند ہوں اور دنیا میں ان کا مقام صبر و تحمل لوگوں کو معلوم ہو۔

تیسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں قبول فرمایا اور اب یہ غیر کا نہ ہو سکے گا یعنی اگر ہونا بھی چاہے گا تو بھی غیر کے ہاتھ نہ لگ سکے گا کیونکہ حق تعالیٰ نے اس کو اپنے لئے گرفتار کیا ہوا ہے پھر مخلوق کی کیا مجال کہ خالق کے شکار پر قدرہ پاسکے۔ اور شکار بہ معنی انتخاب ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ یہ کتاب عشق و تصوف ہے، اس کو لغت محض سے نہ سمجھیں بلکہ اصطلاح عشق و شعر و تصوف کے آئینے میں اور انھیں کے محاورات سے سمجھیں۔ حضرت تھانویؒ یہ مصرع و عطف میں اکثر فرمایا کرتے ہیں،

شکارش نہ خواہد رہائی ز بند

یہاں بھی شکار بہ معنی انتخاب ہے۔

۶۵۲ اے مرشد تبریزی! اس وقت کے بڑے بڑے

اولیاء جو قوت نسبت میں پیلان شیر دل کے مثل ہیں

ترجمہ و تشریح

وہ بھی آپ کی باطنی نسبت مستفید ہو رہے ہیں اور آپ کے تابع ہو رہے
لیکن آپ کے کرم عام کا کمال یہ ہے کہ ہم جیسے چند پیشہ یعنی کمتر لوگوں کو
پر بھی آپ کی نظر و توجہ خاص ہے اور دام تربیت میں ہم حبیبوں کو بھی
تسکار کر رکھا ہے یہ مضمون تشکر آمیز احسان مرشد کے پیش نظر بیان
فرمایا ہے)

ترجمہ و تشریح ۶۵۳ اے فقیر! تنگدستی کے ایام کی شکایت مت کر
کیونکہ توحق تعالیٰ کے قرب کی سلطنت اپنے باطن میں رکھتا
ہے جو سینکڑوں مملکتِ سخر سے افضل ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۵۴ اے فقیر! اگر دنیا کے ۱۸ ہزار عالم تیری ملکیت
میں ہوں توحق تعالیٰ کے قرب و رضا کی دولت اور ان
کی معیت خاصہ و ولایت خاصہ کی دولت کے مقابلے میں تو نے نہایت
حقیرانہ پر قبضہ کر رکھا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۵۵ روح کی تجلی کے سامنے قلب عارف مثل
پروانہ مست ہوتا ہے اور عارف کی روح کو انوار الہیہ
محیط ہوتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۵۶ اللہ والے عشق الہی سے سرمست اور حق تعالیٰ کے
ساتھ ہوشیار اور باخبر اور خلق سے بے خبر اور دیوانہ ہیں
لیکن حقوق العباد ضرور یہ سے غافل نہیں ہوتے اس بے خبری اور دیوانگی
سے مراد یہ ہوتی ہے کہ بے ضرورت تعلقات اور لایعنی مشاغل میں وقت
ضائع نہیں کرتے اور ضرورت کی تعریف یہ ہے کہ جس کے نہ ہونے سے ضرر
ہو خواہ دنیا کا یا آخرت کا۔

ترجمہ و تشریح ۶۵۷۔ تمام کائنات مثل کو بطور تجلیات کا منظر اور جلوہ گاہ حق ہے لیکن مظاہر کو اصل بے حجاب سمجھنا محض افسانہ اور بے حقیقت ہے بے حجاب تجلی جنت میں موعود ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۵۸۔ عاشق معقل کے دامن کو اپنے دانتوں سے پکڑ کر کھتا ہے لیکن وہ عشق کی کبھی ایسے ایسے صبر کے تالوں کو توڑ کر دانت بھی غائب کر دیتی ہے مراد یہ ہے کہ عشق اور خرد ناقص میں تضاد ہے، عشق اور عقل کامل میں دوستی ہے۔

عقل ناقص والا وہ ہے جو اپنے مالک سے بے خبر جانوروں کی طرح کھاتا پیتا ہے اسے یہ خبر نہیں کہ ہم کو کس مقصد کے لئے کھلایا جا رہا ہے۔
عقل کامل والا وہ ہے جو اپنے مالک کو پہچانتا ہے اور اس کی مرضی کے مطابق زندگی گزارتا ہے جیسے اولیاء اللہ دنیا میں بسر کرتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۵۹۔ عشق کا کرشمہ دیکھو کہ وہ عاشقوں کو باہم دوست بنا دیتا ہے جیسے کہ اولیائے کرام بقول حضرت سعدی شیرازی دس فقیر ایک کبل میں سو سکتے ہیں اور دو بادشاہ ایک ملک میں نہیں سما سکتے اور روح کا کرشمہ دیکھو کہ خاکی اجسام کو آپس میں ملائے ہوئے ہے چنانچہ روح نکلنے کے بعد پھر اس خاک سے رابطہ محال ہو جاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۰۔ تم کب تک بے نشاں (غیر محسوس غیر مرنی مثل روح) سے نشان کی باتیں کر دو گے یعنی روح تو مخفی ہے اور اجسام پر اس کے آثار ظاہر ہیں اس روح غیر ظاہر کو دیکھو کہ کس طرح ظواہر کو میخنتہ کرتی ہے۔

ترجمہ و تشریح دل مثل بادشاہ ہے اور زبان اس کی ترجمان ہے لیکن اس شاہ کو دیکھو کہ ترجمان سے کس طرح آ میخنتہ ہے یعنی دونوں

میں کیسا رابطہ ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۲۔ پانی - ہوا - خاک - آتش سب آپس میں ضد اور دشمن ہیں لیکن روح نے ان دشمنوں کو ہمارے اجسام کے اندر جمع کر رکھا ہے اور روح نکلتے ہی یہ عناصر متضادہ تحلیل ہو کر اپنے مراکز کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۳۔ حق تعالیٰ کی قدرۃ قاسرہ نے جسم خاکی میں ان عناصر متضادہ کو اس طرح جمع کر دیا ہے جیسے کہ بھیر یا شیر بھیر اور ہرن جو مختلف المزاج اور مختلف الطباع ہیں ایک جگہ جمع ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۴۔ بادل کے فیض کو دیکھو کہ بارش کے سبب بہت سے ناودان باہم آمیختہ ہیں۔ یہ اتحاد و اتصال جس طرح فیضان ابر سے ہوتا ہے اسی طرح حضرت شمس الدین تبریزی کا فیض مثل بارش ہو رہا ہے جس کے سبب طالبین باہم شیر و شکر کی طرح محب و محبوب ہو رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۵۔ اے شخص! تو نادانی سے بھاپ کو روح سمجھتا ہے اور یہ سمجھنا ایسا ہے جیسے کہ تو تھوڑے سے تانبہ کو دیکھ کر اس کو معدن سمجھ لے حالانکہ کیا نسبت اس حقیر جز کو کان سے۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۶۔ اے شخص! تو مثل قارون کے اندر جبار ہے اور زمین کو آسمان سمجھتا ہے۔ یعنی لپٹی اور ذلت کے اعمال و اخلاق اور دنیا کے حقیر پر فخر کرتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۷۔ اے شخص! تو شہوت کے اندر مثل پانچانہ کے کیرے کے ہے اور خدا کے نیک اور صالح بندوں کو بھی اسی طرح

اپنے اوپر قیاس کرتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۸۔ شہوت کی مستی لعنت والی مستی ہے اور نفس گرگ (بھیڑیا) کو پاسبان و محافظ سمجھا ہے حالانکہ یہ دشمن راہِ خدا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۹۔ اے شخص تو کلام میں چونکہ حرف اور آواز کا محتاج ہے پس حق تعالیٰ کے کلام کو بھی اسی طرح نادانی سے قیاس کرتا ہے حالانکہ حق تعالیٰ کا کلام حرف اور آواز سے بے نیاز ہے۔
ع قول اور الحن کے آواز نے

ترجمہ و تشریح ۶۷۰۔ حق تعالیٰ کا ماہتاب رنور خاص، اجسام پر متجلی ہے لیکن تو اس چاند کو مخفی سمجھتا ہے مراد یہ کہ صفات الہیہ لطف و کرم رحمت رزاقیت ہر وقت بندوں پر مبذول ہیں لیکن ہمارے قلوب اس سے غافل ہیں اور اسباب کی طرف متوجہ ہیں اور خالق اسباب سے بے خبر ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۷۱۔ میں ہر گھر پر محبت کا دام ڈالتا ہوں اور ہر گھر میں کوئی نہ کوئی دیوانہ اللہ کا موجود ہے۔ مراد یہ کہ ہر انسان کو دعوت الی اللہ کرتا ہوں اور اسی عام دعوت میں خاصان حق بھی مل جاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۷۲۔ جو مرغ روح محبت حق کے دم میں آگئی وہ دنیا کے حرص و طمع سے آزاد اور بے نیاز ہوگئی۔

۷ ہو آزاد فوراً غم دو جہاں سے

ترا ذرہ عنم اگر ہاتھ آئے

ترجمہ و تشریح ۶۷۳۔ چونکہ اہل عقل کے کان عشق کے اسرار و رموز کے لئے نامحرم ہیں اس وجہ سے عاشقوں کی لذتِ گفتگو سے یہ بیگانے سے معلوم ہوتے ہیں یعنی توجہ سے نہیں سنتے۔ عقل سے مراد عقل ناقص ہے در نہ عقل کامل اور عشق تو کلیان متساویان ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام سب عاشقِ حق ہوتے ہیں اور سب عقل میں اکمل اور کامل ہوتے ہیں۔

حکایت : ایک شخص نے ایک کافر کے بارے میں حضرت شیخ تھانویؒ سے کہا کہ حضرت وہ بڑا ہی عاقل ہے ارشاد فرمایا کہ خاکِ عاقل ہے عاقل ہوتا تو ایمان لاتا۔ وہ طاغوتِ اکبر ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۷۴۔ محبوب کے زلف کی زنجیریں انھیں کی گرفتاری کی طرف مائل ہوتی ہیں جو شکستہ حال پر گذرہ بال ہوتے ہیں یعنی دیوانے ہوتے ہیں مراد یہ کہ محبت کی یہ دولت دیوانوں کو عطا ہوتی ہے عیش پرستیوں کو نہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۷۵۔ ہمارے قلوب کے شہر میں شور و مہنگامہ ہے حضرت شمسؒ نے نجانے کیا درد ہم سب کو پلا دیا ہے۔

حقائق و معارف

ترجمہ و تشریح ۶۷۶۔ اب مولانا چند حقائق پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں فرماتے ہیں کہ ہر خمر کے لئے خمار لازم ہے بے خمار کا خمر کس نے دیکھا ہے؟ پس شرابِ معرفت و محبتِ حق سے اللہ والوں کی دائمی اور سرمدی مستی پر کیوں اشکال ہوتا ہے! اسی طرح کسی سچول کو بدون کانٹوں کے زخم

کے یکھا ہے لہذا اللہ والوں کے مجاہدات پر کیا اعتراض ہے کہ وہ حضرات ع
مخورند از برائے گلے خار ہا

ریک گل کے لئے مجاہدات امر و نہی اپنے نفس پر جھیلتے ہیں گل تو ایک ہے
کانے ٹہرت ہیں یعنی صرف رضائے حق کے لئے تمام زندگی نفس کی مخالفت
کائم کھاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۶۔ گلستان آب و گل یعنی دنیا میں خزاں کے بغیر کسی نے
بہار دیکھی ہے۔ اسی طرح آخرت کی بہار اسی کو ملے گی جو دنیا
میں نفس کی خواہشات پر موسم خزاں دیکھے گا۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۸۔ بس اللہ تعالیٰ کے لئے زندگی وقف کر دو انہیں کی
محبت میں مرنا جینا ہو اس کے علاوہ دنیا کے تمام کام لغو
ہیں یعنی جو کام اللہ کے لئے نہ ہو وہ بے کار سمجھی وجہ ہے کہ کفار جو کچھ بھی
خیر و نیکی مثل ہسپتال۔ اسکول۔ غربا کی امداد۔ ہوائی جہاز و دیگر ضرورت کے
لئے مصنوعات بناتے ہیں چونکہ بے ایمان ہیں۔ اللہ کے لئے یہ اعمال نہیں اس
لئے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم ان کے لئے قیامت کے دن میزان نہ قائم کریں گے
یعنی ان کے اعمال ضائع اور بے کار ہیں تو لینے کے قابل ہی نہیں

ترجمہ و تشریح ۶۶۹۔ جس دل کو حق تعالیٰ کی رحمت و عنایت صیقل نہ
کرے تو وہ دل حق تعالیٰ کی تجلی کو بے غبار کب مشاہدہ کر سکتا ہے

ترجمہ و تشریح ۶۷۰۔ عشق کی بلاؤں کے جہان میں دل عاشق جیسا بے خطر
اڑنے والا کسی اور کو دیکھا ہے؛ مطار رازنے کی جگہ، ہوائی جہاز
کے اسٹیشن کو بھی کہتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۸۱۔ سگ اصحاب کہف جیسا باوفا غار کے اندر کسی اور
کو دیکھا ہے؛ لیکن حق تعالیٰ جسے چاہیں باوفا بنا دیں کتے

پر ان کی نگاہ کرم کا یہ اثر ہے وفاداری میں تو جس انسان پر ان کی نگاہ کرم پڑ جاوے گی اس کی وفاداری کا کیا مقام ہوگا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ اولیائے کرامؓ کا خون شہادت اس فنا کا ثبوت فیصل ہے۔

حضرت شمس تبریزی سے مولانا رومی کی درخواست غلبہ حال میں

۶۸۲ ترجمہ و تشریح مولانا عرض کرتے ہیں کہ اے میرے مرشد شمس الدین! میں مست ہوں اور آپ غلبہ عشق الہی سے دیوانے ہو رہے ہیں تو ہم کو حق تعالیٰ تک کون پہنچائے گا۔ یعنی رہبری کے لئے ہوش چاہیے اور آپ کو عشق الہی نے بے ہوش و مست کر رکھا ہے۔ بارہا میں نے آپ سے عرض کیا کہ دو تین پیمانہ معرفت کی شراب سے کم ہی پیا کریں تاکہ ہم لوگوں کا خیال بھی آپ کو باقی رہے اور طالبین خدا کا بھی بھلا ہو۔

انتباہ ۵ : مولانا نے یہ مضمون غلبہ حال میں بیان فرمایا ہے کسی مرید اور طالب کے لئے شیخ سے ایسی باتیں کرنا حالت جو اس و ہوش میں خلاف ادب ہوگا۔

۶۸۳ ترجمہ و تشریح اے مرشد شمس تبریزی! آپ کے نعرہ ہائے درد عشق نے تمام اہل شہر کو دیوانہ اور بے ہوش کر رکھا ہے ہر ایک کی شوریدہ سری ایک دوسرے سے بڑھی ہوئی ہے۔

۶۸۴ ترجمہ و تشریح اے مخاطب! زہد خشک کا راستہ چھوڑ کر حق تعالیٰ کی محبت کا راستہ اختیار کر کیونکہ یہ راستہ جلد محبوب تک سائی

کا ذریعہ ہے اور جان بغیر محبوب کے بے کیف و محزون ہوتی ہے۔

انتباہ ۵ : محبت کا راستہ آسان تر اور نزدیک تر ہے اور تمام دین کو

لذیذ تر بنا دیتا ہے اور اس کی ترغیب حدیث شریف سے بھی ثابت ہے،
چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کی محبت کو اس سطح پر حق تعالیٰ سے
طلب فرماتا ہے ہیں کہ اے خدا اپنی محبت مجھے میری جان سے زیادہ اہل و عیال سے
زیادہ اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ عطا فرما دیجئے۔

میرے دوستو! اگر اتنی محبت ہماری روح میں حق تعالیٰ اس دُعائے
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں عطا فرمادیں راور مانگنے سے ضرور
انشاء اللہ عطا فرمائیں گے اور دُعاکا ادب بھی یہی ہے کہ مانگ کر اُمیدوار قبولیت
رہنا چاہیے، تو نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ - جہاد تہجد سب آسان ہی نہیں
بلکہ لذیذ تر ہو جائے اور ہر گناہ کا چھوڑنا آسان تر ہو جاوے۔

اے خدا! ہم سب کو اسی معیار کی محبت اپنی رحمت سے عطا فرما آمین
ایک حدیث میں یہ مضمون بھی ہے کہ اے خدا مجھے اپنی محبت تمام اشیاء سے
زیادہ عطا فرما آمین

ان مضامین احادیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی سٹھوڑی سی محبت
پر قناعت کرنا سخت نادانی ہے اور دین کے لئے ناکافی ہے۔ محبت کا وہی معیار
مطلوب ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے پاک سے طلب فرمایا ہے
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو محبت خداوندی کا یہ مقام حاصل ہی تھا آپ تو
یہ دُعایا مانگ کر دراصل ہمیں مانگنا سکھا گئے کہ اُمت ہماری اسی طرح مانگا کرے۔

۶۸۵۔ اے مرشد تبریزی! آپ کے کمالات عشق اور فیضان
ترجمہ و تشریح نسبت باطنی سے تو جس گوشہ کی طرف دیکھتا ہوں کوئی سرمست

و دیوانہ ذکر حق میں مشغول نظر آتا ہے اور پھر آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ ساقی
سرمست ساغر شاہانہ لئے ہوئے نظر آتے ہیں۔

انتباہ : ساغر و پیمانہ و خمر و خمار و مینا و جام و مینا و سبو و خم و ہراجی اور ساقی یہ تمام الفاظ تصوف میں جب استعمال ہوتے ہیں تو وہ اپنے لغوی معنی میں باقی نہیں رہتے بلکہ منقول اصطلاحی ہو جاتے ہیں اور سب کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ عبادت و ذکر میں روح کو لذت عطا ہوتی ہے اور ایک خاص قسم کا سرور اور سکون اور اطمینان ہوتا ہے کبھی استغراق اور بیخودی سی بھی ہو جاتی ہے اور کبھی کوئی حال بھی غالب ہو جاتا ہے اور استحضار حق اور حضوری حق سے روح ہر وقت باکیف رہتی ہے انہیں حالات و کیفیات کو بیان کرنے کے لئے صوفیائے کرام الفاظ مذکورہ کو استعمال کرتے ہیں اور شیخ و مرشد چونکہ وسیلہ ہے ان باطنی نعمتوں کا اس لئے اُسے ساقی سے تشبیہ دیدیتے ہیں پس مشبہ اور مشبہ بہ میں صرف اتنی سی جزئی مناسبت اور قدر مشترک ہے اور فن میں اس طرح کا مجاز مرسل اہل فن استعمال کرتے ہیں۔ یہ مضمون اس وجہ سے احقر مؤلف نے لکھا کہ اہل ظاہر ان الفاظ سے لغوی معنی کی طرف ان پاکیزہ مضامین کو نہ منسوب کریں۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ ارشاد فرماتے تھے کہ جس فن کا مطالعہ کیا جائے اس فن کے اصطلاحات سے آگاہی ضروری ہے ورنہ مفہم صحیحہ تک ادراک ناممکن ہے۔

۶۸۶ اے محرم ۱ ہزار علوم و معرفت حضرت شمس الدین تبریزیؒ

ترجمہ و تشریح جب آپ نے ایک خلق کو اپنے آہ و نالوں اور درد باطن سے سرگشت و سرمست و حیران و دیوانہ بنا رکھا ہے تو آپ کا خلق سے کنارہ کش ہونا اب مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اب ان طالبین کے احوال پر رحم کیجئے اور ان کی تربیت و اصلاح کے لئے مخلوق سے رابطہ منقطع نہ فرمائے۔

یہ مولانا نے غلبہ حال سے خطاب کیا ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا ورنہ مرشد سے

ایسی باتیں کرنا حالت ہوش میں خلاف ادب ہے)

”منتخب اشعار“

شعر ۶۸۷ ہر روز پر زیادے از سوے سر پر پردہ
 مارا و حریفان را در رقص در آورده
 شعر ۶۸۸ جسم جگر ت را من بستان جگر دیگر
 تاثیر بزیر آری لے رو بہ و پڑمردہ

شعر ۶۸۹ مبارکباد آمد ماہ روزہ
 رہت خوش باداے ہمراہ روزہ
 شعر ۶۹۰ نظر کردم کلاہ از سر بیفتاد
 سرم را مست کرداں شاہ روزہ
 شعر ۶۹۱ دُعا ہا اندریں مہ مستجاب ست
 فلک ہارا بدرد آہ روزہ

شعر ۶۹۲ بیا دل بردل پرور دمن نہ
 بیارخ بر رخاں زر دمن نہ
 شعر ۶۹۳ تو خورشیدی داز تو گرم عالم
 یکے تابش بر آہ سردمن نہ
 شعر ۶۹۴ ازاں جو ہر کہ از دریا بر آری
 بیا بر مفرق پڑ گردمن نہ

- شعر ۶۹۵ بہر شرطی کہ بنہی من مطیعم
ولیکن شرط من در خورد من نہ
- شعر ۶۹۶ بہر جلمے نمیگر دد سرم مست
بہ پیشم نال مئے خوگر دمن نہ

-
- شعر ۶۹۷ ایام گشتگان راہ و بے راہ
شمارا باز میخواند شہنشاہ
- شعر ۶۹۸ دلا بیگاہ شد باز آبخانہ
کہ ترک آید سوئے خانہ شبانگاہ
- شعر ۶۹۹ بمقنا طیس آید آخر آہن
بسوئے کہر با آید یقین کماہ
- شعر ۷۰۰ کنوں درگاہ گردوں برکشادند
کہ عاجز شد فلک از نالہ وآہ
- شعر ۷۰۱ چو اہل آل شوی در فہمت آید
چہ میگویند مردان سحر گاہ

-
- شعر ۷۰۲ بر بندایں وہاں را بکشادہاں جاں را
تاہر دو عالمت زوگر دویکے نوالہ

-
- شعر ۷۰۳ بدانکہ خلوت دل بر مثال دریائیت
بقعر بجر گہرہائے خوب ناسفتہ

شعر ۷۰۴

اگرچہ ہر طرف ہست راہ در طلبش

براہ دور بجوئی ازاں شوی حستہ

شعر ۷۰۵

میاں گلبنِ دل جاں بخت از خاکے

بہیں دلا تو ز خاری ہزار گلدرستہ

شعر ۷۰۶

در لے دیدہ و دل در یچہ بکشادہ

برون چرخ بریں رفتہ صد سما دیدہ

شعر ۷۰۷

بہ پیش عشق دو عالم چو دانہ پیش خروس

چنین بود نظر پاک کبریا دیدہ

شعر ۷۰۸

الہ را کہ شناسد کہے کہ است زلا

زلا کہ است بگو عاشقے بلا دیدہ

شعر ۷۰۹

دہاں کشادہ ضمیر و صلاح دیں را گفت

توئی حیات من اے دیدہ خدا دیدہ

شعر ۷۱۰

چو آفتاب بر آید ز قرآب سیاہ

ز ذرہ ذرہ شنو لا الہ الا اللہ

شعر ۷۱۱

چہ جائے ذرہ کہ چون آفتاب جاں آید

ز آفتاب رلودند خود قباد کلاہ

شعر ۷۱۲

از جان و دل گوید کہے پیش چناں جانانہ

ذر سیم و زر گوید کہے پیش چناں سہیں برے

شعر ۷۱۳ لقمہ شدے کون و مکاں گر عشق را بولے دہاں
درباں بدندے سروراں گر عشق را بولے درے

شعر ۷۱۴ آمد بہارے دوستان خیزید سوئے بوستان
اتما بہار من توئی من ننگرم درد یگرے

۶۸۷۔ ہر روز عالم غیب سے تجلیات الہیہ مختلف شان سے
ہماری ارواح پر حضرت شمس الدین تبریزیؒ کے فیض سے
منکشف ہو رہی ہیں جس سے مجھ پر اور دیگر سالکین پر حالت وجد طاری ہے۔

۶۸۸۔ مولانا حق تعالیٰ کی طرف سے مجاہدہ کی حکمت بیان
فرماتے ہیں کہ اے طالب! میں مجاہدات سے تیرے جگر کا
خون اس لئے کرتا ہوں کہ اس جگر کے بدلے تجھے دوسرا قوت والا جگر عطا کروں جس
کی طاقت سے اے افسردہ اور روباہ کی طرح بزدل تو شیر جیسے نفس کو زیر کر لے
اور نفس کے بڑے تقاضوں پر تو غالب آجائے۔

۶۸۹۔ ۱۶۹۰ء رمضان مبارک تجھے مبارک ہو اور
اور تو خوش رہے تجھے (یعنی ہلال رمضان) دیکھنے سے میری ٹوپی
سر سے گر گئی اور شاہ رمضان نے میرے سر کو مست کر دیا۔

۶۹۱۔ اس ماہ مبارک میں دعا خوب قبول ہوتی ہے اور
روزہ دار کی آہ آسمان کو پہاڑی ہوتی مولائے عرش تک
جاتی ہے۔

۶۹۲۔ اے محبوب مرشد! آپ اور میرے تربیت کردہ
قلب پر اپنا دل رکھ دیجئے اور آپ میرے زرد رخسار پر

اپنے زحار مبارک کو رکھ دیجئے۔ اس شعر میں مرشد سے عنایت خصوصی اور توجہ خصوصی کی درخواست ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۹۳۔ اے شمس الدین تبریزی! آپ تو معرفت کے آفتاب ہیں کہ ایک عالم آپ سے گرم ہو رہا ہے یعنی آپ کا فیض عام ہو رہا ہے ازراہ کرم لے آفتاب! کھوڑی سی تابش رگرمی شعاع، میری آہ سرد پر رکھ دیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۶۹۴۔ اے شمس الدین تبریزی! آپ نے دریائے معرفت سے جو موتی چنے ہیں آئیے اور میرے گرد و عنبار سے اٹے ہوئے سر پر رکھ دیجئے یعنی یہ سردیوانہ اس کا زیادہ مستحق ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۹۵۔ اے مرشد! آپ جو شرط میری باطنی تربیت کے لئے رکھیں مجھے منظور ہے اور میں جملہ شرائط کا پابند و مطیع ہوں گا لیکن میری شرط کو بھی آپ اپنے کرم سے منظوری عطا فرمادیں اور وہ شرط جو باہر معرفت کا عطا کرنا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۹۶۔ مرشد تبریزی! ہر جام سے میرا سرمست نہیں ہوتا آپ تو مجھے تیز والی رے خود دراصل مئے تند خو ہے، ضرورت شعری سے تند کو حذف کیا، پلائے مراد یہ کہ عشق و محبت کا بلند ترین مقام مجھے عطا فرمائیے جیسا کہ ایک طالب نے حضرت شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا تھا

ع عشق حق کی آگ سے سینہ مرا بھرا دیجئے

اور حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں ع رگوں میں لہے کہ چنگاریاں ہیں

ع اے سوختہ جاں بھونکد یا کیا مرے دل میں

ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں

۶۹۷۔ اے گم گشتگان راہ اور بے راہ لوگو! خوشخبری ہو کہ **ترجمہ و تشریح**
تمہیں شہنشاہ حقیقی پھر یاد فرما رہے ہیں اور بلارہے ہیں۔

۶۹۸۔ اے دل بے کیف! تو خلق سے یکسو ہو کر خالق کی **ترجمہ و تشریح**
طرف متوجہ ہو جا کہ وہ محبوب حقیقی تجھ پر کرم فرما ہونا

چاہتے ہیں۔

۶۹۹۔ لوہا بالآخر مقناطیس کے پاس آ ہی جاتا ہے اور گھاس **ترجمہ و تشریح**
کھربا کی طرف داصل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ہماری روح عالم ارواح

کی طرف کہ اس کا اصل مرکز ہے متوجہ ہوتی جا رہی ہے اور غفلت کے پڑے چاک
ہوتے جا رہے ہیں۔

۷۰۰۔ عاشقین کی گریہ و زاری اور آہ و نالوں پر دریائے **ترجمہ و تشریح**
رحمت کو جوش ہوا اور آغوش قبولیت کشادہ فرما دیا۔

۴ عرش لرزد از انیس امین المذنبین

ترجمہ نالہ گنہگاراں سے عرش کانپنے لگتا ہے

انچنان لرزد کہ مادر بر ولد

گوش شاں گیرد ببالامی کشد

ترجمہ اس طرح عرش کانپتا ہے جس طرح روتے ہوئے بچہ پر ماں کانپتی ہے
رحمت سے اور اس کا کان پکڑ کر گود میں اٹھا لیتی ہے۔

کُل مضمون بالا کا حاصل یہ ہے کہ گریہ و زاری آہ و نالہ کو حق تعالیٰ کی بارگاہ
میں بڑی مقبولیت ہے۔

۷۰۱۔ اے لوگو! جب حق تعالیٰ شانہ کی راہ میں قدم بڑیگے **ترجمہ و تشریح**
اور کسی شیخ کامل کی صحبت میں رہ کر کچھ مدت ذکر و شغل کر دے

تو ان باتوں کو سمجھنے کی اہلیت پیدا ہوگی پھر معلوم ہوگا کہ یہ اللہ کے دیوانے
 (مردان سحر گاہ - تہجی پڑھنے والے) کیا کہتے ہیں -

۷۰۲۔ اے لوگو! یہ منہ بند کر و لعین خاموشی اختیار کرو
ترجمہ و تشریح اور روح کا منہ کشادہ کرو پھر دونوں جہاں تمہاری روح کے
 عالم وسیع کے سامنے ایک لقمہ معلوم ہوگا۔

۵۔ عجب کیا ہے جو یہ عالم بایں وسعت بھی زنداں ہے

میں وحشی بھی تو وہ ہوں لامکاں جس کا بیاباں ہے

(مجدوبؑ)

۷۰۳۔ دل کا خلوت کدہ مثل سمندر ہے اور سمندر کی گہرائی
ترجمہ و تشریح میں بہترین موتی پوشیدہ ہیں لیکن بحر دل میں غوطہ لگانا آسان
 نہیں کسی اللہ والے کی جوتیاں اٹھانی پڑتی ہیں۔

۷۰۴۔ حق تعالیٰ کی طلب کی راہیں ہر طرف ہیں لیکن اے
ترجمہ و تشریح مخاطب تو نے دور دراز کا راستہ اختیار کیا ہے اس وجہ سے خستہ
 ہو رہا ہے۔ قریب کا راستہ مرشد کامل (متبع شریعت و سنت) سے ملتا ہے

۷۰۵۔ دل کے گلاب میں روح کانٹوں کا عزم برداشت کر کے
ترجمہ و تشریح خستہ ہو گئی لیکن اے دل ان مجاہدات کے صدقے میں ہزاروں
 گلدستہ قرب و معرفت الہیہ کے تو دیکھ لے

پہنچنے میں ہوگی توبے بے حد مشقت

تو راحت بھی کیا انتہائی نہ ہوگی

(مجدوبؑ)

گلابیں - گلاب کا درخت

ترجمہ و تشریح اے مرشد شمس الدین تبریزی! آپ نے اپنے دیدہ و دل کے علاوہ سینکڑوں خفیہ دریچے اور کھول رکھے ہیں اور اس آسمان کے علاوہ سینکڑوں آسمان دیکھے ہیں مراد قرب و تجلیات الہیہ ہیں کہ آسمان اس سے محروم ہیں

آسمان بار امانت نتوانست کشید

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

ترجمہ امانت عشق الہیہ آسمان نہ اٹھا سکا اور ڈر گیا اور قرعہ فال ہم دیوانوں کے نام نکلا یعنی انسان نے اٹھالیا رحلھا الاخوان پس معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کے مقامات مافوق الافلاک ہوتے ہیں اور ان کی قیمت افلاک سے زائد ہے۔

مے کے عاشق حق کے سامنے دونوں جہاں کی مثال ایسی ہے

جیسے مرع کے سامنے دانہ ہو کہ جب چاہتا ہے چگ لیتا ہے۔

یہی حق شناس کبریا دیدہ آنکھوں کا مقام ہوتا ہے۔

دونوں عالم لے چکا ہوں میکشوں

یہ گراں مے تم سے کیا ہی جائے گی (مخدوب)

اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں

محو کھڑا ہوا ہوں میں حُسن کی جلوہ گاہ میں اصغر

مراد یہ کہ عاشق حق رضائے حق کا طالب ہوتا ہے اور دونوں عالم لینے

کو تیار رہتا ہے ایک بزرگ کا شعر ہے۔

قیمت خود ہر دو عالم گفتہ

نرخ بالا کن کہ ارزانی مہنوز

ترجمہ اے خدا آپ نے اپنی قیمت دونوں جہاں فرمایا ہے نرخ اور زیادہ
کیجئے کہ دونوں جہاں بھی آپ کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۷۰۸۔ خدا کو وہی پہچانتا ہے جو اغیار کو لا الہ سے ختم کرتا
ہے۔

دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل
سج رہا ہے شاہ خوباں کے لئے دربار دل

(علامہ سلیمان ندوی)

اور جو غیر حق سے اپنے قلب کو خالی نہ کر سکا وہ حق کو کب پاسکا

ترجمہ و تشریح ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی (محبوبؑ)

اور غیر اللہ سے کوئی غلامی نہیں پاسکتا جب تک کہ مجاہدات کی بلاؤں کو نہ
برداشت کرے۔ بلا دیدہ ہی نجات پاسکتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۰۹۔ حضرت صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ جو مولانا
کے محبوب رفیق تھے ان سے فرمایا کہ اے ضمیر دہاں کشادہ!

لے دیدہ خدا دیدہ! آپ ہی ہمارے لئے بہار زندگی ہیں

ترجمہ و تشریح ۷۱۰۔ جب قلب کے تاریک سمندر سے آفتاب حق طلوع
ہوتا ہے یعنی نسبت مع اللہ کے انوار جلوۂ فگن ہوتے ہیں،

تو سالک ہر ذرہ کائنات سے لا الہ الا اللہ کی آواز سنتا ہے یعنی حالاً ذوقاً
و جدلاً وہ اپنی عارفانہ نظر سے یہی دیکھتا ہے کہ الاکل شیء ما خلا اللہ باطل
اللہ کے سوا ہر شے فانی ہے اور سوائے خدا کے کوئی باقی نہیں اور
وہ آفتاب جان یعنی نور مطلق حقیقی جب قلب سالک پر متجلی ہوتا ہے تو

اس عورشید جہاں تاب کا تھا اور ٹوپی کو بھی اڑا دیتا ہے یعنی یہ شمس و قمر حق تعالیٰ شانہ کے نور کے سامنے ماضی اور پچھلے بلکہ کالعدم معلوم ہوتے ہیں

۵ چو سلطان عزت علم برکشہ

جہاں موجب عدم درکشہ

ترجمہ جب وہ سلطان عزت اپنا جھنڈا لہرا دیتا ہے تو کائنات اپنا سر جیب عدم میں ڈال دیتی ہے۔

ترجمہ و تشریح محبوب حقیقی کے جمال لازوال کے سلنے دل و جان کا تذکرہ کون کرتا ہے یعنی ہر مجاہدہ کو گوارا کرنا آسان ہے

حتیٰ کہ جان بھی دیدینا ۵

ترجمہ و تشریح جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اُس محبوب جہاں فرور کے سامنے سیم وزر کا تذکرہ کیا معنی رکھتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۱۲ اگر عشق کے منہ ہوتا تو یہ دونوں جہاں اُس کے لئے ایک لقمہ ہوتا اور اگر عشق کا دروازہ ہوتا تو اس کی دربان

کے لئے بڑے بڑے سردار خواہشمند ہوتے۔ مراد عشق حقیقی ہے کیونکہ عشق مجاز

درہل فسق ہے اور عاشق مجاز درہل فاسق ہے یہی وجہ ہے کہ فاعل اور

مفعول دونوں ایک دوسرے کی نگاہ میں ذلیل ہو جاتے ہیں اور کائنات بھی نہیں

ذلت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ لہذا فسق کا نام عشق رکھنا ہی غلط ہے حق تعالیٰ

ارشاد فرماتے ہیں اَفْنُزِیْنِ لَہُ سَوِّءِ عَمَلِہُ فَرَاہَ حَسَنًا جِسْ شَخْصِ کَہُ نِگَاہِہِیْنِ

شیطان بُرائی کو مُزین کر دیتا ہے تو وہ بُری شے کو اچھی دیکھتا ہے۔ اس مضمون

پر ایک مستقل رسالہ حضرت شیخ تھانویؒ نے لکھا تھا جس کا نام تمییز العشق من الفسق

تھا۔

ترجمہ و تشریح | ۱۳۱۔ بہار آگئی اے دوستو! باغ کی طرف چلو لیکن میرے
بہار تو اے شمس الدین تبریزی! آپ ہیں آپ کے علاوہ کسی
اور کو ہم نہ دیکھیں گے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی فرماتے ہیں کہ شیخ سے ایسا ہی تعلق ہونا چاہیے
بشرطیکہ وہ شیخ واقعی متبع سنت و شریعت اور ماہر طریقت ہو، پھر حضرت
گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ
اگر کسی مجلس میں اکابر جمع ہو جاویں (بالفرض) حضرت خواجہ معین الدین
چشتی؟ اور حضرت علامہ غزالی؟ اور حضرت جنید بغدادی؟ وغیرہم اور اسی مجلس
میں ہمارے مرشدنا حضرت حاجی اداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
بھی ہوں تو میری نظر صرف حضرت حاجی صاحب کی طرف رہے گی کیونکہ ہماری
تربیت توحق تعالیٰ نے حضرت حاجی صاحب کے ہاتھوں سے کرائی ہے۔

منتخب اشعار

” در بیان فیوض و برکات صحبت مرشد “

شعر ۱۴۲۔ از خلق پنہاں اے پری در جان من درد لبری

اے زہرہ صد شتری اے سر لطف ایزدی

شعر ۱۴۵۔ از زہرہ تنگ آید ترامہ تیرہ رنگ آید ترا

افلاک تنگ آید ترا چون تو بجولاں میروی

شعر ۱۴۶۔ یک مسئلہ می پر سمت ای روشنی بر روشنی

ای چہ افسوں می دی غم را کہ شادی میکنی

- شعر ۴۱۷ ہر لحظہ جگے روم ہر دم بیباغ میر و م
بے فکر و بے دل می روم چو دست بردل میزنی
شعر ۴۱۸ لالہ بخوں غنیلے کند نرگس ز حیرت سر نہید
غنچہ بیند از دکھ سوسن فتد از سوسنی
شعر ۴۱۹ گر خاطر اشترو لم خوش شیر گیر او شدے
شیران نر را این زماں در زیریں آوردے

در بیان آثار وصول الی اللہ

- شعر ۴۲۰ بدی تو بلبل متے میانہ چنداں
رسید بوئے گلستاں بگلستاں رفتی
شعر ۴۲۱ تو تلج را چہ کنی چونکہ آفتاب شدی
مگر چرا طلبی چونکہ از میاں رفتی
شعر ۴۲۲ خموش باش مکش رنج گفتگوئے خنپ
کہ در کنار چناں یار مہرباں رفتی
شعر ۴۲۳ ز جان خویش اگر بویے تو نیا بندے
چو استخواناں دل و جان را بسگ سپردندے
شعر ۴۲۴ اگر نہ پر تو رویت بر آب می تا بید
بجائے آب ہمہ زہر ناب خوردندے

در بیان ترغیب عشق حقیقی و احترام از حسب دنیا

- شعر ۴۲۵ دوش آمدہ بود دست مرا خواب ربودہ
آں شاہ دلا رام من و محرم جانی
شعر ۴۲۶ ہر گوشہ نشانیست ز مخلوق بخالق
قانع شود عاشق بیدل بہ نشانی

- شعر ۴۲۶ برخیز و بیا دیدہٴ عمر ابد میں
- تا با زر ہی زود ازی عالم فانی
- شعر ۴۲۷ عاشق شو و عاشق شو و بگذار امیری
- سلطان بچہٴ آخر تا چند اسیری
- شعر ۴۲۸ در خاک میا میز کہ تو گوہر پاکی
- در سر کہ میا میز کہ تو شکر شیری
- شعر ۴۲۹ تا فضل و کرامات و مقامات تو دیدم
- ببیزار ازین فضل و مقامات حریری
- شعر ۴۳۰ اے چشمہٴ خورشید کہ جو شیدی زان بحر
- تا پردہٴ ظلمات با نوار دریدی
- شعر ۴۳۱ ہر خاک کہ در دست گرفتی ہمہ زرش
- شد لعل و زمر و ہمہ سنگے کہ گرفتی
- "در بیان آثار عشق حقیقی"
- شعر ۴۳۲ اے آنکہ آفتاب و چراغ جہاں شوی
- اندر کنار مردہ در آئی و جان شوی
- شعر ۴۳۳ اندر دو چشم کور در آئی نظر شوی
- اندر وہاں گنگ در آئی زبان شوی
- "در بیان مقامات عالیہ اولیائے کرام"
- شعر ۴۳۴ شاہد ہچو کواکب در پیت
- تو رداں چو ماہ روشن میروی
- شعر ۴۳۵ ہر دم اے دل سوئے جاناں میروی
- در نظر ہا سخت پنہاں میروی

- شعر ۴۳۷ اے نشت با حریفان در زمیں
وز دروں بالائے کیواں می روی
- شعر ۴۳۸ پیش مہاناں صورت حاضری
گر بمعنی پیش یزدان می روی
- شعر ۴۳۹ در جہاں غمگین نماندی لیک تو
در نہاں از جملہ خلقاں می روی
- شعر ۴۴۰ حال ما بنگر بر پیغام ما
چوں پیش تخت سلطاں می روی
- شعر ۴۴۱ شکر کن در عشق او بگداختی
سر بریدہ نال کن مانند نے
- شعر ۴۴۲ شمس تبریزی بیاد من نگر
تا بہ بینی تو مرا معدوم شے
- شعر ۴۴۳ بگذر از خوردشید و از مہ چو خلیل
ورنہ در خوردشید کامل کے رسی
- شعر ۴۴۴ بے عنایتہائے آل دریائے لطف
از چنیں موجے بسا اہل کے رسی
- شعر ۴۴۵ از مرگ چوں اندیشی چوں جان بقاداری
در گور کجا گنجی چوں نور خدا داری
- شعر ۴۴۶ خوش باش کز بس عالم گرایج نداری تو
خود جملہ تو میداری گر دلبر ماداری

”خطابات آرزو ہدان خشک کہ از صوفیائے کرام نفور باشند“

شعر ۴۲۷ ہمرنگ جماعت شو تالذت جاں بینی

در کئے خرابات آ تا در دکشاں بینی

شعر ۴۲۸ از بہر عجزے را تا چند وہی کا بیس

از بہر سہ ناں تا کے شمشیر و سناں بینی

شعر ۴۲۹ اندک اندک بجنوں راہ بری از دم من

برہی از خورد و با من دیوانہ شوی

تجلیات پنہانی

شعر ۴۵۰ از کجا تاقت چنین ما دریں قالب ما

تا ز جا رفت دل و رفت بجلے عجبے

شعر ۴۵۱ خاکیا نرا کہ ہوش می بخشد

با دشاہے عظیم جبارے

شعر ۴۵۲ تو شاہے عظیم کہ در دل مقیم

تو آب حیا کی کہ در تن روانی

شعر ۴۵۳ بہر دم گویدت دہلا حلاّت با خون ما

کہ خون ہر کرا خوردی و راحتی ابد کردی

”اعتذار عاشقان و خطاب زیشاں“

شعر ۴۵۴ ندارد چارہ دیوانہ بجز زنجیر خانیدن

حلال استت ثواب استت اگر زنجیر می خانی

شعر ۴۵۵ بگو امرارے مجنوں ز ہشیاراں چہ می ترسی

قبابشگاف اے گردوں قیامت را چہ می پائی

علہ کا بیس - بہر روز غیثت عظیم تا ضمیر عشق کی طرف ہے۔

- شعر ۷۵۶ اگر پرواز عشق تو دریں عالم نمی گنجد
بسوئے قاف قربت پر کہ سیمری و عنقائی
- شعر ۷۵۷ در آتش بایست بودن همه تن چو شہ نغم
اگر خواهی کہ عالم را ضیا و نور افزائی
- شعر ۷۵۸ دلای ساز باخارش باو بود گلزارش
اگر خواهی کہ بوی گل بکش از خار رنجورے
- ”خطاب از اہل ظاہر و اہل طبع یا بس“
- شعر ۷۵۹ تو خود می نشنوی بانگ دہل را
رموز سر پنہاں راجہ دانی
- شعر ۷۶۰ ہنوز از صورت کفرت خبر نیست
حقائق ہائے ایماں راجہ دانی
- شعر ۷۶۱ درخت سبز دانند قدر باران
توخشی قدر باران راجہ دانی
- شعر ۷۶۲ ہنوزت در قدم خارست بہ نشیں
تو اشکال گلستاں راجہ دانی
- شعر ۷۶۳ تر در چرخ آوردست ماہے
تو ماہ چرخ گرداں راجہ دانی
- شعر ۷۶۴ تجلی کرد نور شمس تبریز
آودیوی نور رحماں راجہ دانی
- عنایات مرشد
- شعر ۷۶۵ مرا بگرفت روحانے نگارے
کنارے او کنارے او کنارے

- شعر ۶۶۶ مبادایچ دل را از چسبیں عشق
 ترسے او ترکے او قرارے
- شعر ۶۶۷ فتادہ دردماغ از شمس تبریز
 خاکے او خمارے او خمارے
- شعر ۶۶۸ بیالے یار کامشب یار مائی
 چو گل باید کہ ہاما خوش برائی
- شعر ۶۶۹ خدا یا چشم بدرا دور گرداں
 خدا وندا نگہدار از جسدائی
- شعر ۶۷۰ نہ من مانم نہ دل ماند نہ عالم
 اگر فردا بدیں خوبی در آئی
- شعر ۶۷۱ نہادم دست بر دل تانا نہ پرد
 تو دل از سنگ خارا در ربائی
- شعر ۶۷۲ بر آئے ماہ تا خوبی بہ بینی
 بیالے زہرہ رعنا کجائی
- شعر ۶۷۳ بہر جانے ز سودے تو دود لیت
 کرائے تو کجائے تو چہ جانی
- شعر ۶۷۴ بیالے جان مارا زندگانی
 بیالے چشم مارا روشنائی
- شعر ۶۷۵ طلب مرشد از خدائے تعالیٰ
 اگر درد مرا در ماں فرستی
- دگر گشت مرا باران فرستی

- شعر ۷۷۶ وگر آں شاہ خوباں را بحیلت
ز خانہ جانب میداں فرستی
- شعر ۷۷۷ وگر ساقی جان عاشقاں را
میان حلقہ مستان فرستی
- شعر ۷۷۸ ہمہ ذرات عالم زندہ گردد
کہ جانہا را ہمہ جانان فرستی
- شعر ۷۷۹ منم کشتی دریں بحسرت مہادا
کہ بر من باد سرداں فرستی
- شعر ۷۸۰ ہی خواہم کہ کشتیاں تو باشی
اگر بر عاشقاں طوقاں فرستی
- شعر ۷۸۱ دل پڑمان عاشق بادہ خواہد
تو ادراعصہ پنہاں فرستی
- شعر ۷۸۲ یکے رطل گراں بر ریز بروی
ازاں بادہ کہ بر مرداں فرستی
- شعر ۷۸۳ چہ باشدای صباگر ای غزل را
بخلوتخانہ سلطان فرستی

فیوض و برکات مرشد

ترجمہ و تشریح [۱۷۷۷] اے مرشد تیریزی! آپ مخلوق سے پنہاں خلق سے گریزاں باحق آویزاں میری جان میں اپنی محبوبیت اور جذب سے دلبری فرما رہے ہیں۔ اے حق تعالیٰ کے لطاف پنہاں کے حامل! آپ سینکڑوں طالبین کے محبوب ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۵۱۔ اے مرشد شمس الدین تبریزی! آپ مرتبہ روح میں حق تعالیٰ سے اس قدر مقرب ہیں کہ آپ انوار نسبت

دانوار تعلق مع اللہ و تجلیات قرب کے سامنے یہ زہرہ ستارہ اپنی بلندی کے باوجود خود کو ستر مسار اور چاند اپنی روشنی کو تیرہ و تاریک محسوس کر رہا ہے اور افلاک آپ کے وسعت روحانی اور باطنی اور تیز رفتاری کے سامنے حقیر و تنگ ہیں۔

عجب کیا گر بایں وسعت یہ عالم مچکوزنداں تھا
میں وحشی بھی تو وہ ہوں جس کا دو عالم بیاباں تھا
(مجدوب)

آسمانہا ست در ولایت جاں

ایں جہاں و کار فرمائے جہاں

در رہ روح پست و بالا ہاست

کوہ ہائے بلند و صحرا ہاست

ترجمہ روح کے ملک میں بہت سے آسمان پوشیدہ ہیں اور یہ خود کار فرمائے جہاں متجلی ہیں اور روح کی سیر گاہ کے راستے میں بہت سے نشیب و فراز پستیاں اور بلندیاں ہیں بلند ترین پہاڑ اور بہت سے صحرا ہیں۔

حضرت رومی؟ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ انسان کا ظاہر تو نہایت کمزور ہے کہ ایک مچھر بھی کاٹ لے تو چیخ اٹھتا ہے لیکن انسان کا باطن یعنی روحانیت تمام آسمانوں کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے لیکن اس کا ادراک صرف انہیں کو ہوتا ہے جنہوں نے اپنی روح کو حق تعالیٰ شانہ

کے ساتھ وابستہ کر دیا اور مجاہدات و ریاضات ذکر و شغل سے روح کو روشن
کر لیا۔ شعریہ ہے ۷

ظاہر شِ راپشہ آرد بہ چرخ

باطن شِ باشد محیط ہفت چرخ

کبھی کبھی تو اسی ایک مشت خاک کے گرد

طواف کرتے ہوئے ہفت آسماں گزرے

(جگر)

جب کبھی وہ ادھر سے گزے ہیں

کتنے عالم نظر سے گزے ہیں

(حضرت عارفی)

روحانی ترقی کی تدبیر کیا ہے ؟

لب پہ ذکر اللہ کا تکرار ہو

دل میں ہر دم حق کا استحضار ہو

اس پہ تو کر لے اگر حاصل دوام

بھر تو کچھ دن میں یہ بیڑا پار ہو

انشاء اللہ تعالیٰ

لیکن یہ دولت ذکر و فکر کسی شیخ کامل کی صحبت ہی سے میسر ہوتی ہے

۱۶۷۔ اے مرشد شمس الدین تبریزی ! آپ سے ایک مسئلہ

ترجمہ و تشریح [دریافت کرتا ہوں کہ آپ روشنی بر روشنی نور علی نور ہیں

وہ مسئلہ یہ ہے کہ آپ کے ساتھ جب سے رابطہ قائم ہوا ہے تو کیا راز ہے کہ

آپ کا فیض روحانی میرے عزم کو خوشی سے تبدیل کرتا جا رہا ہے۔ دراصل یہ

طمانیت و خوشی روحانی سکون سے ہے جو روح اپنی غذا یعنی ذکر حق پہاچاتی ہے اس کو یہی دولت عطا ہوتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۱۷۔ اے مرشد! جب سے آپ نے میرے قلب پر توجہ و شفقت خصوصی فرمائی ہے ہر وقت باع مسرت میں ہوں اور ہر وقت بے فکر و کیف بے خودی سے سرشار ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۷۱۸۔ اے مرشد تبریزی! آپ کے انوار و جمال کو دیکھ کر لالہ چمن میں حونِ غمِ ننگ سے نہا رہا ہے اور زرگس حیرت سے سرنگوں ہے اور غنچے اپنے تاج سے اور سوسن اپنی شان سوسنی سے دستبردار ہو رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۷۱۹۔ اگر میرے دل نے فیوض مرشد حاصل کر لیا تو بڑے بڑے شیرانِ طریق میرے مقامِ قرب سے حیرت زدہ ہونگے

”در بیان آثار وصول الی اللہ“

ترجمہ و تشریح ۷۲۰۔ اے طالبِ حق! تو ساقیِ ازل سے ازل ہی میں خدا کا بلبلِ مست بن چکا لیکن دنیا میں اُلوؤں کے اندر کھنپس گیا تھا اور عہد وفا الٹ بھول گیا تھا اُلوؤں سے مراد آخرت سے غافل لوگ ہیں، پھر جب اللہ والوں کی صحبت میں تو نے وطنِ آخرت کا تذکرہ سنا اور اللہ تعالیٰ کی خوشبوئے قرب نے تیری روح کو مست کر دیا تو پھر تو نے گلستانِ قربِ خدا میں اپنا آشیانہ بنا لیا یعنی اہل اللہ کی صحبت اور ذکر و فکر و عبادت کا مزہ لوٹنے لگا

لگ چکا تھا دلِ قفس میں پھر پریشاں کر دیا
ہمسفیر و تم نے کیوں ذکرِ گلستاں کر دیا (مخدوب)

ترجمہ و تشریح ۷۲۱ اے طالب حق! جب تو آفتاب ہو گیا تو تاج کیا کر گیا اور جب تونے اپنے نفس سرکش کی مکر توڑ دیا تو پھر مکر و ٹپکا کیا کرے گا۔ یعنی اللہ والوں کو جب قرب خدائے پاک کا آفتاب مل جائے تو پھر تاج و تخت و مکر و ٹپکا جیسے شاہی و شاہزادگی کے لوازم سے مستغنی ہو جانا چاہیے۔

ترجمہ و تشریح ۷۲۲ خاموش ہو جا اور نہ سونے کے حکم سے رنجیدہ نہ ہو کہ تیرے پاس کیسا مہربان محبوب موجود ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۲۳ اے خدا! اگر آپ کے عاشقوں کو اپنی جانوں میں آپ کے قرب کی خوشبو نہ محسوس ہوتی تو شدتِ غمِ فراق سے مثل ہٹی کے اپنے دل و جان کو کتوں کے سپرد کر دیتے یعنی زندہ نہ رہتے۔

کوئی مزہ مزد نہیں کوئی خوشی خوشی نہیں

تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں

ترجمہ و تشریح ۷۲۴ اور آپ کی تجلیات صفاتیہ کا ظہور پانی پر نہ ہوتا یعنی کائنات میں نہ ہوتا تو بجائے آب کے یہ عشاق زہر کھا لیتے یعنی اس کائنات سے لطف اندوز ہونے کے بجائے آپ کی حُداں کے غم سے گھل گھل کر ہلاک ہو جاتے۔ مگر یہ تو آپ کا کرم ہوا کہ آپ کی نشانی کائنات کا ہر ذرہ بتا رہا ہے۔

جمال تیرا چھپائے گی کیا بہار چمن

گلوں سے چھپ نہ سکی جس کی بوئے پریاں

تیرے جلوؤں کی رنگین بہاریں

دیکھتے دیکھتے سو گئے ہم

روایت: ایک بدوی صحابی نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا اے

آسمان اور اے نجوم تمہارا کوئی رب اور خالق ہے پھر کہا اے اللہ ہم کو بخش دیجئے۔ یہ باتیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنیں تو ارشاد فرمایا کہ اے شخص تیری باتیں خدا کو پسند آئیں اور تیری بخشش فرمادی۔ احقر مولف عرض کرتا ہے کہ کبھی کبھی یہ عمل جب رات کو آسمان اور ستاروں کو دیکھے تو کر لیا کرے ان کی رحمت کے بہانوں پر حر لیں ہونا چاہیے۔

۴۲۵۔ رات حضرت شمس الدین تیریزیؒ کو خواب میں دیکھا

ترجمہ و تشریح

کہ اس محبوب مرشد کی زیارت فی المنام کی لذت نے چند اڑا دیا اور کیوں نہ ایسا ہوتا کہ وہ میرا شاہ دل آرام ہے اور میری روح محرم ہر رگھی ہے

۴۲۶۔ ہرزہ اگر چہ خالق پر نشان دہی کر رہا ہے لیکن

ترجمہ و تشریح

عاشق بیدل کو صرف نشانی پر قناعت نہیں ہوتی انھیں تو

دیدار چاہیے۔ ۵

نہیں کرتے ہیں وعدہ دید کا وہ حشر سے پہلے

دل بیتاب کی ضد ہے ابھی ہوتی یہیں ہوتی

(مجنون)

۴۲۷۔ اے مخاطب جلد آ اور اللہ والوں کی حیات ابدی کا

ترجمہ و تشریح

دیدہ و گرو فر دیکھتا کہ تو اس عالم فانی کی محبت سے رہا لی

و خلاصی پا جاوے۔

۴۲۸۔ اے مخاطب عاشق حق ہو جا۔ عاشق حق ہو جا یہ

ترجمہ و تشریح

امیری متاع چند روزہ فانی ہے اسے ترک کر کے سلطان

ہو کر کب تک کوڑے خانہ کے کنوئیں میں پڑا ہے گا۔ سلطان سے خطاب شفقت

دھیار پر دلالت کرتا ہے۔

۴۲۹ خاک سے مت آمیزش کر کہ تو پاک گوہر ہے اور
ترجمہ و تشریح سرکہ سے مت آمیزش کر کہ شکر شیریں ہے یعنی تو اپنی روح
 کو اعمالِ صالحہ اور عشقِ خدا سے منور کر اور جسم کے تقاضوں کو بقدر ضرورت پر
 اکتفا کر۔ ان کو مقصود سمجھ کر اکھیں فانی لذتوں میں، خبردار! اپنی زندگی کو
 ضائع مت کر کہ آخرت میں رسوائی ہوگی۔

۴۳۰ اے مرشد! جب سے آپ کی کرامات و مقامات
ترجمہ و تشریح کو میں نے دیکھا دنیا کی فانی شان و شوکت میری نگاہوں سے
 گر گئی اور میں حُبِ دنیا سے بیزار ہو گیا۔

عارفی زندگی افسانہ در افسانہ ہے

صرف افسانوں کے عنوان بدل جاتے ہیں

۴۳۱ اے مرشد! آپ چشمہٴ حور شید ہیں جو بجز معرفت
ترجمہ و تشریح حق سے برآمد ہوا ہے آپ کے انوارِ روح نے میرے ظلمات
 نفسانیہ کے پردوں کو چاک کر دیا اور ہمارے باطن کو منور کر دیا۔

۴۳۲ اے مرشد! آپ کی صحبت میں جو نااہل آتا ہے چند
ترجمہ و تشریح دن میں وہ پتھر لعل و زمرد ہو جاتا ہے یعنی خاک کو کیمیا آپ
 کی صحبت بناتی ہے جس طرح سے لوہا پارس پتھر سے مل کر سونا ہو جاتا ہے۔

آہن کہ بپارس آشنا شد

فی الفور بصورت طلا شد

”در بیان آثار عشقِ حقیقی“

۴۳۳ اے خدا آپ ہی تمام کائنات کے لئے آفتاب ہیں
ترجمہ و تشریح یعنی تمام عالمِ حقّی اکہ شمس و قمر بھی آپ کے نور سے منور ہیں

اور جس مردہ دل میں آپ کا نور آجاتا ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۳۴۔ آپ کا نور جس کی آنکھوں میں آجاتا ہے وہ حساب نظر ہو جاتا ہے یعنی اہل بصیرت ہو جاتا ہے، اور جس زبان گنگ میں آپ کا درد آجاتا ہے وہ زبان فصیح البیان ہو جاتی ہے۔ جہر کا یہ شعر اسی مضمون کا حامل ہے۔

معذور تھا ضمیر کے اظہار سے لیکن

مجمع میں تیرے درد نے پہروں بلا دیا

در بیان مقامات عالیہ اولیائے کرام

ترجمہ و تشریح ۴۳۵۔ اے مرشد شمس الدین! بڑے بڑے وقت کے روحانی لوگ مثل ستاروں کے آپ کے گرد و پیش جمع ہیں اور آپ ان کے درمیان اس طرح چلتے ہیں جس طرح روشن چاند ستاروں کے جھرمٹ میں چلتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۳۶۔ دل ہر وقت تو محبوب حقیقی کی یاد میں اسی کی طرف جا رہا ہے لیکن اس باطنی سیرالی اللہ سے خلالت آگاہ نہیں ہے کیونکہ سیر دل مخلوق کی نظر سے سخت پنہاں ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۳۸۔ اے مرشد شمس الدین تبریزی! آپ اپنے مہانوں کی مجالس میں بظاہر حاضر ہیں لیکن آپ کا باطن اس وقت بھی خدائے پاک کے ساتھ مشغول ہوتا ہے یعنی آپ باہم بھی ہیں اور بے ہم بھی اور اس مقام کو صوفیہ خلوت در انجن سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۴۳۹۔ اور اے مرشد آپ کے اوپر بظاہر مجاہدات اور غم کے کوئی آثار نہیں معلوم ہوتے لیکن آپ کی باطنی

رفقہ کی تیزی تمام مخلوق سے فائز تر ہو رہی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۴۰۔ اے مرشد! میرا حال زار دیکھ کر ہمارا پیغام بھئی جب آپ کو تخت سلطان حقیقی سے قرب ہو، پیش کر دیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۷۴۱۔ اے طالب! شکر خدا کر کہ مرشد نے عشق خدا میں تجھ کو گھلایا۔ پس تو سر بریدہ عشق ہو کر نالہ عشق بلند کرتا رہ

مثل بانسری کے یعنی جس طرح بانسری کا ایک سرا جب بجانے والے کے منہ میں ہوتا ہے تو دوسرے سرے سے درد و نالہ کی آواز کبھی بلند اور کبھی پست نکلتی ہے اسی طرح مرشد کے منہ میں تو نے جب روح کا ایک سرا دیدیا تو اب تیری روح کے دوسرے سرے سے درد و نالہ ہائے عشق حق کی وہ آواز بلند ہوگی جو سامعین و طالبین کے لئے غذائے روح ہوگی۔

اولیاء را در دروں ہا نغمہ ہاست

طالبین رازاں حیات بے بہا ہست (رومی)

اولیاء اللہ کے سینوں میں دردِ محبت الہیہ کے نعمات پوشیدہ

ہیں طالبین صادقین کی ارواح ان سے حیات بے بہا پاتی ہیں۔

(نوٹ) بانسری کی مثال صرف سمجھانے کے لئے ہے اس مثال سے

اس کے جواز کا شبہ باطل ہے کہ شریعت کی حرام کی ہوئی چیزوں کو جو

صوفی حلال کہے وہ نزدیک وہ گمراہ اور مردود ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۴۲۔ اے شمس الدین تبریزی! آئیے اور میرے اندر ملاحظہ کیجئے تاکہ میری فنایت و عبدیت کا آپ مشاہدہ کر لیں۔

ترجمہ و تشریح ۷۴۳۔ اے لوگو! مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے تم بھی چاند اور سورج سے نظر ہٹالو اور لا احب الا فلین

کانعزہ لگاتے ہوئے اگر آگے نہ بڑھو گے تو خورشیدِ حقیقی یعنی حق تعالیٰ کی ذات پاک تک رسائی کس طرح ہوگی یعنی چاند و سورج جیسی حسین صورتوں سے نگاہ کو بچاؤ کہ ان کے عشق سے روح کو رہائی کے بعد ہی حق تعالیٰ شانہ کا آفتاب قربِ دل میں روشن ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غیور ہیں جو دل غیروں میں پھنسا ہو اس دل میں ان کی تجلی کیسے ہو خوب فرمایا حضرت مجذوب نے

لکالو یا حسینوں کی دل سے اے مجذوب

خدا کا گھر ہے عشق بتاں نہیں ہوتا

توڑ ڈالے مہر خورشید ہزاروں ہم نے

تب کہیں جل کے دکھایا رخِ زیبائے

ترجمہ و تشریح ۴۴۴ اے طالب! بدون عنایت اُس دریائے لطف خداوندی کے تو نفس و شیطان کے پُر خوف موجوں سے امن کے ساحل تک کب پہنچ سکتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۵ اے طالب! تو موت سے کیوں اندیشہ کرتا ہے جبکہ تیری روح تعلق مع اللہ کے نور سے باقی باللہ ہو چکی ہے اور تیرا جسم تو قبر میں سما سکتا ہے لیکن تیری روح کے اندر جو نور خدا ہے وہ قبر میں کس طرح سما سکتا ہے وہ نور تو آسمانوں اور زمینوں کی وسعت میں بھی نہیں سما سکتا۔ پس تو اس دولتِ نورِ خدا کے ہوتے ہوئے قبر سے کیوں گھبراتا ہے یعنی تیری روح نورِ خدا کے ساتھ علیین میں ابرار و صالحین کے ساتھ ہوگی پھر قبر کی تنہائی تیرے لئے باعثِ وحشت کیوں ہوگی۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۶ اے طالبِ خدا! تو خوش ہو جا کہ اگر دنیا تیرے پاس نہیں ہے تو مالک اور خالقِ دنیا تو تیرے پاس ہے پس

جب خالق کائنات تیرے پاس ہے تو پھر یوں سمجھ کہ جملہ کائنات بھی تیرے پاس ہے۔

زاہدانِ خشک اور نادانِ دنیا داروں سے خطاب

۷۲۸۔ اے طالبینِ خدا! خاصانِ خدا کی جماعت کے ساتھ **ترجمہ و تشریح** ظاہرِ اِدْباطنا ہم رنگ ہو جاؤ یعنی ظاہری وضع قطع بھی صلواتِ امت کی اختیار کرو اور باطنی سیرت و اعمال و اخلاق میں بھی انہیں کی نقل کرو حق تعالیٰ کا کرم اسی نقل میں اصل کی روح ڈال دیتے ہیں نقل پیالہ ہے اصل کی روح بھیک ہے جب پیالہ ہی نہ ہوگا بھیک کس میں پاؤ گے۔

بنا کر فیروں کا ہم بھیس غالب

تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں
پس اللہ والوں کی بھیس اور صورت بنا کر ہم کو اس کریم مطلق سے امید رکھنی چاہئے
کہ وہ انہیں جیسا ہم کو بنا دے گا، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ بہرہ و پیہ بن جاؤ
اور اندر کچھ نہ ہو مطلب یہ ہے کہ صورت بنا کر
پھر سیرت حاصل کرنے کی کوشش میں تمام عمر لگے رہیں اور میدانِ محشر
میں یہ صورت اس طرح رنگ لائے گی۔

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لیکے آیا ہوں (مجدوب)
اور بے طالبین! اللہ پاک کے عاشقین کی صحبت میں آکر دیکھو کہ یہ کیسے اپنے
رب اور مولیٰ کی محبت میں دیوانے ہو رہے ہیں۔

۷۲۹۔ اے دنیا والو! اس بوڑھی دنیا کا مہر کب تک ادا
ترجمہ و تشریح کرتے رہو گے اور چند روٹیوں کی خاطر کب تک تلوار و نیزہ

اٹھاتے رہو گے۔

۴۵۰۔ اے طالب! تو میرے فیض صحبت سے کھوڑا کھوڑا
ترجمہ و تشریح دیوانہ ہو رہا ہے تاکہ تو عقل کی زنجیر سے خلاصی پا جاوے

اور ہمارے ساتھ تو بھی دیوانہ بن جاوے۔

عموں سے بچنا ہو تو آپ کا دیوانہ بن جائے

۴۵۱۔ یہ صحن چمن یہ لالہ و گل ہوتے ہیں تو دیراں ہونے دو

تخریب جنوں کے پرے میں تعمیر کے ساماں ہوتے ہیں

تجلیات پنہانی

۴۵۱۔ ہائے کہاں سے میرے قالب میں ایسا چاند روشن
ترجمہ و تشریح ہوا کہ جس کے دفور تجلی سے میرا قلب سینے میں نہ رہا اور

نہ جانے کس عجیب مقام پر پہنچ گیا۔

۴۵۲۔ وہ ذات پاک ایسی عظیم القدرۃ ہے کہ خاکبوں کو
ترجمہ و تشریح عقل و ہوش عطا کرتی ہے ورنہ مٹی کو عقل سے کیا

مناسبت۔

۴۵۳۔ اے خدا تو عظیم قدرۃ والا شاہ ہے کہ میرے دل
ترجمہ و تشریح میں مقیم ہے تو میرا آب حیات ہے کہ میرے بدن میں رواں ہے

۴۵۴۔ میرا دل اے محبوب! آپ کے یہ کہہ رہا ہے کہ ہمارا خون
ترجمہ و تشریح آپ کے لئے حلال ہے کہ آپ جس کا خون اپنے لئے قبول فرماتے

ہیں ربوقت شہادت! اس کو حیات ابدی جاودانی عطا فرماتے ہیں۔

عاشقوں سے خطاب اور ان کو معذرت و ترسار دینا

ترجمہ و تشریح ۷۵۵ دیوانہ کے لئے اس کے سوا کوئی اور چارہ و تدبیر نہیں کہ وہ صرف زنجیر کو دانتوں سے رہائی کے لئے کاٹتا رہے

پس دیوانے کے لئے زنجیر کا دانتوں سے کاٹنا حلال اور ثواب ہے اس مضمون کو عاشقین خود سمجھ جاویں گے اور غیر عاشقین کو سمجھانا نہیں ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۵۶ اے مجنوں! اسرار عشق بیان کرا اور اہل عقل سے کیا ڈرنا ہے۔ اے آسمان! اپنے قبا کو چاک کرے قیامت

کا کیا انتظار کرتا ہے۔

نگاہِ عشق تو بے پردہ دیکھتی ہے اسے

خرد کے سامنے اب تک حجابِ عالم ہے اصغر

۷ محبے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

ترجمہ و تشریح ۷۵۷ اے عاشقِ حق! اگر تیری پرواز کے لئے یہ جہاں تنگ ہے تو قربِ حق کی غیر متناسی اور غیر محدود کوہِ قاف کی راہ

اختیار کر کے مثلِ سیمرغ اور عنقا کے پرواز کرے

دکھا دیتے تڑپنے کا تماشا تجھ کو ہم اے دل

جو عالم بے فلک ہوتا جو دنیا بے زمیں ہوتی

ترجمہ و تشریح ۷۵۸ اے عاشقِ عشق کی چنگاریوں میں تجھے ہمہ تن شاہِ انجم یعنی چاند کی طرح رہنا چاہیے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے عشق

انوار سے اور در و محبت کی خوشبو سے اہل جہاں فیضیاب ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۷۵۹ اے دل! رضائے حق کے لئے تکالیف کے کانٹوں کو برداشت کر کہ انھیں کانٹوں کے ساتھ اس محبوب کا گلزار وصال ہے

اگر تو گل کی خوشبو کا عاشق ہے تو یقیناً تجھے ان کے کانٹوں کی زنجیری کو برداشت کرنا ہوگا۔

در بیان علاج تکبر و تعظیم مرشد

- شعر ۶۰ ۶۰ رہا کن ناز تا تنہا نہ مانی
کہ ہچوں گرگ در صحرا نمانی
- شعر ۶۱ ۶۱ دو چشم از عیب دوز و غیبی ہیں
کہ چوں آنجا روی اینجا نمانی
- شعر ۶۲ ۶۲ ہمیشہ کس سرمد تعظیم در چشم
پیایے تاکہ نابینا نمانی
- شعر ۶۳ ۶۳ منہ لب بر لب ہر بوسہ جوئے
کہ ناز آن دلبر زیبا نمانی
- شعر ۶۴ ۶۴ مشو مولائے ہر ناشستہ روئے
کہ تا از عشق مولانا نمانی
- شعر ۶۵ ۶۵ چوں تو ملک اید جونی بہت
ازیں ناں و ازیں شربا نمانی

در بیان مجاہدات و رجوع الی الاصل

- شعر ۶۶ ۶۶ دلار و رو بہا خون شو کہ بودی
بداں صحرا و ہامون شو کہ بودی
- شعر ۶۷ ۶۷ دریں خاکستر ہستی چہ غلطی
در آتشدان و کانون شو کہ بودی

شعر ۷۶۸ دریں چوں شد چگونہ چند گودی
در آن تصریف بیچوں شوکہ بودی

شعر ۷۶۹ رہا کن نظم کردن در و جوہر
بدریا در مکنوں شوکہ بودی

در بیان فیضان مرشد

شعر ۷۷۰ بخور دم از کف دلبر شرابے
شدم معمور در صورت خرابے

شعر ۷۷۱ مرا آل مہ یکے شکلے نمود دست
کہ سی صدمہ نہ بیند آل بخوابے

شعر ۷۷۲ بسوزدگہ دلم گہہ خام گردد
بمانند دلم نبود کبابے

شعر ۷۷۳ بہشت اندر ریش کمتر مقالے
خرد پیش درش کمتر حجابے

شعر ۷۷۴ جہاں جملہ نور صاف می ہیں
کہ ماہے می درخشاں در آبے

نصیحت برائے طالبین حق

۷۷۰۔ اے طالب! تا زوتکبر کو ترک کرتا کہ تو تنہا نہ ہے
ترجمہ و تشریح | یعنی تو تکبر کے سبب کسی اللہ والے کے پاس نہیں جا رہا
ہے اور ان کی اتباع سے تجھے عار و شرم آتی ہے اس طرح تو ہمیشہ تنہا

رہے گا۔ اور اگر ناز ترک کر کے نیاز مند نہ کسی مقبول بارگاہ حق بندے سے
رشتہ عقیدت و محبت و اتباع قائم کر لے تو پھر تو تنہا نہ رہے گا۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۱۔ اپنی آنکھوں سے دوسروں کا عیب مت دیکھ
اپنے عیوب پر نظر کر۔ کیونکہ جب تو مخلوق کے عیوب پر
نظر کرے گا تو اپنی اصلاح سے غافل ہو جائے گا النَّفْسُ لَا تَتَوَجَّهُ إِلَى
شَيْءٍ فِي آيٍ وَاحِدٍ نَفْسٍ دُوَشَيْءٍ فِي طَرَفٍ اِيكٍ وَوَقْتٍ مِيں
مَتَوَجَّهٍ نِهِيں هُو سَكْتَا پِس اَكْر تُو غِيْرُوں كَا عِيْب دِيكْهِي كَا تُو اِيْنِي عِيْب سِي
بِي فِكْر هُو كَا اُوْر اَكْر اِيْنِي عِيْبُوں كِي اَصْلَاح مِيں لِكِي دُو سَرُوں كِي عِيْبُوں سِي
فَارِع هُو كَا۔

حضرت شیخ سعدی کا ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے پیر حضرت شیخ
شہاب الدین سہروردی نے مجھے

دو نصیحتیں فرمائیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ میں اپنے کو اچھی نظر سے نہ دیکھوں۔

(۲) دوسرے یہ کہ دوسروں کو بُری نظر سے نہ دیکھوں۔ شعریہ ہے

ترجمہ و تشریح ۴۶۲۔ اے طالب! اپنے مرشد کو محبت اور اکرام و احترام
کی نظر سے دیکھ کر اس خاک کے اندر نسبت مع اللہ کا
قمر روشن ہے جو آسمان کے قمر و خورشید سے افضل ہے۔ اس احترام اہل اللہ
کی برکت اور حسن ظن سے حق تعالیٰ تجھے باطنی بصیرت عطا فرمائیں گے۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۳۔ اے طالب تو غیر اللہ سے دل مت لگا اگر تو ان
فانی حسینوں سے اپنے دیدہ و دل کو محفوظ نہ رکھے گا تو
حق تعالیٰ اپنی محبت کی مٹھاس تجھے نہ عطا فرمائیں گے۔ غیرت حق اس دل کو

اپنے لئے منتخب نہیں کرتی جو دوسروں کو بھی اپنا دل دینے ہوئے ہو۔

نکا لویا دحسینوں کی دل سے اے مجذوب

خدا کا گھر پئے عشق بتاں نہیں ہوتا (مجذوب)

۴۶۴ اے مشائخ سلوک! تم ہر ناشستہ رو۔

ترجمہ و تشریح

(نادھلا چہرہ) کے پیر مت بن جایا کرو۔ یعنی طالب کی

اہلیت اور عشق صادق کا امتحان کر کے پھر ان کو بیعت کیا کرو۔ بدون

پیاس پانی پلانا عبت پانی اور وقت ضائع کرنا ہے اور ایسے نااہل مرید

اکثر شیخ کی بدنامی کے اور دوسرے مریدین کی خرابی کے باعث بنتے ہیں

یعنی اپنی نااہلیت کے سبب جب نامراد رہتے ہیں تو شیخ پر الزام رکھتے

ہیں کہ یہاں سے ہم کو تو کچھ فیض نہ ہوا ایسی باتیں سن کر دوسرے خام طالبین

بھی مایوس اور بدگمانی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۴۶۵ اے دوستو! جب حق تعالیٰ کی محبت کا ملک

ترجمہ و تشریح

لازوال چاہتے ہو تو دنیا کی فانی لذتوں سے بے پروا

ہو جاؤ یعنی جو نعمت حلال کی بدون کاوش مل جاوے شکر کر کے استعمال

کر لو مگر نہ حرام کے قریب جاؤ نہ اتنی کاوش کرو کہ ذکر و فکر اور معمولات

کا وقت بھی نہ ملے کیونکہ فراغ قلب اور فراغ وقت اس راہ کی اساس ہے

بیان مجاہدات اور آخرت کی طرف توجہ کاملہ

۴۶۶ اے دل! جا۔ جا جیسے پہلے خون تھا پھر خون

ترجمہ و تشریح

ہو جا یعنی حق تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی آرزو کا خوشی

خون کر دے۔ جس صحرائے سے ہو آیا ہے اسی کی طرف رجوع ہو جا۔

صحرا اور ماموں مترادف المعنی ہیں یعنی دونوں ایک ہی معنی رکھتے ہیں

ترجمہ و تشریح ۷۶۷ اے دل اس خاکِ تن میں کیا لوٹ پوٹ کر رہا ہے۔ آتشِ عشقِ حقیقی میں کود پڑ کہ تیرا اصل مرکز وہی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۶۸ اے تو دنیا کے چوں اور چگونہ میں کب تک پڑا رہے گا ارے اُس ذاتِ پاک سے رابطہ قائم کر لے جو بے کیف اور بے چوں ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۶۹ اے نادان موتی اور جواہرات کی پرونا (نظم کرنا) ترک کر اور دریائے حق میں پوشیدہ موتی ہو جا کہ تو پہلے وہیں تھا یعنی ان فانی علائق سے خود کو آزاد کر کے تعلق مع اللہ کی دولت حاصل کر

بیانِ فیضِ مرشد

ترجمہ و تشریح ۷۷۰ میں نے اپنے محبوبِ مرشد سے معرفت و دروہجت کا سبق سیکھا ہے طالبینِ مشائخ کی صحبت سے اپنی جانوں کی رہنمائی پاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۷۷۱ مجھے فیضِ مرشدِ حقِ تعالیٰ کی محبت کا وہ وہ لطف چکھا رہا ہے جس کے سامنے کائنات کی سب لذات پتھ ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۷۷۲ میرا دل کبھی جل جاتا ہے اور کبھی خام رہتا ہے خدائے پاک کی محبت میں میرے دل کی طرح کوئی کباب نہیں ہے۔

۴۴۳ حق تعالیٰ کی محبت اور ذکر و فکر کی لذت کے سامنے
ترجمہ و تشریح بہشت کیا ہے اور عقل تو ان کے دروازہ پر ایک حقیر

حجاب ہے۔

۴۴۴ تمام کائنات کو مثل آئینہ سمجھ کہ چاند پانی ہی پر
ترجمہ و تشریح عکس ڈالتا ہے۔

صفات کاملین و نفحات غیبیہ

شعر ۴۴۶ کے راکش بود خلق خدائی

از ویا بند جانہار رہنمائی

شعر ۴۴۷ بروز پنج نوبت بر در او

ہمیکو بند کوس کبریائی

شعر ۴۴۸ اگر افتد بگوشت صوت آن کوس

ز کبر و از حد یابی رہائی

شعر ۴۴۹ زمیں خود کے تو اند بند کردن

مر آ نراکش بود روح سمائی

شعر ۴۵۰ عنایت گزیر دال بر تو باشد

چہ عظم گر تو بطاعت کمتر آئی

۴۴۶ جس شخص نے اخلاق الہیہ سے اپنے اخلاق کو آراستہ
ترجمہ و تشریح کر لیا ہے ایسے کاملین بندوں سے دوسرے لوگ اپنی

جانوں کی رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

۴۴۷ و ۴۴۸ چند دن کسی اللہ والے کے پر رہ لو
ترجمہ و تشریح کیونکہ ان کے پاس حق تعالیٰ کی محبت کا ایسا لذیذ درد ہوتا

ہے کہ جس کی آواز سے اگر تمہارے کان آشنا ہو گئے تو روح کی خطرناک بیماریوں
مثلاً تکبر و حسد وغیرہ سے تم خلاصی پا جاؤ گے۔

ترجمہ و تشریح ۷۷۵ زمین (قبر) کب اس کو اپنے اندر بند کر سکتی ہے
جس کی روح آسمانی ہو یعنی جس روح نے حق تعالیٰ

سے رابطہ قائم کر لیا اور اپنے مولیٰ کو راضی کر لیا وہ اس جسم سے الگ ہو کر
علیین میں مقیم ہوگی جو ساتویں آسمان پر نیک بندوں کا منتظر گاہ ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۸۰ اگر حق تعالیٰ کی عنایات تیرے اوپر ہیں تو پھر تجھے
اپنی طاعت کی کمی کا کیا غم ہے یعنی بیماری اور معذوری

میں اگر طاعت کم ہو سکے تو گھبرائے نہیں کہ بیمار و کمزور بندوں سے حق تعالیٰ
زیادہ قریب ہوتے ہیں جس طرح کہ ماں بیمار بچے کے سر ہالنے بیٹھی رہتی ہے
اور تندرست بچوں پر یہ عنایت نہیں کرتی۔

الحمد للہ دیوان شمس تبریز کا انتخاب مع ترجمہ و تشریح آج نہایت
مبارک وقت پر مکمل ہوا اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اور ناظرین سے
بھی درخواست دعا ہے کہ لے خدا اپنی رحمت واسعہ کے صدقے اس
کتاب کو حسن قبول عطا فرما اور اپنی مخلوق کو اس کتاب سے استفادہ
کی توفیق عطا فرما اور ہمارے لئے اور ہمارے بزرگوں کے لئے اس کتاب
کو صدقہ جاریہ بنا آمین ثم آمین

بجی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ

بروز جمعہ قبیل مغرب
۲۶ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ

